مستقبل اسلام

یعنی

پروفیسر وامبری کی معرکۃ الآرا تصنیف "مغربی تمدن اور مشرقی ممالک"

کا

حصہ سوئم - فیوچر آف اسلام

مترجمہ

ظفر عمر بی - اے (علیگ)

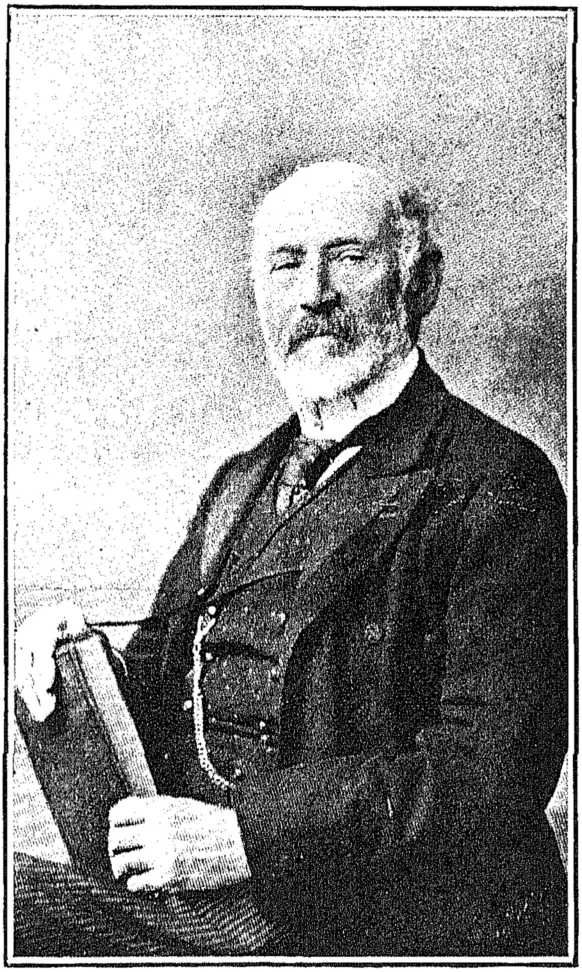
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس، صوبجات متحدہ

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ

باہتمام محمد قادر علی خان صوفی

قیمت فی جلد عہ) مقام فروخت ڈپوٹی بک ڈپو علیگڈہ



پیر سالخورده ام از چهره بی بهره این کمترین
غیر از خرابات چیزی ظاهر نمیشود

وامبری

مستقبل اسلام

فہرست مضامین

دیباچہ

باب اوّل

قدیم وجدید اسلام

باب دوم

اصلاح کی راہ مین جدوجہد

باب سوم

مسلمان فرمانرواون کی مطلق العنانی

باب چہارم

اسلام ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے

شاہانِ اسلام کی مطلق العنانی علما اور مسئلۂ تقدیر - پردہ زنان - مسلمانون کی لاعلمی اسلام علم کا حامی ہے - یورپ مین مذہب و علم کا مقابلہ - ایشیا کی تنگ خیالی - ایک ہندوستانی عالم کی رائے - جاپان اور مذہب - روس کے مسلمان علماء - اسلامی دنیا مین بیداری نظر آتی ہے - ۷۵ - ۹۱ -

باب پنجم

آزادی کی بیداری

مسلمانون کا صبر - سلاطین ظل اللہ ہونے کی وجہ سے احترام و تعظیم کے مستحق سمجھے جاتے ہین - آزادی کی تمنا - مسلمان ترقی کی صلاحیت رکھتے ہین - ینگ ٹرکی پارٹی - ابتدائی اختلاف - ترکون کا پہلا پارلیمنٹ - ممبرون کی پرمغز تقریرین - پارلیمنٹ کی شکستگی سلطان عبدالحمید خان کی فروگذاشتین، نوجوان ترکون کی ترقی - آزادی کا جوش تمام ترکون مین پایا جاتا ہے - ترکی اخبارات - تاتاری مسلمانون مین بیداری - روسی مسلمانون کی یادداشت - جنوبی روس کے مسلمان اسمعیل بے غسپرنسکی کی حب قومی سلطان عبدالحمید خان کا دائرۂ ترقی - اُن کے اختلاف کی وجہ - اعلیٰ طبقہ کے ترکون مین آزادی کی ترقی - ترک حالات زمانہ سے بےخبر نہین ہین - کردستان - ایران مین اصلاح جدید بابی مذہب - شیخ بہائی کے خیالات - انگلستان کی مثال - شیخ بہائی کا اعلیٰ رتبہ ایران مین بیداری کے آثار - ایرانیون کا جوش - انسانیت کے تمام اصولون کا منبع اور مرکز اسلام ہے

باب ششم

مغربی تمدن کا اقرار

باب ہفتم

اسلام کی آیندہ پولٹیکل حالت

باب ہشتم

ہلال اور صلیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

سیرت مصنف

یورپ کے زندہ مصنفین مین سے کسی شخص کو ممالک اسلامی کے حالات سے اتنی واقفیت نہین ہے جتنی پروفیسر وامبری کو ہے۔ پروفیسر موصوف ملک ہنگری کے باشندے اور مشہور مستشرق ہین[۱]۔ دریائے ڈنیوب کے جزیرہ شُتّ کے ایک گاؤن مین ۲۹ - مارچ ۱۸۳۲ء کو غریب گھر پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر تک گانون کے مکتب مین تعلیم پائی - پیدایشی لنگ کی وجہ سے بیساکھیون کے سہارے چلتے تھے۔ شروع ہی سے وامبری کو زبانون کے سیکھنے کی طرف خاص رجحان تھا، لیکن عسرت نے تعلیم چھوڑنے پر مجبور کیا۔ کچھ دنون ایک درزی کے کارخانہ مین شاگردی کرکے ایک سرے دار کے بیٹے کو پڑھاتے رہے۔ اسکے بعد پریس برگ کے دار العلوم مین داخل ہوگئے اور بسر اوقات کے لئے نہایت ادنی اجرت پر لڑکون کو پڑھانے لگے۔ تحصیل علوم کا اس قدر شوق تھا کہ ۱۶ سال کی عمر ہی مین ہنگری، لاطینی، فرانسیسی، اور جرمنی زبانون مین بخوبی مہارت پیدا

---

[۱] دیکھو انسائکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۲۳ صفحہ ۹۲۳ نیز "اسٹوری آف مائی اسٹرگلس" یا "میرے جد و جہد کا افسانہ" مصنفہ پروفیسر وامبری - مترجم۔

کرلی اور انگریزی، روسی، اور سروی زبانین بھی سیکھنا شروع کردین۔

قیام قسطنطنیہ ۲۰ سال کی عمر مین ترکی زبان مین خاصی دستگاہ حاصل کرلی اور قسطنطنیہ پہونچکر کسی دار العلوم مین یوروپین زبانون کے معلم مقرر ہوگئے کچھہ عرصہ کے بعد حسین دایم پاشا کے بچون کے اتالیق مقرر ہوئے۔ اور پھر اپنے دوست اور محسن ملا احمد آفندی کی مدد سے ترکی گورمنٹ کی ملازمت مین داخل ہوگئے اور ترقی کرتے کرتے فواد[۱] پاشا کے سکرٹری ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ قسطنطنیہ کے چھہ سال کے قیام مین علاوہ دیگر تالیفات کے جرمن و ترکی زبان کی کتاب اللغات شایع کی۔ پروفیسر موصوف نے قسطنطنیہ مین رہکر ۲۲ مختلف مشرقی زبانین سیکھین

سیاحت اسکے بعد وہ ممالک اسلامی کی سیاحت کی غرض سے طہران روانہ ہوئے درویشون کا ایک قافلہ مکہ سے واپس آتا تھا پروفیسر وامبری بھی درویش کا بھیس بدل کر قافلہ مین شامل ہوگئے اور عرصہ تک ایشیا کے ریگستان کی خاک چھانتے پھرے۔ اس ہیئت کذائی سے اونہون نے امیر خیوا سے دو مرتبہ ملاقات کی اور پھر سمرقند جا پہونچے۔ یہان کے امیر کو شبہ ہوا لیکن رشید آفندی (وامبری کا مصنوعی نام) نے تمام سوالات کا عمدگی سے جواب دیا آدہ گھنٹہ کی جرح کے بعد امیر کو اطمینان ہوا اور انعام دیکر رخصت کیا۔ ہرات پہونچکر درویشون سے مفارقت کی اور طہران واپس آئے۔ طربزند اور ارض روم ہوتے ہوئے ۱۸۶۴ء مین قسطنطنیہ پہونچے۔ وامبری نے بوجہ خوف و دور اندیشی

[۱] وزیر خارجیہ ٹرکی ۱۸۵۲ء مترجم۔

بجز مختصر یادداشت کے دوران سفر مین کوئی سفرنامہ نہین لکھا۔ لیکن وسط ایشیا کے چشم دید واقعات اور وہان کی سیاسی اور معاشرتی حالات کا ایسا گہرا نقش اونکے لوح دل پر کندہ تھا کہ اونہون نے انگلستان پہونچکر اپنا سفرنامہ شایع کیا۔ سادگی بیان اور تسلسل مضامین ہی اوسکی صداقت کے ثبوت کے لیئے کافی ہین۔ انگلستان کے علاوہ دیگر یورپی ممالک مین بھی اونکے حالات سفر نے بڑی دلچسپی پیدا کی اور ایشیائی مسائل پر نئی روشنی ڈالی۔ خصوصاً سلطنت روس کے منصوبون اور حکمت عملی کو وضاحت کے ساتھ ظاہر کیا۔

مراجعت — پروفیسر وامبری مشرق و مغرب کے اس طویل و عریض سفر کے بعد۔ بالآخر وطن مالوف مین پہونچے جہان تمام قوم نے بڑی قدر و منزلت کی، اونہون نے بڈاپسٹ کی یونیورسٹی مین معلم السنۂ مشرقیہ کا عہدہ قبول کیا، پروفیسر وامبری نے متعدد کتابین تالیف کی ہین اور اس کبرسنی کے ایام مین بھی وہ دنیا کو اپنے فیضان علم سے فائدہ پہونچا رہے ہین، یورپ کے مختلف رسائل اور اخبارات مین پروفیسر وامبری کے مضامین مشرقی مسائل پر اب بھی بڑی دلچسپی اور قدر کی نگاہ سے پڑہے جاتے ہین۔

وجہ تصنیف — اس نامور مصنف اور سیاح نے حال مین ایک کتاب[۵۱] Western Culture in eastern lands. "مغربی تمدن مشرقی ممالک مین" شایع کی ہے۔ پروفیسر موصوف کی سابقہ تصانیف دیکھکر بعض مبصرین نے یہ اعتراض کیا ہے

---

۵۱ سنہ ۱۹۰۶ء، جان مرے، لندن۔

کہ وامبری نے روس اور انگلستان ہین سے، جنہون نے ایشیا مین مغربی تمدن پہیلانیکا بیڑا اوٹھایا ہے، موخر الذکر کی زیادہ طرفداری کی ہے - ان معترضین کی رائے مین ایشیا مین مغربی تمدن کا رواج دینے کے لیے روس زیادہ موزون ہے - کیونکہ امور سیاسی مین اُنکے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکہنے کے علاوہ یہ قوم بلحاظ بعض خصائص قومی اور مراسم کے بھی ایشیائی قومون کے مشابہ ہے، یہ غلط خیال عام طور پر یورپ مین پایا جاتا ہے اور اسکی تردید کے لیے وامبری نے یہ کتاب یعنی ”مغربی تمدن مشرقی ممالک مین“ شایع کی ہے - روس و انگلستان نے اپنے قبضہ کے زمانہ مین جو جو اصلاحات اور رفاہ عام کے کام ایشیائی ممالک مین کیئے ہین اون کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرکے دونون قومون کے کامون اور ترقیون کا مقابلہ کیا ہے اور نیز اصلاحات جدید کے اوس اثر کا جو روس و انگلستان کی مفتوحہ اقوام پر پڑا ہے - کیونکہ کاریگرون کی صنعت و قابلیت کے اندازہ کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اونکی مصنوعات کا باہم مقابلہ کیا جاوے - اور یہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بنانے مین خصوصاً اقوام کی اصلاح مین، جس قدر نیک نیتی، قابلیت، محنت، علو ہمتی، جیسے ذرایع سے کام لیا جائیگا اوسی قدر نتیجہ زیادہ قابل وقعت پیدا ہوگا - دوسرون کو پڑہانے سکہانے اور تربیت دینے کے لیے خود اوستاد کی اعلی تعلیم و تربیت لازمی امر ہے - پس اس لحاظ سے بھی انگلستان کو روس پر فوقیت حاصل ہے - روس ہنوز نصف متمدن حالت مین ہے - اگر پروفیسر موصوف نے بہ حیثیت مجموعی انگلستان کی فوقیت

روسی اور انگریزی اقوام کا مقابلہ

بمقابلہ روس کے ثابت کی ہے تو کچھ بیجا نہین ہے۔

پہلا حصہ

اس کتاب کے تین حصے ہین۔ پہلے حصہ مین اُس تمدنی اثر کا ذکر کیا گیا ہے جو روس نے ایشیا پر ڈالا ہے۔ مسلمان ناظرین کے لیے یہ حصہ نہایت پر درد اور عبرتناک ہے شمال و مغرب ایشیا اور روس سے ملا ہوا یورپ کا حصہ مسلمان اقوام سے آباد ہے۔ روسیون نے مسلمانون کے ممالک ہی پر قبضہ کرنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ اونہون نے مسلمان مفتوحین پر روسی اثر ڈالنے کے لیے نہایت حقارت آمیز اور جابرانہ طریقے استعمال کئے ہین۔ روسی سپاہیون کے قدم بہ قدم اونکے پادری ان ممالک مین داخل ہوئے۔ اور برخلاف برٹش گورنمنٹ کے سلطنت روس نے اپنی رعایا کے

روس کی سختیان

عیسائی بنائے جانے مین ہر قسم کی امداد دی ہے۔ جب پادریون کی کوشش خاطرخواہ کامیاب نہ ہوئی تو صدہا مسلمان بزور شمشیر عیسائی بنائے گئے۔ مشہور روسی مورخ ولی می نوف زرنوف اپنی تاریخ شاہان روس کی جلد اول مین حسب ذیل تحریر کرتا ہے

''جون ۱۵۳۵ء مین شاہ علی کے ۳۷ ہمراہی تبدیل مذہب سے انکار کرنے پر قیدخانہ بھیجے گئے بعدہٗ اونکی گردنین ماری گئین۔ ان مین ۷ بچے بھی تھے جن کا رذرروشن مین گلا گھونٹا گیا اور جنھین رات کو دریا مین پھینکدیا گیا۔ آٹھ آدمی کئے روز تک قیدخانہ مین رہے اور بالآخر تلوار کے گھاٹ اوتارے گئے'' آگے چلکر یہی مورخ لکھتا ہے کہ گرانڈ ڈیوک آئے وَن نے غصہ کی حالت مین ۸۰۔ تاتاریون کو قید کر دیا۔ ۵ دن مین جملہ قیدی راہی ملک بقا ہوئے لیکن ایک نے بھی اپنا

مذہب تبدیل نہ کیا۔ اسیطرح شہر سیکوف مین ۷۰۔ آدمی قتل کئے گئے اور صرف ایک تاتاری مسلمان نے مذہب مقدس اختیار کیا پہلا نام اس آدمی کا حسن تھا، پتسمہ کے بعد اوس کا میکائیل نام رکھا گیا۔ اس موقع پر ۳۴ عورتین اور ۲۶ بچے لؤدا گورو مین اور ۵۰ عورتین اور بچے میکوف مین جبریہ عیسائی بنائے گئے ،،

خود روسی مورخین کے بیان سے اون مصائب کا اندازہ ہوسکتا ہے جو مسلمان مفتوحین کو روسی حکومت کے ہاتھ سے پہونچین اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھون مسلمان ہجرت کرکے سلطنت ٹرکی کے مختلف حصص مین آباد ہوگئے۔ چنانچہ یہ سلسلہ ابتک جاری ہے اور صدہا خاندان ہر سال اپنے پیارے مذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے آبائی ملک کو چھوڑکر ٹرکی مین پناہ گزین ہوتے ہین ؛

یہ سچ ہے کہ وسط ایشیا مین جو خانہ جنگیان اور کشت و خون مسلمان خاندانون مین ہوتے رہتے تھے روس کے زبردست ہاتھ نے اونکا خاتمہ کردیا اور رعایا کو امن، اور ایک حد تک آزادی، حاصل ہوئی لیکن اس امن و آزادی سے جو فوائد اُن ممالک کو پہونچنے چاہیئے تھے اونکے حاصل نہ ہونیکا بڑا سبب یہی ہے کہ روس کی ہٹ دھرمی اور بیجا سختی سے مسلمان رعایا اس قدر متنفر اور خائف ہوگئی ہے کہ لوگ اپنے بچون کو روسی مدارس مین بھیجنے سے پرہیز کرتے ہین اور ہر ایک مغربی اصلاح اور ترقی کو شک اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ آزادی کا یہ اثر تو البتہ ہوا ہے کہ مسلمانون مین شرابخواری اور حرامکاری کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ روسی اثر

مسلمان بے روک ٹوک قمارخانون اور کسبی خانون مین جاتے ہین۔ اسلامی سوسائٹی
کا جو زبردست اثر روسی اقتدار سے پہلے عیوب اور بدکاری کو روکتا تھا وہ روز بروز
زائل ہوتا جاتا ہے +

روسیونکا تکبر

فاتح قوم کا تکبر اور نخوت لابدی، اور ایک حد تک قابل معافی امر ہے لیکن
روسیون کے تکبر اور نخوت کی کوئی حد نہین ہے۔ ادنی ترین روسی اپنے آپکو
مسلمان شاہزادون اور شرفا سے بڑھکر سمجھتا ہے۔ اور اگر کوئی شامت کا مارا
مسلمان کسی روسی کے راستہ مین آجائے اور سامنے سے نہ ہٹ جائے تو چابک
یا دستی چھڑی سے مار کھائے۔ ایک یورپی عالم جو سالہا سال تک تاشقند کے
دار العلوم مین مدرس رہ چکا ہے زار روس کی سالگرہ سنہ ۱۸۹۶ء کا ذکر کرتے ہوئے
یہ تحریر کرتا ہے +

"پادریون کا جلوس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ میدان مین پہونچا
جسکے وسط مین نائب سلطنت کے لیے اونچا چبوترہ بنایا گیا تھا
چارون طرف تماشائیون کا ہجوم تھا۔ مین بھی ایک درخت کے نیچے
کھڑا ہوکر تماشا دیکھنے لگا۔ باجون کی آواز اور قومی راگ دور سے سنائی
دیتے تھے۔ یکایک روسی ایشیائی باشندون پر ٹوٹ پڑے۔ مقدس
اور معمر آدمیونکے سر سے عمامہ اوتار اوتار کر نہر مین پھینکنے لگے۔ اور پھر
آدمیون کو بھی ڈھکیل دیا۔ بیچارے مسلمان کیچڑ پانی اور شرم سے آلودہ

مسلمانونکی تذلیل

ہو کر عیسائیون کے شہر سے باہر بھاگے مگر دور تک لات گھونسے کی مار پڑتی گئی یہ دیکھکر مجھسے نہ رہا گیا اور بے اختیار مین نے سوال کیا "کیا تم عیسائی ہو اور صلیب مقدس کے سایہ تلے ایسی حرکتین جایز رکھتے ہو"، مگر اس نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا۔ البتہ ایک افسر نے جو بہ نسبت دوسرون کے زیادہ تعلیم یافتہ معلوم ہوتا تھا کہا "کیا تم خدائی فوجدار ہو"، اور ہنسکر اپنی راہ چلا گیا۔ دوسرے روز اس جشن کے متعلق جو سرکاری رپوٹ اخبارات مین شایع ہوئی اوس کا مضمون یہ تھا کہ تمام شہر مین بڑی چہل پہل رہی، روسی اور روسیون کے غول کے غول شادمانی کے نعرے بلند کرتے ہر چہار طرف نظر آتے تھے۔ شہنشاہ روس کی جشن سالگرہ کی بدولت اوس اتحاد اور یگانگت کے اظہار کا بخوبی موقع ملا جو روسیون اور رعایا کے درمیان پائی جاتی ہے"

مسلمانون کی رواداری

اس طرز عمل کے سامنے اگر روس کے مسلمان باشندے اپنے آپکو روسیون کی صحبت، اونکے مدارس اور سوسائٹی سے بالکل علیحدہ رکھین اور ہر ایک مغربی چیز سے جو روسیونکے ذریعہ اون تک پہونچائی جاے خواہ وہ سود مند ہی کیون نہ ہو تنفر کرین تو اونکی حالت قابل معافی ہے۔ جو یورپ مین مسلمانون پر اونکی اقبال مندی کے زمانہ مین تعصب اور غیر رواداری کا الزام لگاتے ہین اونکو چاہیئے کہ ایشیا مین مغربی تمدن کی شمع دکھانے والون یعنی روسیونکے برتاؤ پر نظر ڈالین۔ اگر مسلمان اسپر فخر کرین کہ اپنے

عروج کے زمانہ مین اونھون نے اقوام مفتوحہ کے ساتھ مہربانی اور نرمی کا برتاؤ کیا تو بیجا نہین ہے ؛

روس کی پالیسی

روسی گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ مفتوحین کو جس طرح ہو سکے روسی قومی زندگی کے رنگ مین رنگ دیا جائے - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے سرکاری مدارس مین صرف روسی زبان کی تعلیم ہوتی ہے جس قدر رفاہ عام کے کام کئے جاتے ہین اون سب مین یہی مدنظر ہوتا ہے - ریلین ملک مین اسلیے نہین نکالی جاتین کہ تجارت اور تہذیب کو ترقی ہو - بلکہ اس لیے کہ روسی قوم کی نقل و حرکت مین آسانی ہو اور روسی باشندے جو بکثرت ہر سال یورپ سے آکر نو آبادیان قایم کرتے ہین فائدہ حاصل کرین - کریمیا اور جنوبی والگا کے اضلاع مین روسیون کو ایک حد تک اس مقصد مین کامیابی ہوئی ہے - لیکن وسط ایشیا مین جہان مسلمانون کی آبادی بہت زیادہ ہے اور اسلامی ممالک ٹرکی اور ایران مین لوگونکی آمد و رفت بوجہ قرب کے زیادہ رہتی ہے، روسیون کو اپنے مقصد مین کامیاب ہونا مشکل ہے مسلمانونکو مذہب اور قومی زندگی جان سے زیادہ پیاری ہے - تاریخ مین مثالین پائی جاتی ہین کہ وحشی اور جاہل قومین بھی بہت مشکل سے اپنی قومی زندگی برباد کرنا گوارا کرتی ہین تو کیا مسلمان اپنے مذہب اور قومی زندگی کو آسانی کے ساتھ قربان کر دینگے ؟ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہین کہ روس بوجہ نصف ایشیائی قوم ہونے کے اہل ایشیا کو تمدن اور تہذیب کی شاہراہ پر لانے کے لیے بہ نسبت انگلستان یا کسی دیگر یورپی قوم کے زیادہ موزون ہے

وہ اصل واقعات اور تازہ حالات سے ناواقف ہین - پروفیسر وامبری جنھون نے پچاس سال اسلامی ممالک کی سیاحت اور مسلمانون کی تاریخ کے مطالعہ مین صرف کئے ہین نہایت وثوق کے ساتھہ یہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ اہل روس اس کوشش مین کبھی کامیاب نہین ہوسکتے کہ مسلمانون کی قومی زندگی کو برباد کرکے اونہین اپنے رنگ مین رنگ لین، اگر کامیابی حاصل بھی ہوئی تو اسکے لیے صدیان درکار ہین - افسوس ہے کہ مغربی علوم وفنون سے مسلمان جو فائدہ روسی قبضہ کے زمانے مین حاصل کرتے وہ اُس سے بوجہ اپنے تنفر کے محروم ہین *

روس کامیاب نہین ہوسکتا

دوسرا حصہ

کتاب کے دوسرے حصہ مین پروفیسر وامبری نے مغربی تمدن کے اوس اثر کا بوضاحت بیان کیا ہے جو بذریعہ انگلستان ایشیا مین پھیل رہا ہے - یہ حصہ دراصل اوس حیرت انگیز انقلاب کا کارنامہ ہے جو ڈیڑھ سو برس مین انگریزون نے ہندوستان مین پیدا کیا ہے - تجارتی - تعلیمی، معاشری اور دماغی ترقی پر انگریزی حکومت کا جو اثر اقوام ہند پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً پڑا ہے وہ ہماری آنکھون کے سامنے ہے - پروفیسر موصوف نے بے تعلق مبصر کی حیثیت سے انگریزی حکومت اور اقوام ہند کی حالت پر جو تنقیدی نظر ڈالی ہے وہ نہایت دلچسپ مطالعہ ہے - اسمین سید علیہ الرحمۃ کی بیش بہا مساعی اور اونکے نتائج کا بیان نہایت وضاحت سے کیا گیا ہے جیسا کہ ہم شروع مین کہہ آئے ہین - مولف نے انگریزی حکومت کے اثر کا

ذکر کرتے ہوئے جابجا روسی حکومت کے طرز عمل سے مقابلہ کیا ہے اور بالآخر
اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ انگریزی تمدن کا اثر سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور
بہ نسبت روسی تمدن کے اوسکی بنیاد زیادہ مستحکم اور پائدار ہے ؛

ہندوستانی مسلمانون کی وفاداری ؛

ہندوستانی مسلمانون کی وفاداری روز روشن کی طرح مسلم ہے ، اور تجربہ کی کسوٹی پر
آزمائی جاچکی ہے - انگریزی سلطنت کی قوت اور نیک نیتی کی بابت جو کچھ پروفیسر
وامبری نے ان اوراق مین بیان کیا ہے اوس سے مسلمانان ہند سر سید علیہ الرحمۃ
کی تحریرون اور تقریرون کی بدولت بخوبی واقف ہو چکے ہین - اور اوس دار العلوم
علیگڈھ کی در و دیوار سے جسے قومی ٹکسال کہنا چاہئیے ہر وقت انگریزی قوم کی برتری
اور اوسکی سلطنت کی برکتون کی صدا مسلمانون کے کانون مین پہونچکر دل پر نقش
کرتی ہے ؛

مستقبل اسلام

اس کتاب مین مغربی تمدن کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر موصوف کا روئے سخن
زیادہ تر مسلمانون کی طرف رہا ہے - اور چونکہ اسلامی تاریخ و ادب اور اسلامی معاشرت
ابتدائے عمر سے اس نامور عالم کی جولانگاہ رہی ہین اور زمانہ قیام ٹرکی و دیگر ممالک
اسلامیہ مین خود اونہین اسلامی تمدن کے مختلف مسائل کے حل کرنے اور مشکل گتھون کے
سلجھانے کا موقع ملا ہے لہذا اونہون نے یہ ضروری خیال کیا کہ مسلمانون کی آیندہ حالت
کا صحیح طور پر اندازہ کیا جائے اور جو تاریکی مسلمانونکے مستقبل پر چھائی ہوئی ہے اوس پر
روشنی کی شعاع ڈالی جائے - مسلمانون کی آیندہ حالت کے متعلق جو رائے پروفیسر

موصوف نے ظاہر کی ہے اوسے نہایت وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھنا چاہیے
اس عالم نے برسون اسلامی ممالک مین رہکر ہر درجہ اور مرتبہ کے مسلمانون سے
ملاقات کی ہے اور اونکے محسوسات اور تخیلات سے واقفیت پیدا کی ہے۔
علاوہ اسکے جن اسباب نے مسلمانون کو موجودہ پستی اور نکبت کی حالت مین گرایا ہے
اونپر اونہون نے مدتون غور کیا ہے۔ اور زمانہ حال کی ردی اور ناگفتہ بہ حالت
کے دلخراش نظارے اپنی آنکھہ سے دیکھے ہین۔ اسلام کے مستقبل کی جو تصویر
پروفیسر وامبری نے کھینچی وہ محض خیالی نہین ہے بلکہ واقعات سے نتائج اخذ
کئے گئے ہین۔

مصنف کی رائے کی صحت

ہم چاہتے ہین کہ پروفیسر موصوف کی کتاب کے آخری حصہ کا اردو ترجمہ
مسلمانان ہند کے سامنے پیش کرین تاکہ اونکو مسلمانون کی عام حالت کا اندازہ ہوسکے
ہم اس حصہ کے متعلق کوئی رائے بیان نہین کرنا چاہتے۔ کیونکہ جو خاکہ خود مصنف
نے کھینچا ہے حالات موجودہ کے لحاظ سے اسلامی مستقبل کی صحیح تصویر معلوم ہوتی
ہے۔ ٹرکی اور ایران کے متعلق جن امور کی پیشین گوئی پروفیسر وامبری نے آج
سے چار برس پہلے بداپست کی یونیورسٹی مین بیٹھکر اس کتاب کے لکھتے وقت کی تھی
وہ سنہ ۱۹۰۸ء اور سنہ ۱۹۰۹ء مین حرف بحرف پوری ہوکر رہی۔ اس اعتبار سے
ہم کہہ سکتے ہین کہ عالم اسلامی کے مستقبل کے متعلق جو کچھہ پروفیسر موصوف کی
پیشین گوئی ہے وہ آگے چلکر صحیح ثابت ہوگی۔ کسی پیشین گوئی کو پورا ہوتے دیکھکر

جوخوشی اور اطمینان خود ہینین گوکو ہوتا ہے اوسکی کچھہ کیفیت پروفیسر وامبری کے اوس خط سے معلوم ہوگی جو اونہون نے چندروز ہوئے ہمین لکھا ہے اورجس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے :-

بداپسٹ یونیورسٹی

۱۳۔جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

جناب من

جوخیالات آپ نے میری کتاب ، اور خصوصاً اوس حصہ کی بابت ظاہر فرمائے ہین جو مستقبل اسلام سے متعلق ہے ، اوسے دیکھکر مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی ، بڑی خوشی کی بات ہے کہ اسلامی دنیا کے مختلف ممالک سے آپ جیسے روشن خیال اصحاب نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ مصنفین کا سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ ناظرین اون سے اتفاق آرا کرین ۔ ٹرکی اور ایران کے تازہ ترین واقعات نے میرے خیالات کو بالکل حق بجانب ثابت کیا ہے ۔ اور اگر دنیا جان بوجھ کر اندھی ہونا نہین چاہتی تو وہ دیکھہ لیگی کہ اسلام ، باوجودیکہ اوسکے جسم پر اوسکے سابق فرمانروان نے نہایت کاری زخم لگائے ہین ، مرنے والا نہین ہے ۔ اگر آپ میری کتاب کے اس حصہ کا اُردو مین ترجمہ کرین تو مین بہت خوش ہونگا ۔ مین اپنی جانب سے آپکو پوری اجازت دیتا ہون اور اپنی تصویر بھی پیش کرتا ہون جب ترجمہ شایع ہو تو مجھے بھی ایک نسخہ عنایت کیجئے ۔

نیازمند

وامبری

ہم پروفیسر وامبری کی تصویر سے اس کتاب کے سرورق کو زینت دیتے ہین ہز ہائنس سر آغا سلطان محمد شاہ آغا خان جی-سی-آئی-ای- ہماری قوم کے مسلمہ لیڈر اور مسلمانان ہند کے سچے ہمدرد و بہی خواہ ہین- اور دیگر ممالک اسلامیہ مین تعلقات رکھنے کی وجہ سے مسلمانان عالم کی اصلاح مین حصہ لے رہے ہین ہمنے ازراہ ارادتمندی اس ناچیز ترجمہ کو، بعد حصول اجازت، حضور ممدوح کے نام نامی پر معنون کیا ہے؀

مترجم کتاب، ترجمہ اور تصنیف کا مرد میدان نہین ہے اور خود محسوس کرتا ہے کہ یہ اوراق لغزشون اور فروگذاشتون سے مملو ہین لیکن پروفیسر وامبری کی رائے کی اہمیت کے خیال سے اس ترجمہ کی اشاعت کا قصد کیا گیا ہے ناظرین کی خدمت مین التماس ہے کہ الفاظ اور فقرون کی بندش پر لحاظ نہ فرمائین بلکہ نفس مضمون پر غور کرین؀

ظفر عمر

بدایون
یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء



ہز ہائنس سر آغا سلطان محمد شاہ آغا خان
جی-سی-آئی-ای

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

قدیم وجدید اسلام

مصنف کی پہلی رائے۔

اسلامی دنیا پر مغربی تمدن کے اثر کی تصویر مکمل اور دلکش نہ ہوگی، اگر اون خیالات پر روشنی نہ ڈالی جائے جو خود مسلمانون نے ہماری (اہل یورپ کی) مداخلت اور جد وجہد کے متعلق، زمانہ گذشتہ وحال مین، قایم کئے ہین، کیونکہ ایشیا وہ خمیر نہین ہے جسے یوروپین کوزہ گر بآسانی قابو مین لا سکین خصوصاً اسلام پر اس مثال کا اطلاق بالکل ہی نہین ہو سکتا۔

تمدن یورپ کی علم وبینش، جبر یہ اشاعت مین جو کوششین[۵۱] کی گئین اونکے متعلق مسلمانون کے ابتدائی خیالات اور نکتہ چینیان اور نیز یہ کہ انیسوین صدی مین اونھون نے کس طرح اصلاحات جدید کو قبول کیا ان سب امور پر طویل بحث میری کتاب مطبوعہ ۱۸۷۵ء[۵۲] مین ہو چکی ہے۔ وہان مین نے اون غلطیون اور

---

[۵۱] کتاب اول ودوم مصنف۔ وضاحت کے لیے دیکھو دیباچہ ترجمہ ہذا۔

[۵۲] دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب "اسلام انیسوین صدی مین" مولفہ پروفیسر وامبری۔

فروگذاشتون کو بھی ظاہر کیا ہے جو اہل یورپ، اور اوس قوم سے، جسکی اصلاح ہمین
مدنظر تھی، سرزد ہوئین۔ سالہا سال کے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد اوس وقت
اس راے پر پہونچا تھا کہ یورپ کو مشرق سے محض سطحی واقفیت ہے اور بدین وجہ
جانبین سے فاش غلطیون کا سرزد ہونا جو اصلاح و ترقی مین سد راہ ہوئین، ناگزیر
ہے۔ اہل یورپ کے لالچ اور ملک گیری کی ہوس، اور مسلمانون کی تاریک خیالی
اور تعصب نے یکسان نقصان پہونچایا۔ لیکن باوجود ان تمام مشکلات اور رکاوٹون
کے، تبدیلی اور ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور اسلیے مناسب نہین ہے کہ ہم بنی نوع
انسان کے نصف حصہ کو تباہی کی حالت سے نکالنے مین مایوس ہو جائین
اور مسلمانون جیسی عظیم الشان سوسائٹی (جماعت) کی، جسمین کرورون مخلوق
شامل ہین، ہلاکت کی پیشین گوئی کرین +

گذشتہ زمانہ مین یورپ کا اثر

جن واقعات کی بنا پر مینے متذکرہ بالا راے قایم کی تھی اونکا تعلق اوس ابتدائی
زمانہ سے ہے جبکہ سفر کی آسانیون نے اہل یورپ کو ایشیای اقوام سے زیادہ ربط
ضبط کرنیکا موقع دیا۔ خصوصاً ایشیا کے مغربی ممالک سے۔ اوس ابتدائی تعارف
کا آغاز جنگ کریمیا[۱] سے ہوا، اور اختتام چند ہی سال کے بعد ہو گیا جبکہ انگریزی
اور فرانسیسی متحدہ افواج نے چین پر فوج کشی کی۔ اوسوقت دنیاے قدیم (ایشیا) کی

۱؎ سنہ ۱۸۵۴-۵۵ء جبکہ انگلستان اور فرانس کی افواج نے ترکون کا ساتھ دیکر روس سے
جنگ کی تھی۔

سیاسی اور اقتصادی حالت مین ہماری مداخلت نہایت کمزور قسم کی تھی۔ کیونکہ ہندوستان مین بھی غدر ۱۸۵۷ء سے قبل مشرقی سوسائٹی کی اصلاح مین، انگریزون نے سرگرمی ظاہر نہین کی تہی۔ انیسوین صدی کے نصف اول کے اختتام پر کماڈور پیری[٥١] نے جاپان کو صدیون کی خواب غفلت سے بیدار کیا، اور چین کو منگ مین منگ کا شاہی محل جلتے دیکھکر اپنی ردی حالت کا احساس ہوا۔ مغربی ایشیا یعنی اسلامی دنیا کو یورپ کی برتری کا احساس اس سے بہت پہلے ہوچکا تھا، لیکن اس صدی کے آخری نصف حصہ تک یورپ کے اثر مین تسلسل اور استقلال مفقود تھا۔ انیسوین صدی کے آغاز مین مسلمانون کے

جاپان کی ترقی

[٥١] روس وجاپان کی لڑائی کے بعد سے جاپان کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے لیکن جاپان کی ترقی کی تاریخ کی مدت ۵۵ سال سے زائد نہین ہے کماڈور پیری ایک امیریکن افسر تھا جس نے ۱۸۵۴ء مین اپنے تجارتی جہازون کو جاپان کے کنارے لگایا۔ جاپانی بڑی مغرور قوم ہین اور وہ ہمیشہ سے اپنے چھوٹے سے جزیرے کو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت سمجھتے آئے ہین۔ ۱۸۵۴ء سے پہلے وہ اجنبیون کے اپنے ملک مین نہین آنے دیتے تھے۔ اپنے جزیرے کے بندرگاہون مین پیتل کی توپین رکھتے تھے جب کوئی اجنبی جہاز کنارہ کے قریب آتا تو ان توپون سے پتھر کے گولے برساتے تھے۔ کماڈور پیری چار جہاز لیکر جاپان پہونچا اور حسب دستور جاپانی عمال نے امریکن سوداگرون کو خشکی پر اترنے سے روکا۔ لیکن پیری نے چند گولے جہاز کی نو ایجاد توپون سے کنارہ پر برسائے اور ملک برباد کرنے کی دہمکی دی۔ یہ دیکھکر جاپانیون کی آنکھین کھلین۔ انکو اپنے کمزوری اور بے بسی اور اجنبیون کی قوت کا اندازہ ہوا۔ وہ سمجھے کہ دنیا بہت ترقی کر گئی اور وہ اسی خواب خرگوش مین رہے کہ ہم سے بڑھکر کوئی نہین۔ کماڈور پیری سے چار و ناچار تجارتی معاہدہ کیا۔ اس واقعہ سے تمام قوم کو اس قدر غیرت آئی کہ سب نے متفق ہوکر اصلاح کی جانب توجہ کی۔ ہزارہا برس سے

جو خیالات ہماری اصلاحی تجاویز کے متعلق قایم ہوئے تھے اون سے ہماری واقفیت لامحالہ کمزور، موہوم اور غیر معتبر تھی۔ لیکن آخری نصف حصہ مین ہماری تجاویز مضبوط اور مستقل ہو کر عملی صورت مین ظاہر ہونے لگین۔ ہمارے معلومات اور واقفیت مین وسعت پیدا ہوئی اور اہل مشرق کو مجبوراً اپنے دھوکہ بازی کو چھوڑنا پڑا اگر اب مشرق قریب[۵۱] کے مسلمانون کی زندگی ہمین مثل آئینہ کے نظر آتی ہے ہمنے اونکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۔ وزیر کے خاندان مین شاہی قوت چلی آتی تھی، جس وقت اکابر قوم نے یہ طے کیا کہ ملکی ترقی اوس وقت تک حاصل نہین ہوسکتی۔ جب تک کہ تمام قوت ایک مرکز پر نہ لائی جاوے، اور بادشاہ کو قید تنہائی سے نکالکر لیڈر (سرگروہ) نہ بنایا جائے۔ قومی ہمدردی کے جوش مین آکر وزیر شوگن نے تمام دنیاوی اقتدار اور قوت کو بخوشی بادشاہ کے قدمون پر نثار کر کے گوشہ نشین ہوگیا +

بادشاہ بھی قید سے رہائی پاکر ہمہ تن ملکی ترقی کی جانب مصروف ہوا، اور تعلیم کو سب سے مقدم سمجھا، کچھہ دنون بعد جب قوم تعلیم یافتہ ہوگئی، شہنشاہ نے بلا طلب رعایا کو پارلیمنٹ عطا کیا۔ یعنی اپنے حقوق رعایا کو دیدیئے۔ اس اتحاد اور جوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج جاپان تمام دنیا مین عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور متمدن یورپ کی بڑی بڑی سلطنتین جاپان کی دوستی پر فخر کرتی ہین۔ یہ کایا پلٹ صرف پچاس سال کے عرصہ مین ہوگئی۔ اسمین شک نہین کہ جب خدا کسی قوم کو بنانا چاہتا ہے تو تمام افراد قوم مین خود بخود ترقی کرنے کا جوش پھیل جاتا ہے جاپان نے جو نام آوری حاصل کی وہ اپنی محنت اور سرگرمی کی بدولت۔ وہ گمنام جاپانی جنکو کماڈور پیری نے پچاس سال ہوئے خواب غفلت سے بیدار کیا تھا، آج دنیا کو اپنی شجاعت، دانشمندی، صنعت وحرفت سے متحیر کر رہے ہین۔ مترجم۔

۵۱ مغربی یورپ کے باشندے یورپین ٹرکی اور اوسکے ملحقہ ممالک کو مشرق قریب اور جاپان اور چین کو مشرق بعید کہتے ہین۔ جس طرح اگلے وقتون مین اہل عرب اسپین اور مراکش وغیرہ کو مغرب اقصیٰ کہتے تے۔ مترجم

دقیق ترین خیالات کا پتا لگا لیا ہے۔ ہم اونکے مقاصد، اغراض، خیالات اور
جذبات سے بخوبی واقف ہو گئے ہین اور چونکہ اونکی پہلی حیلہ سازی کا اثر چندان
قوی نہین ہے ہم زیادہ وثوق کے ساتھہ اسلام کی مستقبل حالت کا خاکہ کہینچ
سکتے ہین۔ اور اس مسئلہ پر جو بحث کی گئی ہم اپنے کتاب (کے حصہ سوم[۱]) مین درج کرتے ہین
یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی قوم کی زندگی مین نصف صدی یا پچاس برس کی مدت رفتار ترقی
ایک لمحہ کے برابر ہے۔ لہذا اس قلیل مدت کے لحاظ سے مسلمانون کی آیندہ فلاح
کو ثابت کرنا چندان قابل وقعت نہین ہو سکتا، لیکن زمانہ موجودہ مین جبکہ دخانی
اور برقی قوت نے گویا کہ زمین کی طنابین کہنچدی ہین، پچاس سال کی مدت مین
جو ترقی ممکن ہے وہ زمانہ گذشتہ کے صدہا سال کے مساوی ہے۔ اور ہم بلا خوف
تردید کہہ سکتے ہین کہ آجکل کی قلیل مدت، سرعت واقعات کے لحاظ سے، پہلے
وقتون کی مدت دراز کے برابر ہے۔ وضاحت کے لیے اب ہم یہ سوال کرتے ہین:
کیا اسلامی دنیا نے گذشتہ صدی کے آخری نصف حصہ مین، جدید تہذیب و تمدن
مین اس قدر ترقی کر لی ہے جسکی بنا پر اہل یورپ کے رنگ مین رنگ جانا ممکنات
سے ہو۔ اور ایسا انقلاب یورپین اقوام کی زیر نگین رہکر ہو سکتا ہے یا قومی آزادی
کی حالت مین؟

اس سوال کا ہماری بحث سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ سوال بارہا کیا گیا مگر

---

[۱] جس کا یہ ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ مترجم

تشفی بخش جواب کبھی حاصل نہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری کوششون کا میل عموماً مادی اغراض کے ساتھ رہا ہے۔ اور اسلئے ہمارے مقصد کا بے غرضانہ رخ تاریکی مین ہے۔ دوم یہ کہ اب تک جو تحقیقات اس مسئلہ کے حل کرنے مین ہوئی اومین ذاتی واقفیت اور واقعیت کی بہت کمی پائی گئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سرسری نظر سے کسی مسئلہ کا خصوصاً ایسے دقیق سوال کا فیصل کرنا نہایت مشکل ہے۔ یہ نازک مسئلہ اوسی وقت عمدگی سے حل ہوسکتا ہے جبکہ وسعت نظر کے علاوہ ذاتی واقفیت اون تمام مرحلون کے ساتھ حاصل کی جائے۔ جو اب تک ترقی کی راہ مین طے ہوچکی ہین اور نیز مختلف اسلامی اقوام کی اخلاقی اور قومی خصائص کا خاطرخواہ لحاظ کیا جائے علاوہ برین مین اس بات کے اظہار کی بھی جرات کرتا ہون کہ متعدد قومی اغراض سد راہ ہونے کی وجہ سے۔ انگریزون۔ فرانسیسیون۔ روسیون اور اہل جرمن و اطالیہ کے لیئے بے تعصبانہ رائے قایم کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سیاسی اور معاشری مسائل پیش آجاتے ہین جنکی وجہ سے راستبازی پس پشت ڈالدی جاتی ہے۔ اور بے غرضانہ فیصلہ پر پہونچنا دشوار ہوجاتا ہے +

اسلام ترقی کررہا ہے

جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ اس مسئلہ کے حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ماضی کا حال کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گذشتہ نصف صدی کے آغاز مین اسلامی دنیا کی جو کیفیت تھی اوس کی تفتیش اور موجودہ زمانہ کی دماغی ترقی اور سرگرمی سے باحتیاط مقابلہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہین کہ دماغی ترقی نہایت بین طور پر ہوئی ہے۔ اسلامی سوسائٹی

کی قدیم پوشیدہ عمارت کی بنیادین ہل گئین ہین۔ اور اوس عمارت مین خود مکینون کو
بد نما روزن اور شگاف نظر آتے ہین۔ اور قریب ہے کہ اسلامی دنیا مین بڑی بڑی
تبدیلیان واقع ہون۔ یہ عام خیال صحیح نہین ہے کہ ترقی کے آثار صرف طبقہ اعلی
کے مسلمانون مین پائے جاتے ہین۔ اور ادنی اور متوسط درجے ہنوز تاریکی مین ہین
برخلاف اس کے ہر جگہہ حرکت محسوس ہو رہی ہے۔ ایشیا مین ہر چیز کی رفتار سست
ہوتی ہے۔ اسلئے اہل مشرق کی سستی اور لاپروائی ان کو اجازت نہین دیتی کہ اپنے
اندرونی محسوسات کا، مثل مغربی اقوام کے علی الاعلان اظہار کرین۔ مشرق و مغرب
مین ایک یہ بھی فرق ہے کہ یورپین اقوام مین تہذیب کی روشنی طبقۂ ادنی سے
شروع ہوکر اعلی طبقہ تک پہونچی ہے، برخلاف اسکے ایشیا مین آفتاب علم نے اول
اپنی شعاعین پہاڑ کی چوٹیون، یعنی سوسائٹی کے طبقہ اعلی پر ڈالی ہین اور بعد مین
وادیون یا طبقہ اسفل کو منور کیا ہے۔ "الناس علے دین ملوکھم" کا قدیم
مقولہ ایشیا مین ابھی اثر رکھتا ہے۔ صرف اس قدر فرق البتہ ہوا ہے کہ ترقی علم کے
لحاظ سے طبقۂ اعلی مین امرا اور صاحب مرتبت عمال ہی شامل نہین ہین بلکہ ادنی
درجے کے ملازم پیشہ بھی پائے جاتے ہین۔ اور اب تو متوسط درجہ کے لوگون پر بھی اسکا
اطلاق ہوتا ہے۔ کیونکہ اب اسلامی سوسائٹی کو جدید تمدن کی شاہراہ مین ترقی کرنیکا
احساس ہو چلا ہے۔ اور قدیم طریقہ خیالات اور تقلید کی قیود سے مسلمان بتدریج آزاد
ہوتے جاتے ہین، اور تمام اسلامی دنیا مین عام طور پر اوراکی ترقی کا نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

قدیم وجدید نسلین

جو لوگ پرانی قسم کے مسلمانون سے واقفیت رکھتے ہین اونکو یہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ نئی نسلون مین پہلا جیسا تکبر مفقود ہے، اور قدیم اسلامی تمدن کی ترجیح کی وہ شدوید نہین ہے" اور اسکے ساتھ مغربی تہذیب کی برتری اور سودمندی کا زیادہ احساس پایا جاتا ہے۔ پچاس سال قبل جب کبھی مین نے مسلمان علماء یا یوروپین وضع کے مسلمان افسرون سے گفتگو کی تو مغربی اور وسط ایشیا کے آزاد خیال مسلمانون مین بھی کوئی شخص ایسا نہ ملتا تھا جو اسلامی طریقہ کے مقابلہ مین یورپ کی موجودہ معاشرت کی برتری کا اقرار کرتا۔ مگر اب حالت بالکل برعکس[۵۱] ہے۔ یہ سچ ہے کہ اب بھی بکثرت مسلمان علماء ایسے نظر آتے ہین جو ہر چیز کو قرآن وحدیث کی عینک سے دیکھتے ہین، یہانتک کہ ہر ایک علمی مسئلہ کا منبع اسلام کے گذشتہ زرین زمانہ کو بیان کرتے ہین اور جہانتک ہوسکتا ہے ہمارے موجودہ علوم وفنون کا اِستخفاف کرتے ہین۔ لبعض حضرات ایسے بھی ملتے ہین جو تمدن جدید کے سرچشمہ سے سیراب ہونے کے بعد بھی، خواہ کینہ یا حسد سے، ہر ایک یورپین چیز کی نفرین اور ہماری مجالس، طرز معاشرت، عادات اور اخلاق کا بہت برے الفاظ مین ذکر کرتے ہین۔ مثلاً محمد عادل نے اپنی کتاب "استنبول اور اسلام"، وغیرہ مین یورپین تمدن کا برا

[۵۱] ہندوستان مین بھی سرسید علیہ الرحمۃ کی کوششون کی بدولت مسلمانون کے طرز معاشرت اور طریقہ خیالات مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا ہے جو لوگ ابتدائی حالت کا مقابلہ موجودہ کیفیت سے کرنا چاہتے ہین اونکو تہذیب الاخلاق کی جلدین سرسید کے لکچر اور ابن الوقت مصنفہ علامہ نذیر احمد دہلوی، دیکھنا چاہیئے۔

مضحکہ اڑایا ہے۔ یہ شخص یورپ سے بخوبی واقف تھا اور اسلئے اوسکی رائے اور
بھی زیادہ حیرت انگیز ہے، اس قسم کے متعصبین کے پہلو بہ پہلو گذشتہ چند سالون مین
متعدد مسلمانون نے ان خیالات کی تردید کی ہے، یورپین تمدن کے فوائد کے معترف
ہوکر، اونہون نے نہایت فراخ دلی سے بیان کیا ہے کہ اسلامی تمدن زمانہ گذشتہ
کے لیے بخوبی کارآمد تھا اور یہ کہ بنی نوع انسان کو اوس نے فوائد کثیر پہونچائے ہین، لیکن
زمانۂ حال کی ضروریات کا مقابلہ کرنے کی قابلیت نہین رکھتا، وہ اعتراف کرتے ہین
کہ اگر اسلامی دنیا مغرب کے زیر قدم برباد ہونا نہین چاہتی تو موجودہ اصلاحات پر
عمل کرنا ناگزیر ہے، اور اسمین کچھہ قباحت نہین ہے کیونکہ پیغمبر عربی کی تلقین کسی طرح
موجودہ علوم وفنون اور عام ترقی مین مانع نہین ہے +

یورپ کی غلط فہمی

تعجب ہے کہ مسلمانون اور عیسائیون مین ایک ہزار برس سے مخالفت چلی آتی
ہے مگر یورپ مین اب تک موخر الذکر مسئلہ پر شدومد کیساتھہ بحث ہوتی ہے اور نہ صرف
عیسائی اور پادری بلکہ آزاد خیال یورپین بھی اس غلط خیال کو مانتے ہین کہ پیروان
دین محمدی اپنے مذہبی اعتقادات کی وجہ سے علوم وفنون کی تحصیل سے معذور ہین،
ایسے لوگون کے سامنے مسلمانون کی گذشتہ تمدن کی بکثرت یادگارین پیش کرنا اور نیز یہ بتانا کہ ازمنۂ متوسط[۵۱]

۵۱ چھٹوین صدی عیسوی سے پندرہوین صدی یعنی تمدن روما کے بربادی کے آغاز سے سولہوین صدی کی تجدید علمی تک کی
مدت کو ازمنۂ متوسط کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ مین یورپ مین جہالت وناشائستگی کا اندہیرا چھایا ہوا تھا۔ علم کی روشنی
کا کہین پتہ نہ تھا۔ اسپین اور شمالی افریقہ مین جو دار العلوم مسلمانون نے قایم کر رکھے تھے، وہان یورپین طلباء آکر
چشمۂ علم سے فیضیاب ہوتے تھے۔ مترجم۔

مین ہم خود عربون کے مدارس مین تحصیل علم کرتے تھے یا قرآن واحادیث سے علم وہنر کی فضیلت، اہمیت، اور ضرورت کے متعلق آیات واقوال پیش کرنا محض بے سود ہے۔ اونکی قدیم تعصب کو مغلوب کرنا مشکل ہے۔ اور جس مضبوطی کے ساتھ یہ راے یورپ مین پائی جاتی ہے اوسکی تائید، ایک حد تک، سلامی دنیا کی موجودہ ردی حالت سے ضرور ہوتی ہے۔ مگر یہ محض دھوکہ ہے۔ اس مسئلہ پر بکثرت کتابین لکھی جاچکی ہین۔ اس وقت اسکے اثبات یا نفی مین دلائل پیش کرنا طوالت سے خالی نہین۔ ہمارے نزدیک یہ زیادہ مفید ہوگا کہ اس مسئلہ کی حقیقت کے اظہار کے لئے چند سیدھے سادے اور غیر متنازعہ واقعات پیش کئے جائین ؛

مسلمانون کی تعصب مین کمی

جو شخص اسلامی دنیا کی بیداری اور جوش ترقی کے متعلق اطمینان کلی حاصل کرنیکا متمنی ہو اوسے صرف ظاہری ہیت ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے۔ ایسے معاملات سے معمولی سیاح واقفیت حاصل نہین کرسکتے۔ اسکے لیے احتیاط اور سنجیدگی کے ساتھ، بلا مذہبی یا قومی تعصب کے، غور اور خوض لازم ہے، اور اصل حالات دریافت کرنے کے لیے دقیق اور مسلسل علمی وعملی تحقیقات کی ضرورت ہے، کیونکہ صرف یہ دیکھکر بعض مسلمانون نے ہمارے لباس، اکل شرب کے طریقون، اور اسی قسم کی دیگر معاشرتی مراسم کو اختیار کرلیا ہے کوئی راے قایم نہین ہوسکتی۔ یوروپین طریقہ حکومت، انتظام فوج اور اسی قسم کے دیگر امور کی نقل سے بھی اس اہم مسئلہ کا تصفیہ نہین ہوسکتا۔ اور اگرچہ یہ باتین اندرونی تبدیلی کی بین علامات ہین اور یہ ظاہر کرتے ہین کہ یورپ کے تمدن اختیار کرنے کی

کوشش کررہا نہین بلکہ طوعاً ہورہی ہے۔ جس قدر ہم اسلامی دنیا کے مشرقی حد
سے مغرب کی طرف بڑہتے ہین، ان علامات کا اظہار زیادہ وضاحت کے ساتھہ ہوتا ہے
وسط ایشیا کا مسلمان ایک مہذب ترک یا عرب کے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے
جو کہ ازمنہ متوسط کا پکا کیتھولک عیسائی موجودہ زمانہ کے نصف مہذب یورپین کے
ساتھہ رکھتا ہے۔ کیونکہ دماغی اور ذہنی ترقی کی رو شروع ہوجانے کے بعد کسی قوت
سے نہین رُک سکتی جس طرح قدیم عیسائیت نے باوجود اپنے ۱۳ قیود کے آخرکار اپنے آپکو
موجودہ ترقی تک پہونچایا ہے اس طرح اسلام نے مسیحی دنیا سے تعلقات روزافزون
کے باعث اپنی بہت سی روایات کو ترک کردیا ہے جو علیحدگی اور تنگ خیالی[15] کی
موید تہین اور جنکی وجہہ سے مسلمان صدیون تک یہ سمجتے رہے کہ کوئی اجنبی خیال
اونکے ساتھ مداخلت نہین کرسکتا۔ وضاحت کے لیے چند مثالین بیان کی جاتی
ہین۔ گزشتہ صدی کے آغاز مین کسی مقدس مسلمان کا یورپ کی سیاحت کو جانا
خطرناک سمجھا جاتا تھا، اوّلاً اس وجہہ سے کہ اوسکو عیسائیون کے ہاتھ کا پکا کھانا ملیگا،
دویم یہ کہ اوسکو پنج وقتہ نماز پڑہنے مین دقت ہوگی کیونکہ ایسی جگہہ جسے عیسائیون نے

[15] مثلاً بکثرت مسلمان عیسائیون کے ساتھہ کھانا کہاتے اور میل جول رکھتے ہین۔ ہندوستان ہی مین ایسا زمانہ گذرا ہے کہ مسلمان علماء انگریزون سے اول تو مصافحہ کرتے ہوئے پرہیز کرتے تہے یا اگر کیا بہی تو بڑی احتیاط کے ساتھہ ہاتہہ کو پاک کرتے تہے گویا کہ کوئی نجاست لگ گئی ہے (دیکھو ابن الوقت مصنفہ مولانا نذیر احمد) نواب محسن الملک بہادر نے اول مرتبہ انگریزون کے ساتھہ کہانا کہایا تو اونکے وطن مالوف مین عام خیال کیا گیا کہ مولوی مہدی بے دین ہوگئے جب وہ وطن پہونچے تو کوئی اون سے ملنے یا ہمکلام ہونے کا روادار نہ ہوتا تھا۔ مترجم۔

شراب یا سور کی چربی سے ناپاک نہ کیا ہو، جا نماز بچھانے کے لیے ملنا مشکل ہوگی سویم یہ کہ عیسائی ملک مین رہنا دار الحرب قیام کے مساوی ہوگا جس سے اعتقادات مذہبی مین فتور آ جائے گا۔

تبدیلی کی مثالین

سلطان محمود[۵۱] کے زمانہ مین کسی شخص کا یورپ کے شاہی درباروں مین سفارت پر بہیجا جانا جلاوطنی کے مساوی تصور کیا جاتا تھا چنانچہ رفعت پاشا مرحوم ترکی سفیر متعینہ پایہ تخت آسٹریا نے جو تحریرات چھوڑی ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپی طرز زندگی کے متعلق پاشا موصوف کے ابتدائی مشاہدات، حقارت، نفرت اور شک سے مملو تھے۔ فتح علی شاہ[۵۲] ایران کو تمام ایران مین کوئی مسلمان ایسا نہ ملا جو بخوشی یورپ مین سفارت پر جانا پسند کرتا لہذا اوس نے بمجبوری داود خان ارمنی (عیسائی) کو جس کا حال آگے چلکر بیان کیا جائیگا، پیرس جانے پر آمادہ کیا مگر آج حالت بالکل دگرگون ہے۔ ترکی۔ ایران۔ اور مصر مین لوگ اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھتے ہین اگر تعلیم یا کسی سفارتی تعلق سے اونکو یورپ بہیجدیا جائے۔ کیونکہ ہمارے پایہ تختون کے دولت اور شان وشوکت اور زمانہ موجودہ کی ایجادات مشرقیون کو بڑی دلکش معلوم ہوتی ہین۔ اور افسوس، اسی کے ساتھہ اونکو یورپی شہرون کی تفریح اور عیاشی اپنی

---

۵۱ سلطان محمود سے محمود غزنوی مراد نہیین ہے بلکہ سلاطین عثمانیہ کا تاجدار مراد ہے ۱۸۰۸ء سے ۱۸۳۹ء تک حکمران رہا۔ مترجم

۵۲ فتح علی شاہ قاچار نے ۱۷۹۸ء سے ۱۸۳۴ء تک ایران مین سلطنت کی۔ مترجم۔

طرف بہت کھینچتی ہے - کیونکہ زندہ دل مشرقی اپنے ملکوںمین مذہبی قیود مین جکڑ بند رہتے ہین اور یہان اونکو آکر آزاد اور کھلے بندون دل کی ہوس نکالنے کا موقع ملتا ہے - علاوہ ازین بکثرت مسلمان نوجوان ایسے بھی ہین جو یورپین مدارس مین تحصیل علوم و فنون کرنے کے لیے بڑی بڑی تکالیف اوٹھاتے اور اپنے آپ کو علوم کے مختلف شعبون مین ممتاز کرتے ہین، مین بہت سے ترک اور ایرانی نوجوانون سے واقف ہون جو اپنے حکمرانون کی مرضی کے خلاف، پوشیدہ طور پر، محض ترقی کے خیال سے، یورپ کا سفر کرتے ہین - جو لوگ یورپ کی سیاحت سے فائدہ اوٹھاتے ہین اونمین بادشاہون، شاہزادون اور امراء کے علاوہ معمولی درجہ کے لوگ بھی شامل ہین - حال مین ہمنے مصر کے ایک مقدس مفتی اور جامع الازہر کے رکن شیخ محمد عبدہ سے ملاقات کی - علامہ موصوف نے جنیوا مین لیٹن زبان کی تحصیل کی اور پھر کیمبرج یونیورسٹی مین اسلام کی حمایت مین لکچر دیئے - کیا کوئی پروٹسٹنٹ یا کتیھولک عیسائی پیشوا ایسا ہے جو تکلیف گوارہ کر کے کسی اسلامی یونیورسٹی مین جائے اور اسلام کی اندرونی اور روحانی کیفیت سے واقفیت حاصل کرے ؟ ہندوستانی مسلمانون کا تو ذکر ہی کیا کیونکہ وہ عام طور پر انگریزی کالجون مین تعلیم پاتے ہین اور بکثرت نوجوان انگلستان - جرمنی - اور امریکہ جاکر موجودہ علوم و فنون کی تحصیل کرتے ہین - ابھی حال مین ایک ترکی مدبر سید محمد فریدون مرحوم نے زر کثیر ہنگری کے دار العلوم مین نوجوان ترکون کی تعلیم کے لیے وقف کیا *

مفتی محمد عبدہ

ترقی تعلیم

سب سے اول مین ناظرین کی توجہہ اوس حیرت انگیز ترقی کی جانب منعطف کرونگا جو ترکون نے گذشتہ چند سال سے تعلیم مین حاصل کی ہے۔ پچاس سال قبل رشدی مدارس کو جن مین علوم جدیدہ کی تعلیم ہوتی ہے۔ پرانے قسم کے مکاتب قرآنی سے سخت مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ موخر الذکر مدارس مین بجز مذہبی تعلیم کے اور کچھہ نہ پڑہایا جاتا تھا۔ ۱۸۹۶ء کے اعداد کے حساب سے منجملہ ایک کروڑ اسی لاکھہ مسلمان ٹرکی کے تقریباً دو لاکھہ پچاس ہزار طلبا مدارس اعلی و درمیانی مین، جہان علوم وابستہ جدیدہ کی تعلیم ہوتی ہے، پائے جاتے ہین۔ اور نہ صرف یہ کہ ایک کثیر تعداد ترکون کی دو یورپی زبانون مین لکھنے پڑھنے کے قابل ہے اور نیچرل سائینس تاریخ و جغرافیہ مین مہارت رکھتے ہین بلکہ عورتون مین بھی جنکی تعلیم کی جانب پہلے مطلق توجہہ نہ تھی، بکثرت ایسی نکلین گی جنہون نے مدارس مین علوم جدیدہ کی تعلیم پائی ہے اور جن کی وجہہ سے گھرون مین جہان بیرونی اثرات کا پہلے دخل نہ تھا، اصلاحات جدیدہ کا رواج دینے مین آسانی ہوئی ہے +

روسی اور تاتاری مسلمان:

سلطنت روس کی مسلمان رعایا اور تاتاریون مین بھی مغربی ترقی کا، جو بذریعہ روس اون تک پہونچتی ہے، جوش پایا جاتا ہے؛ اس ضمن مین اسمٰعیل بے غیرنسکی مالک و اڈیٹر اخبار تاتاری موسومہ ترجمان[۱] جو باغچہ سرائے سے شایع ہوتا ہے، خاص ذکر کے قابل ہے

۱؎ نوٹ۔ صرف کریمیا۔ کاکیس۔ سائبریا، ترکستان اور چین مین اوسکی اشاعت ۶۰۰۰ ہے ایسکے علاوہ دوسرے ممالک مین بھی یہ اخبار جاتا ہے۔

اوسکی کوشش کی بدولت مدارس مین بہت کچہہ اصلاح ہوئی ہے، قومی لٹریچر (علم ادب) مین اضافہ ہوا ہے، پہلے تاتاری نارمل، اور مڈل درجہ کے روسی مدارس مین جبریہ داخل کئے جاتے تھے۔ لیکن اب دوسو سے زائد تاتاری ڈاکٹری، انجینری وکالت وغیرہ کی تعلیم روسی یونیورسٹیون مین پا رہے ہین، بعض مسلمان خواتین بھی یونیورسٹی کی تعلیم سے فیضیاب ہوکر عہدہ ڈاکٹری پر مامور ہو چکی ہین۔ یہ عجیب بات ہے کہ ترقی کا جوش جنوبی روس سے شروع ہوا اور شمالی والگا کے صوبجات مین ہوتا ہوا مشرقی ترکستان تک پہیل گیا ہے یہ جوش کمزور سہی، لیکن بین طور پر پایا جاتا ہے۔ یہ بالکل قدرتی امر ہے کہ ترقی کا جوش جو تدریج مگر واضح طور پر مشرق مین پہیلتا جاتا ہے، انسانی ادراک کی ہر شعبہ مین، خواہ روحانی ہو یا مادی، غرضکہ ہر جگہہ اور ہر صورت سے پایا جاتا ہے۔

ترکی زبان

نصف صدی قبل ترکی زبان نہایت بہونڈی اور بہدی تہی۔ لوگ حد درجہ مبالغہ آمیز استعارے اور اس قدر عربی اور فارسی کے الفاظ استعمال کرتے تہے کہ ترکی زبان کے ایک صفحہ مین ایک ہی اصل ترکی لفظ مشکل سے مل سکتا تہا، نتیجہ یہ تہا کہ عوام الناس عبارت کے سمجھنے سے قاصر تہے۔ اب ترکی زبان کا طرز تحریر نہایت سادہ اور واضح ہوگیا ہے اور بآسانی ہر طبقہ کے لوگ سمجہہ سکتے ہین۔ یہی وجہہ ہے کہ پڑہنے والون کی تعداد مین بہی اضافہ ہوگیا ہے۔ پہلے علم ادب مذہبی، فلسفی اور شاعرانہ موشگافیون کے دائرہ مین محدود تہا اور ایک قدم بہی حدود سے باہر رکہنا ممنوع تہا، مگر اب موجودہ علوم وفنون پر بکثرت کتابین لکہی جاتی ہین۔ اور نہ صرف جدید ناول وسیاحت نامے

بلکہ نیچرل ہسٹری (علم طبیعات) سیاست مدن (پولیٹکل اکانمی) طب اور فوجی مسائل پر بکثرت کتابین ترکی زبان مین ترجمہ ہوتی ہین اور کثرت سے پڑھی جاتی ہین مشرقی مسلمان جس قدر مغربی علوم سے واقف ہوتے جاتے ہین اونکی نظر مین وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور اپنے بوسیدہ خیالات کو زیادہ آسانی سے پس پشت ڈالتے جاتے ہین

ترقی اناث

میرے زمانہ مین، یعنی جبکہ مین ترکی سوسائٹی مین اوٹھتا بیٹھتا تھا۔ حرم سرا کے قواعد اس قدر سخت تھے کہ بات چیت کرنا تو درکنار مجھے کسی نقاب پوش بی بی سے چار آنکھین کرنے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آگ سے بچنے کے لیے بھی مستورات زنان خانہ سے سلاملک[۵۱] یعنی مردانہ حصہ مین نہین آسکتی تھین، اور اونکی تعلیم کی جانب سے اس قدر لاپروائی کی جاتی تھی کہ کسی امیر کے حرم مین منجملہ چالیس یا پچاس بیبیون کے مشکل سے دو یا تین لکھہ پڑہ سکتی تھین۔ اب تمام لڑکیون پر اسکول جانا لازمی ہے، ترکی نوجوان بیگمات تاریخ وجغرافیہ مین کافی دستگاہ رکھتی ہین، ایک اخبار بھی ترکی بیبیون کا ہے اور متعدد ترکی خواتین کا شمار مصنفین مین کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھہ ایسے قلیل زمانہ مین اوسی قوم مین ظاہر ہوا ہے، جہان کچھہ دن پہلے تعلیم یافتہ عورت[۵۲] کو چڑیل سمجھتے تھے مسلمانونکو

[۵۱] ترکی مکانات کے دو حصے ہوتے ہین۔ حرم اور سلاملک۔ حرم مستورات کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ اور سلاملک مردون کے لیے۔ ترکی طرز معاشرت کے حالات خلیل خالد نے اپنی کتاب (ڈایری آف اے ٹرک) مین مفصل تحریر کئے ہین اس کتاب کا ترجمہ اُردو مین محمد حسن خان صاحب نے کیا ہے اور "ترکون کی طرز معاشرت" نام رکھا ہے۔ مترجم۔

[۵۲] اسلامی دنیا مین کبھی اس درجہ تاریکی نہین چھائی کہ تعلیم یافتہ عورتون کو چڑیل سمجھا گیا ہو۔ یورپ مین البتہ ایسا زمانہ گذرا ہے، غالباً مصنف نے اوسی رعایت سے ایسا کہا ہے۔ مترجم۔

عیسائی بیبیان کرنے کی اجازت ہے۔ سلطان مراد اول نے ایک سردین شاہ زادی سے شادی کی تھی اور اوسکے لیے ایک پادری بھی مقرر کیا تھا لیکن کچھہ دنون پہلے تک اس قسم کی شادیان اچھی نظر سے نہین دیکھی جاتی تھین اور اونکی تعداد بہت کم تھی اب متعدد وزیرون اور دیگر اعلی افسران نے یورپین بیبیون سے شادی کی ہے ؛

مین نے ایک مرتبہ نیف پاشا وزیر صیغہ تعلیمات کے ساتھہ کھانا کھایا۔ اوس روز صدر دستر خوان اونکی جرمن نژاد بیوی تھین، جو شادی سے پہلے معلمہ گری کا کام کرتی تھین۔ دعوت مین کئی ایک شملہ پوش علما بھی شریک تھے۔ میرے ابتدائی قیام ٹرکی کے زمانہ مین ایسی بدعت اسلام کی بے حرمتی خیال کیجاتی۔ لیکن مجھ جیسے شخص کے لئے جو ٹرکی کی گذشتہ حالت سے واقف ہے۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ اب ترک، پالیٹکس (ملکی و سیاسی امور) مین حد درجہ کا شغف رکھتے ہین اور اخبار بڑے شوق کیساتھہ پڑہے جاتے ہین۔ پچاس ساٹھہ برس قبل کوئی معقول ترکی روزانہ اخبار نہ تھا۔ کسکی مجال تھی کہ گورمنٹ کے معاملات پر نکتہ چینی کرسکے اب معقول تعداد روزانہ ہفتہ وار ماہواری اخبارات اور رسالون کی ہے جو کھلے طور پر نہ صحیح لیکن بعض اوقات تیز چوٹین سرکاری تجاویز پر کرتے ہین، آزادانہ خیالات کی اشاعت اور اخبارات کی نگرانی مین گورمنٹ کی جانب سے جو سختی ہے وہ نہ ہوتی تو اخبارات کی تعداد اور اونکا اثر اور بھی زیادہ ہوتا۔ ترکی زبان کے متعلق جو کچھہ مینے

پالیٹکس ترکون مین

تحریر کیا ہے تاتاری کی نسبت بھی وہی کہا جا سکتا ہے۔ اوسمین نہایت سادگی پیدا ہوگئی ہے اور اوسکی مقبولیت عوام مین بڑہتی جاتی ہے۔ تاتاری اور فارسی زبان مین اس قدر روسی۔ فرانسیسی، جرمنی اور انگریزی الفاظ داخل ہوگئے ہین کہ جو لوگ قدیم زبان سے واقف ہین اونہین جدید زبان کے پڑہنے مین دقت ہوگی +

عام تبدیلی کے آثار

گذشتہ پچاس سال مین ٹرکی کے پولیٹیکل ورسوشل (ملکی اور معاشری) حالت مین جو اصلاحات اور ترقیان ہوئین ہین اونکا شمار کرنا مشکل ہے۔ گھر بیٹھنے والون اور اتفاقی سیاحون کو ممکن ہے کہ احساس نہ ہو لیکن جو لوگ قدیم اور جدید ٹرکی سے مقابلہ کرتے ہین اونکو ترقی کے آثار صاف نظر آتے ہین۔ قدرتی طور پر تعلیم یافتہ طبقون مین تبدیلی زیادہ محسوس ہورہی ہے لیکن عوام مین بہی اسکا ظہور ہے خصوصاً دیگر مذاہب کیساتھ منافرت نہایت سرعت سے رفع ہورہی ہے۔ کیا کوئی یقین کرسکتا ہے کہ پچاس سال قبل ترکی مسلمانون کے اخبارات جاپانی جیسے بت پرستون کی تعریف مین زبان کہولتے لیکن گذشتہ روس وجاپان کی لڑائی مین مسلمانون نے اونکی مدح سرائی کی ہے۔ ذلیل اور بے دین جاپانی اس قابل سمجھے جاتے ہین کہ پیغمبر عربی کی زبان مین اونکی تعریف کیجاتی ہے اور اونکو قابل تقلید بہادرون کا خطاب دیا جاتا ہے اور اونکی فتح ونصرت کی خدا سے دعا مانگی جاتی ہے۔ جس زمانہ مین مینے ترکی پہلیس مین ممالک اسلامیہ کا سفر کیا تھا اوسوقت قومی خیالات کا ذکر نہ تہا۔ لفظ ترک کا حقارت کیساتھ جہالت اور ناشائستگی کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا تھا مگر اب ترک اپنے آپ کو ترک کہلانے پر فخر کرتے ہین۔

اپنی قوم کے وسیع مقبوضات پر مغرور ہین، اور اپنی فوجی قوت اور پولیٹیکل قابلیت کو نظیراً پیش کرتے ہین، اور وہ اپنے آیندہ قومی اتحاد اور ترکون کی قومی ترقی سے بڑے بڑے نتایج کی امید[5] رکھتے ہین ۔

ترکون اور عربون کا مقابلہ

حال ہین ایک اخبار موسومہ "ترک" جاری ہوا ہے جسمین قومی بیداری کی ضرورت، بانیان سلطنت عثمانیہ کی عظمت اور پیغمبر تک کی قوم (عرب) پر اپنی قوم کی افضلیت نہایت شد و مد سے ظاہر کی جاتی ہے اس کے جواب مین عربی اخبار "المنار" جو قاہرہ سے شایع ہوتا ہے ۔ عربون کی حمایت کرتا ہے اور دونون مین مباحثہ کی گرم بازاری رہتی ہے ۔ پہلے اس قسم کا مباحثہ کفر کی حد تک پہونچتا تھا لیکن آج وہ مادہ ترقی کو ہیجان مین لانے والا سمجھا جاتا ہے اور اہل اسلام کی ترقی کا باعث ہے بس دوسرے مذاہب کے نکتہ چین خواہ تعصب مذہبی یا عدم واقفیت کی وجہ سے یہ کہکر بڑی غلطی مین پڑجاتے ہین کہ مسلمانون کی موجودہ پستی اور پولیٹیکل بربادی، اور ترقی کی راہ مین سست رفتاری کا ذمہ دار اسلام کو قرار دیتے ہین ۔ اگر اسلام علوم و فنون کا ایسا ہی دشمن ہوتا ۔ جیساکہ مسٹر میلکم میکال ڈلوک ہارکرٹ اور دیگر مصنفین دنیا کو

---

[5] شکر ہے کہ ترکون کی یہ امیدین پوری ہوتی جاتی ہین ۔ اس کتاب کی اشاعت کو مشکل سے سال بھر ہوا تھا کہ ترکون نے قومی اتحاد کی وہ نظیر پیش کی کہ دنیا کے مدبر متحیر ہوگئے ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء کو سلطان عبد الحمید خان کو مجبور کرکے پارلیمنٹ اور قومی حکومت حاصل کرلی ۔ پہلے جو کشت و خون مقدونیہ مین ہو رہا تھا وہ یک لخت بند ہوگیا اور اس قلیل زمانہ مین جو اصلاحات نوجوان ترکون نے جاری کئے ہین اون کا اعتراف جملہ اقوام یورپ کرتے ہین اونکی عزت اور وقعت مین بہت کچھ اضافہ ہوگیا ہے مترجم ۔

منوانا چاہتے ہین یا جیسا کہ وہ "بے تعصب" اور "صلح و امن کے دلدادہ" عیسائی پادریون نے صدیون سے وعظ کیا ہو تو یہ کسطرح ممکن تھا کہ ازمنہ متوسطین (جبکہ یورپ جہالت مین مبتلا تھا) مسلمان ہمارے اُستاد ہوتے اور امیر عبدالرحمن نے اندلس مین

گذشتہ زمانہ کے مسلمان

اور ہمایون یا شاہجہان جیسے بادشاہون نے ہندوستان مین ایسی عالیشان اور بے نظیر عمارتین تعمیر کی ہوتین جیسی کہ قصر الحمرا[۵۱] جامع مسجد دہلی تاج بی بی کا روضہ (جسے شاہجہان نے اپنے عزیز ترین ملکہ کی یادگار مین بنایا) اور دیگر شاندار عمارتین ہین جو آج بھی اہل تنقید کی نظرون کو خیرہ کرتی ہین۔ کیا متذکرہ بالا سلاطین مذہب اسلام کے پیرو نہ تھے؟ کیا اوس زمانہ کے مسلمان علماء اپنے مذہبی احکام سے بالکل بے پرواہ تھے؟ ہر گز نہین کورانہ اوہام پرستی اور تعلیم محمدی کی قطع برید کے باعث متعدد خرابیان اور غلط فہمیان مسلمانون مین رائج ہوگئی ہین جن سے مذہب کی صورت مسخ نظر آتی ہے مگر یہ سب لغویات مذہب اسلام کی سچی تعلیم کے خلاف ہین۔ قدیم سنی مسلمان جاندارون کی تصویر کھینچنے کو گناہ خیال کرتے تھے مجھے یاد ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو اپنے بیٹے کا جو پیرس مین تعلیم پارہا تھا فوٹو دیکھکر غش آگیا مگر آج ترک عرب اور ایرانی بلا تکلف فوٹو یا روغنی تصویر کھنچاتے ہین اور ہم یہ بھی سوال کر سکتے ہین کہ اگر جاندارون کی تصویر کھینچنا قرآن کے خلاف ہوتا تو ہندوستان کے مسلمان بادشاہ اپنی تصویر[۵۲] کیون کھچواتے؟ محمد ثانی (سلطان روم) اطالیہ کے مصور کے سامنے تصویر کھنچانے کیون بیٹھتا؟ اور کیا وجہ ہے کہ

مسلمان سلاطین کی روشن خیالی

[۵۱] دامبری نے سہواً اکبر لکھا ہے۔ مترجم۔
[۵۲] شاہان مغلیہ کی تصاویر دہلی مین اور دوسری جگہ بکثرت ملتی ہین۔ مترجم

سلطان عبدالحمید خان نے جنپر کسی طرح جدید خیالات کی اشاعت کا الزام عائد
نہین ہوسکتا، مصوری کا ایک مدرسہ جاری کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ جو طلبا٫
اس مدرسہ سے کامیاب ہون تکمیل فن کے لیے یورپ کے مدارس مین بھیجے
جایا کرین۔ تصویرکشی کے متعلق جو غلط فہمی ہے اوس کا اطلاق دوسری باتون
پر بھی ہوتا ہے۔ جس طرح گوتم بدہ کی تعلیم پاکیزہ جس سے متاثر ہوکر انگریزی شاعر
اڈون آرنلڈ نے اپنی مشہور نظم "ڈلایٹ آف ایشیا" تحریر کی، اب صرف چند اوہام
کا مجموعہ ہوگئی ہے اور بدہ مذہب کے علماء کے لیئے عوام پر ظلم اور زیادتی کرنے کا
آلہ بن گئی ہے۔ اسیطرح تعصب اور جہالت کی بدولت بہت سی باتین جزو
اسلام سمجھی جاتی ہین جو سے امر پیغمبر عرب کی تعلیم کے خلاف ہین اور
جنکی موجودہ زمانے کے مسلمان علماء اور فضلاء سختی کے ساتھ تردید کرتے ہین[۵۱]،
سلطنت عثمانیہ کے ترکون کی بابت جو کچھ بیان ہوا کسی حد تک اوسکا اطلاق
ملک روس کے ترکون یا تاریون پر بھی ہوتا ہے، روسی گورنمنٹ جس کا نصب العین
اقوام مفتوحہ کو جبراً عیسائی بنانا ہے، اگرچہ یہ نہین چاہتی کہ یورپین تمدن کا اثر
مسلمانون مین رائج اور مستحکم ہو۔ کیونکہ یہ امر روسی قومیت مین تمام شمالی اقوام کو شامل

۵۱ اس سلسلہ مین سرسید کے بیش بہا مضامین عیسائی مورخین کی تردید مین خاص دلچسپی سے
پڑھنے کے قابل ہین۔ دیکھو تصانیف احمدیہ۔ تفسیر القرآن۔ تہذیب الاخلاق۔ نیز دیکھو تمدن عرب
مترجمہ سید علی صاحب بلگرامی۔ مترجم۔

کرنے کی تجویز کے خلاف ہوگا۔ تاہم تاتاریون مین، خصوصاً جنوبی ترکون یعنی قازان اورین برگ اور باغچہ سرا کے باشندون مین بیداری کے آثار پائے جاتے ہین جو ہماری توجہ کے محتاج ہین ۱۹۰۴ء مین بمقام اورین برگ ایک کتاب موسوم بہ "سیاحت کریمیا"، شایع ہوئی، جسمین مقامی مسلمانون کی موجودہ تمدن مین ترقی کے حیرت انگیز حالات درج کیے گئے ہین۔ محمد فاتح بن غامان الکریمی اس کتاب کا مولف یورپ کے جملہ علوم سے ماہر ہے "اخبار ترجمان" کی بست سالہ سالگرہ مین شریک ہونے کی غرض سے عالم موصوف نے کریمیا کا سفر کیا تھا، اور علاوہ اون دلکش حالات کے جو جنوبی روس کے دیار و امصار کے متعلق مولف نے لکھے ہین تمام کتاب سے جوش ترقی کا اظہار ہوتا ہے جو نہایت قابل قدر ہے، مولف کے نزدیک اسلامی دنیا کی موجودہ سست رفتاری کے ذمہ دار مسلمان علما ہین۔ مسلمان ملا تقلید اور تعصب اور تنگ خیالی کے ایسے شکار ہوئے ہین کہ اسلام کی قوت صرف فروعات کی تعمیل مین سمجھتے ہین۔ وہ جدید علوم، اور ایجادات سے متنفر ہین، چونکہ تمام مشرقی ممالک مین تقلید اور تنگ خیالی کا دور دورہ ہے۔ اسلیئے اونہون نے عوام کو دنیوی علوم و فنون سے بالکل علیحدہ رکھنے اور یورپ کی ہر ایک چیز کو مردود کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے۔

مگر تقلید ہمیشہ متعدی ہوا کرتی ہے۔ اور باوجود ملاؤن کی شورہ پشتی کے، جدید تمدن تاتاریون مین جڑ پکڑتا جاتا ہے۔ روس کے بڑے شہرون مین متعدد تعلیم گاہین

ملینگی جو صرف تاتاریون کے امدادی سرمایہ سے چلائی جاتی ہین۔ تعلیم جدید کے مدارس سے، جو تاتاریون نے جاری کئے ہین، بیش بہا نتائج حاصل ہوئے ہین بہت سے تاتاری ڈاکٹری اور وکالت کا پیشہ کرتے ہین، کئی ایک تاتاری عورتون نے بھی معلمی اور زنانہ ڈاکٹری مین نام پیدا کیا ہے۔ ایک مقام پر محمد فاتح نے لکھا ہے

تاتاری علما "میری ناچیز راے مین قرآن مجید کے احکامات تہذیب اور تمدن کے منافی نہین ہین مگر بدقسمتی سے ایسے علماء مفقود ہین جو اسلام مین از سر نو جان ڈالین اور تہذیب اور ترقی کیساتھ مذہب کا پیوند ملائین آج کل کے علماء صرف فروعی باتون سے سروکار رکھتے ہین، وہ اسلام کی فلسفانہ کیفیت سے واقف ہونے کی صلاحیت نہین رکھتے اور اس لیے کوئی عملی فائدہ مذہب سے حاصل نہین کر سکتے، ہمارے جاہل ملا اپنے ذاتی خیالات کے موافق اسلام کو سمجھتے ہین اور بجاے نفع کے ہمین نقصان پہونچا رہے ہین۔ اے اہل یورپ! تمنے کوشش بلیغ سے اپنے مذہب کو جاہل پاپاؤن کے چنگل سے نکال لیا اور ترقی کے راستہ کو منور کر دیا تمہاری مذہبی دنیا تمہاری قوت کے تابع ہے۔ تمہارا کانشنس (نور ایمان) آزاد اور تمہارا دل روشن ہے۔ برخلاف اسکے ہمارا مذہب اب تک ملاؤن کا تختۂ مشق ہے اور جبتک ہم تمہاری تقلید نکرینگے اور ملاؤن کے پنجے سے اپنے آپکو نہ چھڑائینگے اور ظاہر پرستی کو نہ چھوڑین گے اتباہی اور انحطاط لابدی ہے"۔

روسی مسلمانونکی ترقی اس تحریک کیجانب ہم پھر رجوع کرینگے۔ فی الحال اس قدر ثابت کرنا کافی ہے

کہ باوجود روسی جابرانہ حکومت کے تاتاری مسلمانون مین بھی دماغی اور روحانی بیداری کے آثار پائے جاتے ہین - اس جوش کو روکنے کے لیئے گورنمنٹ روس نے طفلس سے ایک اخبار موسوم بہ "دوروس شرقی" نکالنے کی تکلیف گوارا کی ہے - یہ اخبار آذربایجان کی زبان مین چھپتا ہے اور اسکے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کوہ قاف کے ترک اور مسلمان روس کے زیر سایہ ایک ایسی آزاد قوم بن گئے ہین جو انگریزی سلطنت کے ہندوستانی مسلمان یا عثمانی رعایا سے بالکل جدا ہین اور روسی گورنمنٹ کی بہت کچھ تعریف کی جاتی ہے - اسمین شک نہین کہ جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہین اونکو دوسرے مسلمان نفرت کی نظر سے دیکھتے اور کافر اور دشمن اسلام سمجھتے ہین - ان چند مثالون سے جو اسلام مین نئی زندگی کے آغاز کو ظاہر کرتی ہین، یہ ثابت نہین ہوتا کہ معتقدان اسلام اپنی پوری قوت کے ساتھ دماغی ترقی کی اشاعت مین یا پولیٹیکل اور سوشل (معاشری) امور مین اور نیز تمدن جدید کے اکتساب مین دل توڑ کوشش کر رہے ہین - ہرگز ہرگز ایسا نہین ہے - ہمنے صرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ تحصیل تمدن کی قابلیت اور صلاحیت رکھتے ہین اور اگر اس سلسلہ مین ترکون کا خاص طور پر ذکر ہوا تو یہ قصداً کیا گیا ہے - کیونکہ ترک یورپین کے نزدیک بڑے ضدی مسلمان اور غیر قابل اصلاح سمجھے جاتے ہین - مسلمانانِ ہند و مصر کے خیالات ترقی سے اہل یورپ بخوبی واقف ہین، وہ بآسانی مغرب کے پُرزور اثر سے مغلوب ہوگئے ہین اور اسیوجہ سے اونکو یورپ کی محنت کا نتیجہ کہا جاتا ہے جو مسلمان ابھی تک اپنے ہم مذہب حکمرانون کی حکومت

ہین رہتے ہین وہ اگرچہ ایسے ممتاز نہین ہین۔ لیکن یہ کہنا کہ وہ تحصیل تمدن کے ناقابل ہین، سخت نا انصافی ہے وہ مفلسی اور مظلومیت کی حالت مین بہی اپنی قوت کے موافق ہاتہہ پیر مارتے ہین اور اسلئے تہوڑا بہت جو کچہہ اونہون نے کیا اوسکو ہمین بہت غنیمت سمجہنا چاہیئے، یہ امر کہ جدید تحریک کو تقویت حاصل ہوگی یا نہین اور کس حد تک اوسکی ترقی ممکن ہے در اصل مسلمانون کے اندرونی اور بیرونی تعلقات اور حالات پر منحصر ہے۔

لیکن چونکہ خاموش کہڑا رہنا ناممکنات سے ہے، کسی زمانہ مین ایسی بیداری ظاہر ہوگی، اور ضرور ہوکر رہیگی جس سے یورپین سلطنتون کے بہت سے منصوبے اسلامی ایشیا مین اقتدار حاصل کرنیکے، گاؤخورد ہوجائینگے۔

باب دوم

اصلاح کی راہ مین جدوجہد

کیا اسلام ترقی کا دشمن ہے

یورپ کے اس عام خیال کی صحت پر کہ اسلام تمدنی ترقی کا نہ صرف دشمن ہے، بلکہ اوسکی صلاحیت بہی نہین رکہتا، اعتراض کرتے وقت مفصلہ ذیل سوالات کیئے جاسکتے ہین:

اگر یورپ کا خیال صحیح نہین ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ ایشیائی مسلمان جنکو یورپ کیساتہہ ربط ضبط کرتے زمانہ دراز گذر گیا ابہی تک مغربی تمدن سے بہت کم متاثر ہوے ہین ؟ اونکا تمدنی اور سیاسی انحطاط اس عبرتناک حالت کو کیون پہونچگیا ہے اور بحیثیت ایک قوم کے متفقہ کوشش کی کوئی علامت کیون نظر نہین آتی، اور دو تہائی سے زاید مسلمان کسواسطے اقوام غیر کے زیرنگین ہوکر اپنی قوت اور آزادی کہو چکے ہین؟[۵۱]

ان سوالات کا جواب دینے کے لیئے کل اسلامی مسئلہ پر وسیع نظر ڈالنے کی ضرورت ہے

---

۵۱ تمام دنیا کے مسلمانون کی تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے کیونکہ ایشیا اور افریقہ کے صرف ادن ممالک کی مردم شماری ہوئی ہے جو غیر قومون کے قبضہ مین ہین مفصلہ ذیل مسلمان غیر اقوام کی رعایا ہین ہندوستان مین ۶۲۴۵۸۰۶۱ روس مین ۱۳۰۸۹۴۲۱ چین مین تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰۰ ڈچ نوآبادیون مین ۵۰۰۰۰۰۰ یعنی کل ۱۱۱۳۴۷۴۸۲ - اسکے مقابلہ مین ٹرکی مین تقریباً دو کروڑ پچاس لاکھہ، ایران مین ۹۰ لاکھہ افغانستان مین ۵۰ لاکھہ مسلمان ہین جس سے ظاہر ہے کہ دو ثلث سے زائد مسلمان دیگر مذاہب کی رعایا ہین۔

اور اگر ہم اون اسباب واقعی کو ظاہر کرنے مین کامیاب ہون جو ابتک ترقی مین سدراہ رہے ہین اور جو درحقیقت مرض کے علامات ہین تو ہم اسلامی دنیا کے آیندہ واقعات کا موازنہ کافی صحت کے ساتھہ کر سکین گے اور اس اسلامی سوسائٹی کا، جسے آیندہ نسلین دیکھین گی، تصور کر سکتے ہین۔ ہم کسی پیشین گوئی یا الہام کا دعوی نہین کرتے، بلکہ صرف اون خیالات کا سنجیدگی کے ساتھہ اظہار مقصود ہے جو محض خشک اور غیر مزین واقعات پر مبنی ہین، اور جن نتائج پر ہم پہونچنے والے ہین اونکی تہ کو ہر ایک سمجھدار آدمی خود غور اور خوض کرکے پہونچ سکتا ہے بیشتر یورپین کو ایشیا مین اصلاحی تحریک کی سست رفتاری اور بھونڈے پن پر تعجب ہوتا ہے اور اسی لئے وہ شک کرتے ہین کہ کوئی اطمینان بخش نتیجہ مترتب ہونا مشکل ہے اگر ہم اسکو بھی مان لین کہ اسلام کی پولیٹکل خودمختاری نہایت غیر مستحکم ہے اور غالباً تباہی مسلمانون کی قسمت مین لکھی ہے، لیکن تہذیب اور تمدن کی ترقی مین اونکی بابت تشکک کسی طرح جایز نہین ہے، یہ قدیم مقولہ کہ دو انسان کی جبلت مشکل سے بدلتی ہے،، ایشیا مین زیادہ اثر رکھتا ہے خصوصاً تمدن کے معاملہ مین، کیونکہ پرانی دنیا کے باشندے دقیانوسی خیالات پر سختی سے جمے ہوئے ہین، اور اون اقوام کی طرح، جن کا درجہ بلحاظ تہذیب و تمدن گرا ہوا ہوتا ہے، پرانی رسم و رواج کو ترک نہین کرتے۔ یورپ کے ادنی طبقون مین بھی ہم یہی کیفیت دیکھتے ہین۔ اس خرابی کا اثر نہ صرف اسلام پر پڑا ہے بلکہ ہندو، بودھ اور عیسائی مذاہب نے بھی ایشیا مین نقصان

دقیانوسی خیالات

اوڑھایا ہے، جاپان البتہ مستثنیٰ ہے۔ جو کچھہ جاپان نے ترقی کی ہے اوسکا سہرا بودہ مذہب کے
سر نہین ہے۔ کیونکہ چین، جہان یہی مذہب رائج ہے، اسلام سے بہی زیادہ یورپین
تمدن کا مخالف پایا جاتا ہے۔ ہماری یہ امید عبث ہے کہ شریعت محمدی کے پیرو
جو صدیون سے اپنے ہی خیالات اور اعتقادات کے حصار مین رہتے آئے ہین اور جن کو
وہ خلایق عامہ کے لیے عین خیر و برکت سمجھتے ہین اور جو مدتون سے ہر ایک اجنبی اور
غیر جنس چیز کو مکروہ اور مردود خیال کرتے آئے ہین، یکایک کسی اجنبی تہذیب اور
تمدن کو نہ صرف بخوشی اختیار کرین، بلکہ اوسکی تعریف مین رطب اللسان بھی ہون۔
ایسی توقع کرنا محض بیکار ہے، اس قسم کی یک لخت تبدیلی سے اونکے غرور اور خود
داری کو صدمہ پہونچیگا۔ اور واقعی پہونچنا چاہیئے۔ مسلمانون کو ہمارے تمدن کی
برتری کا خواہ کتنا ہی یقین کیون نہو، تاہم اونکو اپنے مذہب اور تمدن مین بکثرت
باتین ایسی ملینگی جو اونہین قرآن پاک کو بالائے طاق رکھنے سے روکتی ہین۔ مسلمان
کہتے ہین کہ وہ آج اہل یورپ کمسٹری[51] میکانکس[52] علم ہیئت اور طب وغیرہ مین بڑی
وسیع نظر رکھتے ہین لیکن یاد رہے کہ وہ ہمارے ہی کندھون پر کھڑے ہین، یہی وجہ
ہے کہ وہ دور تک دیکھہ سکتے ہین (یعنی ان علوم کی بنیاد مسلمانون نے ڈالی)
اگر گذشتہ زمانہ مین ہمارے آبا و اجداد ابتدائی مرحلون کو طے نہ کرتے تو آج
اہل یورپ علوم و فنون کے آسمان پر آسانی سے نہ چڑہ جاتے" اس قسم کے

مسلمانون کی خود داری

---

٥١ علم کیمیا ٥٢ علم جر ثقیل۔

خیالات سید امیر علی[۵۱] کی کتاب "اسپرٹ آف اسلام" مین بکثرت پائے جاتے ہین اور نیز اون جوابات سے جو علامہ قاسم امین[۵۲] رکن عدالت عالیہ قاہرہ نے ڈیوک آف ہرکورٹ کے اعتراضات پر تحریر کئے ہین۔ احمد مدحت آفندی ساکن قسطنطنیہ اور محمد عادل جیسے لوگون[۵۳] کی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ جدید تعلیم یافتہ کس خوبی

---

[۵۱] سید امیر علی سابق جج ہائی کورٹ کلکتہ کی ذات پر مسلمانون کو فخر کرنا چاہیئے۔ اونکی تصنیفات نے یورپ مین بڑی مقبولیت حاصل کی ہے اور اکثر غلط فہمیان یورپین کی اونکے مطالعہ سے رفع ہوئی ہین۔ "اسپرٹ آف اسلام" اونکی بہترین تصنیف ہے، اسمین نہایت قابلیت اور جوش کے ساتھ اسلام کی حمایت کی گئی ہے اور اسلام کی حقیقت کا اظہار ہوا ہے، اسلامی حمایت کے جوش نے سید صاحب موصوف کو اجازت نہ دی کہ پنشن لینے کے بعد گھر پر اطمینان اور آرام سے زندگی بسر کرین بلکہ انگلستان جا کر اونہون نے مسلمانان ہند کے پولیٹکل حقوق کی نگہداشت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا چنانچہ حال مین جو مراعات توسیع کونسل کے سلسلہ مین ہند کو حاصل ہوئے ہین اوسکے لیے مسلمانانِ ہند صاحب موصوف کے بہت زیادہ شکر گذار ہین۔ اونکی سیاسی مساعی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تیس کرور باشندگان ہندوستان مین سے، دولت برطانیہ نے صرف سید امیر علی صاحب کو باعتبار اونکے تبحر علمی اور واقفیت قانون کے پریوی کونسل کا رکن مقرر کیا، یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ہندوستانی کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ مترجم

[۵۲] قاسم امین صاحب کی ایک کتاب موسوم بہ "تحریر المراۃ" ہندوستان مین بڑی دلچسپی سے پڑہی گئی ہے اس کتاب مین علامہ موصوف نے مسلمان مستورات کی موجودہ و آیندہ حالت پر ہر پہلو سے نظر ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اگر مسلمان دیگر اقوام کے مقابلہ مین نیست و نابود ہونا نہین چاہتے تو اونکے لیے اپنی مستورات کی حالت بہتر کرنا اور اونکو موجودہ تاریکی اور کس مپرسی سے نکالنا لازمی امر ہے، اس کتاب کا اُردو ترجمہ ۸ر قیمت پر بک ڈپو انجمن الفرض علیگڈہ سے ملسکتا ہے۔ مترجم ؂

[۵۳] ہندوستان مین سید علیہ الرحمۃ نے سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمدؐ" اور دیگر مصنفین کے اعتراضات کا جواب نہایت خوبی سے دیا ہے اور اسلام کی حمایت مین ضخیم جلدین تحریر کی ہین ؂ مترجم

اور جوش کے ساتھ دین محمدی کی حمایت کرتے ہین۔ اگر مسلمانون کی جدید نسل ایسی خود داری کا اظہار کرتی ہے تو اوسے ملامت نہ کرنا چاہیئے۔ برخلاف اسکے ہمین اونکی تعریف لازم ہے۔ کیونکہ اکثر امور مین اونہون نے اپنے تعصب کو مغلوب کرلیا ہے اور "کفر" کے قدیم معنون مین بہت کچھہ تغیر کیا ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگ اونکی نظرون مین اب پہلے جیسے حقیر نہین ہین۔ اور اب اونہون نے جدید شاہراہ پر آہستگی سے چلنا شروع کردیا ہے +

ترقی کی راہ مین مشکلات

انصاف یہ ہے کہ ہمین مسلمانون کے ساتھ صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اور ہمین فراموش نکرنا چاہیئے کہ خود ہمکو ازمنہ متوسطہ کی جہالت، ناشائستگی اور تعصب کی تاریکی سے نکلنے اور آزادی کی روشنی مین آنے کے لیے صدیان صرف کرنا پڑی ہین۔ ہمارے لیے نشاۃ الثانیہ[۵۱] نے اور نیز یونان و روما کی بیش قیمت علمی ذخیرون نے رستہ آسان کردیا تھا ازمنہ متوسطہ کی تاریک رات کے بعد کوئی مایۂ ناز ہمارے پاس ایسا نہ تھا جسے فراموش کرنے یا پس پشت ڈالنے مین ہمین تکلیف یا افسوس ہوتا۔ برخلاف اسکے مسلمانون کی گذشتہ عظمت و شان کی تصویر ہمیشہ اونکے پیش نظر ہے

۵۱ نشاۃ الثانیہ اوس زمانہ کا نام رکھا گیا ہے جبکہ سولہوین صدی مین یورپ نے ازمنہ متوسطہ کے قیود اور تعصبات سے اپنے آپکو آزاد کرنا شروع کیا۔ اور یونان و روما کے علوم کے اکتساب کی جانب یورپ کے تمام ممالک ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ یہ جوش کم و بیش تمام ممالک مین پھیل گیا۔ مطبع کی ایجاد نے اس ترقی مین بڑی مدد دی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یورپ کی تجدید علمی مین اسلام نے بہت کچھہ مدد دی ہے۔ فتح قسطنطنیہ کے ساٹھہ سال کے بعد یہ زمانہ شروع ہوا جبکہ یورپ کو مسلمانون کے تمدن اور معاشرت کی برتری کا کافی احساس ہوچکا تھا۔

مترجم

اونکے اجداد نے ایسا سرمایہ چہوڑا ہے جسے پامال کرتے اونکی خود داری کو صدمہ پہونچتا ہے۔ غرضیکہ موجودہ تمدن اختیار کرنے سے پہلے اونکو بہت کچھہ فراموش کرنے کی ضرورت ہے۔ فرض کرو کہ کسی یورپی سوسائٹی کو اپنی قدیم معاشرت ترک کرنے اور کسی دوسری، مثلاً اہل چین کی، معاشرت اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ کیونکہ وہ بہی ایک قسم کا تمدن ہے۔ کیا اس قسم کی تبدیلی زیادہ آسانی سے اور زیادہ وقت صرف کیے بغیر اور بلا قسم کی ہلچل ڈالے حاصل ہو سکتی ہے؟ مین منجملہ اون معدودے چند مغربیون کے ہون جنہون نے بچشم خود (اصلاح) ریفارم کی راہ مین مسلمانونکی کشمکش اور ایثار نفسی کو دیکہا ہے۔ اور میرے نزدیک مسلمان ریفارمرون[۵۱] (مصلحون) کا ضبط اور استقلال نہایت تعریف کا مستحق ہے۔ اور ہم اہل یورپ سراسر غلطی کرتے ہین جبکہ ہم اون دقتون کو نظر انداز کرکے جو ایسی تبدیلی مین لاحق ہوتے ہین، مسلمانون کو لاپروائی، اور اس سے بہی بڑہ کر، مروجہ تمدن سے دشمنی کا الزام دیتے ہین۔

استادون کی کم توجہی

اس سے بہی انکار نہین ہو سکتا کہ تاریخی، قومی، اور ایک حد تک مرزبوم کے حالات کے علاوہ، بہ کثرت وجوہات مسلمانون کی سہل انکاری کی حمایت مین پیش کئے جا سکتے ہین،

---

[۵۱] سرسید نے جسوقت ہندوستان مین اصلاح کا بیڑا اوٹھایا اور تہذیب الاخلاق مین دہوان دہار مضامین لکہنے شروع کئے تو ہندوستان کے ہر گوشہ سے اونپر سب وشتم اور لعن وطعن کی بوچہار کی گئی عدہا کفر کے فتوے شایع کئے گئے حتی کہ مکہ معظمہ سے بہی فتویٰ حاصل کیا گیا۔ باوجود اس مخالفت کے سرسید نے اپنے استقلال مین سرمو فرق نہ آنے دیا اور اپنی کوشش کا سلسلہ جاری رکہا۔ ہندوستانی مسلمانون کو سرسید علیہ الرحمۃ کی ایثار نفسی اور صداقت پیش نظر رکہنا چاہیئے۔ مترجم

جنپر ابتک کافی توجہ نہین کی گئی ہے۔ طرفداری کو علیحدہ کرکے دیکھا جاسے تو واضح ہوتا ہے کہ غیر ملکی اور نیز مسلمانون کے ہم قوم اوستادون نے کامیابی کے ساتھ تعلیم و تربیت دینی مین کافی سرگرمی، دیانت داری اور قابلیت سے کام نہین لیا ہے۔ حالانکہ اونکے شاگردون مین قبولیت کا بہ کثرت مادہ پایا جاتا ہے۔ ہم اپنی ہی حالت سے شروع کرکے یہ دکھائینگے کہ اہل یورپ جو مشرق مین تمدن پہیلانے کا بیڑہ اوٹھائے ہوئے ہین، اپنے آپ کو صرف مادی فوائد مثلاً تسخیر ممالک اور توسیع اقتدار سے تعلق رکھا اور اونہون نے مشرقی دنیا کو ظلم و زیادتی کی غلامی سے چھوڑانے کو، چندان ضروری خیال نہین کیا، البتہ کہین کہین اونہون نے ہمدردی کا اظہار صرف اوسیوقت کیا ہے جبکہ اونکے ذاتی اغراض اسکے مقتضی ہوسکے، یہ واقعات ہر شخص کے پیش نظر ہین اور طوالت بیان کے محتاج نہین ہین، محض انسانیت کے خیالات نے کبھی کسی گورنمنٹ کی رہنمائی نہین کی ہے "اور جلب منفعت" اُن کا ہمیشہ اصول رہا ہے، مثل مشہور ہے کہ مزدور اپنی مُزد کا مستحق ہوتا ہے، یہ اصول جبکہ افرادی زندگی پر صادق آتا ہے تو اقوام کی زندگی پر بھی بدرجہ اتم صادق آنا چاہیئے کیا وجہ ہے کہ کسی شخص کا حقِ خدمت طلب کرنا دیانت اور راست بازی پر مبنی سمجھا جاسے، لیکن اگر کوئی سلطنت اپنی جانفشانی اور محنت کا صلہ لینا چاہے تو اوسے ناقابل معافی، بلکہ مجرم قرار دیا جائے؟ مشہور رومن مثل "سلطنت کی سلامتی تمام قوانین پر فوقیت رکھتی ہے" ہمارے تمام کارنامون کی اصل جڑ سمجھی جاتی ہے۔ اور

بعض اوقات سلطنت کی سلامتی کی غرض سے حد درجہ کی ناانصافیان اور مظالم روا رکھے جاتے ہین - جب کوئی سلطنت کسی وحشی یا نصف متمدن ملک کو فتح کرکے اپنی تکالیف اور اخراجات کا اور نیز مفتوحہ ملک کو ترقی یافتہ بنانے کی محنت کا صلہ طلب کرتی ہے، تو کوئی اوسکو ملامت نہین کرسکتا - ایسا مطالبہ سراسر مطابق قانون قدرت ہے، لیکن ایسکے ساتھ اوسکا فرض ہے کہ اُن فوائد اور انعامات کے معاوضہ مین اہل ملک کی عملی طور پر مفید اور حقیقی خدمات کیجائین افسوس ہے کہ ہمیشہ ایسا نہین کیا جاتا - جہان کہین ہمارے تمدن کا جھنڈا نصب کیا گیا ہے یعنی اون تمام ممالک مین جہان ہم بحیثیت دوست یا دشمن کے داخل ہوئے ہین ہمنے اپنا فرض واجبی صرف اس قدر سمجھا ہے کہ بحیثیت مصلح ہونے کے، عاقلانہ نصائح سے اہل ملک کی امداد کرین یا جہان کہین تبدیلی کے آثار پہلے سے پائیجاتے ہین ہم صرف مروجہ برائیونکے انسداد کے لیئے اپنی تیار شدہ معجونین پیش کردیتے ہین -

اہل یورپ کی غلطی

مشرق اور مغرب مین جو تعلقات واقعی ہین اونکا بہت کم خیال کیا جاتا ہے اور جن اجزاء کی اصلاح مدنظر ہے اونکا امتحان و تجربہ، بلحاظ خصائص قومی و اخلاقی کے شاذونادر ہوتا ہے، اہل یورپ نے صرف اس قدر ضروری سمجھا کہ اصلاحات جدید کا خاکہ مفتوحہ اقوام کے سامنے پیش کرکے علیحدہ ہو گئے، اور تعجب کرنے لگے کہ ایشیا کے باشندے کس لیے اپنے قد و قامت سے بڑھ کر لمبے چوڑے اور بھاری کپڑے پہنکر کچھوے کی طرح آہستگی اور وقت کے ساتھ اصلاح کی راہ مین قدم رکھتے ہین - مغربی اُستاد اور مشرقی شاگرد

دونون سے یہ غلطی شروع سے سرزد ہوئی ہے کہ زمانہ جدید کے مسائل کو مقامی ملّی اور اخلاقی حالتون کیساتھ زیادہ مطابقت نہ دی اور تجاویز جدید کو زیادہ مقبول نہ بنایا۔ اگر جدید خیالات اور مراسم کو، جو مسلمانون کو مکروہ نظر آئے، کسی قدر زیادہ دلکش بنایا جاتا تو ترقی و تبدیلی کی منزل آسان تر ہو جاتی۔ لیکن یورپ نے تو ان معاملات کی تفتیش کرنے کی تکلیف گوارہ نہین کی، اور اہل مشرق اونکو اچھی طرح سمجھنے سے قاصر رہے اور نئی اور پرانی دنیا کے متذکرہ بالا حالات پر غور اور تحقیقات نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اسلامی دنیا، خصوصاً ٹرکی، آج تک اسکا خمیازہ بھگت رہی ہے

اقوام غیر کی ماتحتی

یہی غلط طریقہ تمدنی اثر پھیلانے کا اون ایشیائی ممالک مین بھی پایا جاتا ہے، جہان ہم فاتحانہ حیثیت سے نہین بلکہ دوستانہ حیثیت سے پہونچے ہین۔ مگر دنیاے قدیم کے اوس حصہ مین جہان ہمارے اقتدار نے مضبوط جڑ پکڑ لی ہے یہ خرابی رفع ہو سکتی ہے، اور ضرور رفع ہو جائیگی۔ بعض ممالک مثلاً ہندوستان، مصر، الجیریا، ٹیونس مین بہتری کے آثار نظر آنے لگے ہین۔ اس حالت کو دیکھکر لوگ سمجھتے ہین، اور اونکا ایسا سمجھنا چندان بیجا نہین ہے، کہ اگر مسلمانون کو اونکے حال پر چھوڑ دیا جائے تو خود اونمین اس قدر جوش اور صلاحیت نہین ہے کہ مغربی ممالک کے تمدن کو اختیار کرین، اور اسلیئے بلا اہل یورپ کی اتالیقی کے وہ ترقی نہین کر سکتے۔ یہ تشخیص افسردہ کرنے والی ضرور ہے۔ صحیح اور غیر جانب داری کی رائے قایم کرنے کے لیے ہم اول اون ممالک اسلامیہ کی حالت پر سرسری نظر ڈالینگے جہان عرصہ دراز سے ترقی تمدن کا

کام جاری ہے، اور جن کا مستقبل اہل یورپ کے لیے خاص دلچسپی اور اہمیت
رکھتا ہے، میرا اشارہ خصوصاً ٹرکی اور ایران کی جانب ہے۔

ٹرکی کی مشکلات

ٹرکی جسکا جسم ناتوان عرصہ سے مستند اور غیر مستند اطبا کا تختۂ مشق رہا ہے اور جسپر حتی الامکان تمام نسخے اور ٹوٹکے آزمائے جا چکے ہین اوس کوشش کا پہلا شکار ہے جو یورپ نے اپنا تمدن پہلانے مین کی ہے۔ منجملہ اون اسباب کے جو ترقی کی راہ مین حائل ہوئے سب سے اول نمبر ملک کی اندرونی خرابی کا ہے۔ ایسی سلطنت مین جو متضاد اجزا کا مجموعہ ہو، اور جہان مذہبی فرقے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی فکر مین شب و روز مصروف ہون، اور جہان امن صرف فاتح قوم کی فوجی قوت سے قایم ہو، جدید تمدن پہیلانا اوس حالت مین بہی سخت مشکل اور اہم کام تھا جبکہ ملحقہ ممالک دوستانہ برتاؤ کرکے اصلاح اور ترقی کے کام مین ٹرکی کی امداد کرتے جو بدقسمتی سے اونہون نے ایسا نہین کیا ہے۔ لیکن وہان کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے۔ رعایا کے مختلف فرقے آئے دن آپسمین جدال و قتال رکہتے ہین اور جو زمانہ سلطنت ٹرکی کی تاریخ مین زرین کہا جاتا ہے اوس وقت بہی حکمران قوم کو بیرونی و اندرونی دشمنون کی نگہداشت کرنا پڑتی تھی، کیونکہ دونون ٹرکی کی حالت سے مطمین نہ تھے اور اوسکی تباہی سے متمتع ہونے کے متوقع تھے۔ اس کے علاوہ ہمین یہ بھی یاد رکہنا چاہیئے کہ ترک جنگجو قوم ہونے کی وجہ سے اسلحہ آتشین کے استعمال کو زیادہ بہتر سمجھتے تھے بہ نسبت دماغ کے اون نازک اور بے مضرت آلات کے جو کسی

سلطنت کے نظم ونسق قایم رکھنے کے لئے ازبس ضروری ہین۔

ابتدائی جدوجہد

ٹرکی مین انحطاط کے آثار ابتداہی سے ظاہر ہونے لگے۔ اورجس قدر بیرونی دشمنون کی جانب سے خطرہ بڑہتا گیا اوسی نسبت سے عیسائی رعایا خفیہ وعلانیہ، ہرطریقہ پر، درپے تخریب ہوئی اور سرکشی ظاہر کرنے لگی۔ اور اونیسوین صدی کے آغاز سے سلطنت عثمانیہ کو ہروقت مصیبت کا سامنا رہتا ہے۔ اور صرف اپنے گذشتہ اقتدار کی دہاک اور دشمنون کی آپس کی رقابت کی مدد سے ٹرکی اپنے آپ کو بمشکل سنبہالے ہوئے ہے۔ اس ابتدائی ترقی تمدن کو دیکہا جائے تو سنبہالا لینے کی وقتاً فوقتاً کوشش، کبھی جوش کے ساتھ اور کبھی بادل ناخواستہ، یورپی مملکت کے دباؤ سے بلاکسی خاص مقصد ومطلب کے نظر آتی ہے۔ ملک اور سوسائٹی کی اصلاح کا کبھی ارادہ نہین کیا گیا۔ کیونکہ یورپی اقوام کے نزدیک زمین کاشت کے لئے پورے طور پر تیار نہین کی گئی تھی اور تمدن یورپ کے پودہے کے لئے زمین اسقدر ناموزون تھی کہ اوسکے نشو ونما کی امید عبث تھی۔ باوجود ان سب خیالات کے، اصلاح کی تحریک جاری رہی اور ابتک جاری ہے۔ چونکہ آل عثمان کی جبلت مین فرمانبرداری اور جدت کا مادہ خصوصیت کے ساتھ پایا جاتا ہے، اس لیے اقوام اجنبیہ (یورپ) کی تعلیم نے اونمین دخل پالیا ہے۔ ہرطرف دماغی ترقی کے آثار پائے جاتے ہین اور ٹرکی سوسائٹی کے اعلیٰ طبقون کی حالت یورپ اور ایشیا کے بین بین پائی جاتی ہے۔ ایشیا کے جملہ مسلمانون مین جنہون نے اپنی آزادی قائم رکھی ہے، ترک مغربی تمدن کی راہ مین سب

آگے نظر آتے ہین۔ٹرکی ہین رفارم (اصلاح) کی تحریک کا نتیجہ موجودہ حالت کے بالکل مختلف اور بدرجہا بہتر ہوتا اگر ملک ہین رعایا کی بوقلمونی کے بجاے ایک متفق قومی گروہ موجود ہوتا۔ اور اگر یورپی اقوام بجاے پراگندگی اور تفرقہ اندازی کے مختلف اقوام کو آپس ہین متفق کر کے اصلاح کی شاہراہ پر رہنمائی کرتین۔[۵۱]

حکمرانون کی نا قابلیت

دوسرا سبب اصلاح کی کوششون ہین ناکامیابی کا یہ ہے کہ ٹرکی حد درجہ کی شخصی سلطنت ہے۔ باوجود اندرونی خرابیون اور ایشیا کی شاہ پرستی کے بہی سلطنت کا فارغ البال ہونا ممکن تھا بشرطیکہ اوسکے بادشاہون ہین سلطنت کو مرفع الحال بنانے کی جملہ قابلیتین یعنی معاملات سے پوری واقفیت، حب قومی، دانشمندی وغیرہ ہوتین اور وہ خودغرضی کو دخل دئے بغیر ملک کو ترقی کی راہ پر چلاتے۔ بدقسمتی سے ٹرکی ہین ایسے حکمرانون کا قحط رہا ہے۔ جب سے ٹرکی نے اصلاح کی راہ ہین قدم رکھا، صرف سلطان محمود کے زمانہ ہین ملک کی اندرونی خرابیان دور کرنے کی جانب، سرگرمی کے ساتھ توجہ کی گئی۔ یہ بادشاہ اصلاح کی ضرورت کو بخوبی سمجھتا تھا۔ اور جن اصلاحات کا سلطان موصوف نے بدقت تمام رواج دیا وہ اونکے فولادی عظم اور زبردست شخصیت پر محمول کرنا چاہیئے۔

۵۱ سب جانتے ہین کہ یورپ ہین ٹرکی کی حالت وہی ہے جو ۳۲ دانتون ہین زبان کی ہوتی ہے ٹرکی کی مخالف قوہین عیسائی رعایا کو سرکشی اور بغاوت پر آئے دن آمادہ کرتی رہتی ہین حالانکہ جو حقوق اون کو سلطنت ٹرکی ہین حاصل ہین سلطنت روس ہین حاصل نہین ہین۔ مترجم

اندرونی سازشین

جب مین رفعت پاشا کا، جسے سلطان کی خاص عنایت کا فخر حاصل تھا، مہمان تھا تو میری نظر سے ایسے کاغذات گذرے جنسے خود سلطان کے درباریون کے حیرت انگیز اختلافات کا انکشاف ہوتا تھا جو اصلاحات جدیدہ کی بابت ملک مین پائے جاتے تھے، مثلاً سنبل خانم، سلطان کی محبوبہ اور محل کی با اثر خزانہ دار نے ملاؤن کی مدد سے، اصلاحات کے خلاف خفیہ سازش کا آغاز کیا، مگر اس جوش جہالت کی پاداش مین اوسے سزاے موت دی گئی۔ باوجود پوشیدہ اختلاف کے بھی سلطان محمود اپنے ارادہ پر باستقلال تمام قایم رہے۔ اونکے جانشین سلطان عبد المجید اگرچہ طبیعت کے نیک تھے اپنے باپ جیسی قوت ارادی نہ رکھتے تھے۔ سلطان محمود کی اصلاحات جاری رہین لیکن یورپی قوتون کے دباؤ سے جو اصلاحات ترکون کو اختیار کرنا پڑین وہ ملمع کی حیثیت رکھتی تھین یورپ اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے، کچھہ عرصہ تک دھوکے مین رہا، مگر جسوقت حقیقت حال ظاہر ہوئی تو اوس نے موعودہ اصلاحات کی تکمیل کے لیے اور بھی زیادہ دباؤ ڈالا ٹرکی کو اپنی لاچاری اور مجبوری کا اعتراف کرنا پڑا۔ صرف اونگلی کے اشارہ پر کوئی قوم اون روایات کو جنہین وہ صدیون سے عزیز سمجھتی آئی ہے، ترک کر کے ایسے اجنبی تمدن کو، جسے ابتک اوس نے نفرت کی نظر سے دیکھا ہے، اختیار نہین کر سکتی۔ یورپ کی آنکھین کھلین، اور جو چند دوست ترکون کے باقی رہ گئے تھے اونہون نے بھی ساتھہ چھوڑ دیا ناقابل اور کوتاہ عقل سلطان عبد العزیز کے

سلطان عبدالحمید خان

زمانہ مین ترکون کی ابتری اس حد تک پہونچگئی کہ قریب تھا کہ ٹرکی کا جانی دشمن (روس) سلطنت عثمانیہ کے یورپی مقبوضات کو ہمیشہ کے لیے بیکار کردے، اور ایشیا مین بھی اوسے چین سے نہ رہنے دے۔ سلطان عبدالحمید خان ان خطرناک مصائب کے زمانہ مین تخت نشین ہوئے اور اونہون نے ٹرکی کی دماغی اور مادی حالت کو سنبھالنے اور ترقی دینے مین انتہا درجہ کی کوشش کی۔ اونکی دلی خواہش تھی کہ اپنے ملک اور رعایا کو نفع پہونچائین، لیکن زمانہ اونکا دشمن تھا علاوہ برین سلطان موصوف کی تعلیم اور عام شخصیت مین نہایت اہم نقائص موجود تھے۔ جنکی وجہ سے بالکل غیر ممکن تھا کہ وہ اصلاح کے کام کو اس درجہ تک جاری رکھتے جیسا کہ حالات زمانہ کے لحاظ سے ضروری تھا۔ بڑی حیرت کا مقام ہے کہ بدنصیب سلطنت مین جو عرصہ سے دیوالیہ اور حال کی بے سود لڑائیون سے زیر بار قرضہ ہوگئی تھی، ہاتھ پاؤن مارنے کی سکت باقی رہی۔ اگرچہ تباہی کے دروازہ تک پہونچگئی تھی اور ہر چہار طرف سے دشمنون کا نرغہ تھا، اس مصیبت کے زمانہ مین بھی ٹرکی نے مشکلات کا مقابلہ کیا۔ بلکہ تمدن کی راہ مین گو سست سہی، مگر استقلال کے ساتھ ترقی کرتی رہی۔ ٹرکی کی یہ مستقل مزاجی تعریف کے قابل ہے اس حالت کو دیکھکر یہ سوال ہوسکتا ہے۔ کیا دوسرے طریقہ یعنی سلطان کی قوت کو کم کرکے زیادہ آزادانہ اصول کی گورنمنٹ سے ملک کو زیادہ فائدہ نہ پہونچتا بہ نسبت اون مسکن نسخون کے جو یورپی سلطنتون نے ٹرکی کی خرابیان دور کرنے

کے لیسے تجویز کئے ہین ؟ اس سوال کا براہ راست جواب دینا مشکل ہے ۔ کیونکہ
اس کا تعلق ایسے تجربہ کے ساتھ ہے جسکے انجام کی نسبت کوئی پیشین گوئی نہیں
ہوسکتی ۔ ہاں یہ امر کہ دیگر قوتون نے ٹرکی مین آزادی پھیلانے مین مخلصانہ امداد کیون
نہین دی ، اسکی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ یورپی سلطنتون سے یہ توقع رکھنا کہ وہ
ایمانداری اور سچائی کے ساتھ ٹرکی کا ساتھ دینگی ، عبث ہے ، کیونکہ تقریباً تمام ممالک یورپ کی طمع
کو ، جو ٹرکی سے واسطہ رکھتے ہین ، مشرق قریب مین اپنی ذاتی مالی اور ملکی منفعتوں کا
خیال رہتا ہے اسوقت ٹرکی کے قبضہ مین دنیا کے بہترین ، سب سے زیادہ زرخیز اور
متمول ممالک موجود ہین ۔ گو اب ہلال کے خلاف صلیب پرست یورپ کا جہاد کرنا
فرائض مین سے نہین سمجھا جاتا مگر موقع ملے تو کوئی قوت بھی ٹرکی کے کسی صوبہ پر قبضہ
کرنے مین مطلق پس و پیش نہ کریگی ۔ پس ٹرکی کو اپنے پاؤن کے بل کھڑا ہونے کے سوا
کوئی چارہ نہین ہے ۔ اور اوسکی رعایا کی مشرقی عادات نیز سلطان کی مطلق العنانی
نے دو سلف ہلپ (خود امدادی) کے اصول پر کاربند ہونے مین بڑی رکاوٹ کی ہے
یہ سچ ہے کہ راست باز اور محب وطن مدحت پاشا نے مغربی اصول پر گورنمنٹ اور پارلیمنٹ
قائم کرنے ، اور مختلف اقوام کو ایک متحدہ عثمانیہ سوسائٹی مین مجتمع اور سلطان کی قوت کو
محدود کرنے مین بڑی کوشش کی ۔ لیکن باستثنا انگلستان کسی اور یورپی قوت
نے مدحت پاشا کی امداد نہ کی ۔ عیسائیون اور مسلمانون کے درمیان صدیون کے
اختلاف کو رفع اور رعایا کے دل سے حکمران قوم کی زیادتیون کو محو کرنا سخت مشکل کام تھا

کیونکہ عیسائی رعایا کو مغربی ممالک کی اخلاقی اور مالی امداد وبیجا شفقت اپنے حکمرانون یعنی ترکون کے خلاف برانگیختہ کرتی رہتی تھی - علاوہ اسکے باشندگان یونان[۵۱]، آرمینا، سرویا، اور بلگیریا کے کامیاب کوششین اور آزادی، آرمینون، البانیون، اہل شام بلکہ مسلمان عربون کو بھی بے چینی کی حالت مین رکھتی ہین

ترکی کا مستقبل

سلطنت عثمانیہ کا مستقبل نہ روشن ہے، نہ خالی از خطر - باوجود ان سب حالات کے غیر طرفدار مبصر یہ راے رکھتے ہین کہ یہ خطرہ اب بھی کم ہوجاے اگر ترکی گورنمنٹ اپنے آپ کو جلد موجودہ خواب خرگوش سے بیدار کرکے مروجہ تمدن کی راہ مین زیادہ گرمجوشی کے ساتھ قدم رکھے، اور ترکون کی قومی اجزا کو مضبوط کرکے اوس قوت کو مستحکم کرے جس نے سلطنت کے آغاز کے وقت اس قدر نمایان استقلال کا اظہار کیا تھا اور جو آج بھی جدید حالات کے مقابلہ مین اونکی بیش بہا خدمت کرسکتی ہے کیونکہ منجملہ مسلمان اقوام کے ترک اب بھی فوجی اور پولیٹکل قابلیت مین سب پر فوقیت رکھتے ہین، اور ہر زمانہ مین اونھون نے اپنے اقتدار کو حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ قائم رکھا ہے -

مگر اب حالت بالکل مختلف ہے آئے دن کی لڑائیون[۵۲] نے طبقہ ادنیٰ کی قوت کو

---

۵۱ ترکی کی کمزوری اور یورپین اقوام کی امداد سے فائدہ اوٹھاکر نہ چھوٹے چھوٹے ممالک صرف آزاد ہوگئے ہین بلکہ شب وروز ترکی کی تباہی اور شکستگی مین کوشان رہتے ہین -

۵۲ ہر ایک ترک مرد پر فوجی خدمت واجبی ہے - خاندان کے خاندان اپنے کاروبار اور کھیتی چھوڑکر خاص مدت تک فوج مین شامل ہونے پر مجبور ہین - اسکے برخلاف عیسائی رعایا برا ئے نام جنگی ٹکس دیکر اپنے آپ کو اس خدمت سے محفوظ رکھتی اور تجارت زراعت سے نفع اوٹھاتی ہے - چونکہ ترک عرصہ دراز تک اپنے گھرون اور بیبیون سے دور رہتے ہین اس لیے پیدایش بھی بہت کم ہے - مترجم

بالکل مختل کردیا ہے اور رعایا کے اوس طبقہ کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا ہے ''
دوسری اقوام کو اپنے آپ میں ملانے کی جو قوت پہلے ان میں تھی وہ اب مفقود ہوتی جاتی
ہے۔ اور جس نسبت سے سلطنت قدیم کے صوبجات ہاتھ سے نکلتے جاتے ہین اونکی
مفلسی[۵۱] بڑھتی جاتی ہے اور چونکہ اب علیحدہ قوم بننے کا خیال سلطنت کے غیر ترکی مسلمانون
مین بھی پیدا ہوتا جاتا ہے ٹرکی کو ترقی کی راہ مین رہنمائی کرنے کی ضروری قوت مشکل سے
حاصل ہوسکتی ہے۔

ایران

ایران کی حالت اس سے بھی گئی گذری ہے۔ وہان قدیم ایرانی قوم کے باشندے
زیادہ ہین شمال مغرب کے ترک شیعہ مذہب ہونے کی وجہ سے آپسمین متحد ہین۔ دماغی
قوت کے اعتبار سے اہل فارس ترکون پر فوقیت رکھتے ہین، اونکی گذشتہ علمی کارنامونکی
یادگار اونھین آیندہ ترقی کرنے کا جوش دلانے کے لیے کافی ہے۔ لیکن یہ سب بیکار
ہے ایران مین ٹرکی سے بھی زیادہ ایشیائیت کی روح حلول کرگئی ہے۔ اور باوجود آریہ
نسل ہونے کے جسکی دنیا مین اس قدر توصیف کیجاتی ہے اوسمین ایشیائی خصائل زیادہ
پائے جاتے ہین بہ نسبت ٹرکی کے جسمین سلافی۔ یونانی اور البنی اجزا شامل ہوگئے
ہین، عملی طور پر اہل ایران نے ابھی تک کوئی ایسا نمایان کام نہین کیا ہے جس سے
ظاہر ہو کہ ایرانی واقعی سنجیدگی کے ساتھ مروجہ تہذیب و تمدن کی راہ مین ترقی کرنا چاہتے ہین

---

[۵۱] کیونکہ جن عہدوں پر مسلمان مامور ہوتے تھے وہان عیسائی مقرر ہوجاتے ہین اور ملک کے ساتھ اونکی تجارت
اور حرفت کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ المترجم

کسی بات سے یہ خیال نہین ہوتا کہ ایرانی رعایا یا حکمران اپنی آیندہ پولیٹیکل ہلاکت کا احساس رکھتے اور آنے والے خطرہ عظیم کو روکنے کے ذرایع مستعدی سے تلاش کر رہے ہین - قدرے قلیل جو کچھہ بھی اس وقت تک تمدن جدید کے بموجب سلطنت اور سوسائٹی مین اصلاح ہوئی ہے وہ فریب دہ اور مغالطہ انداز ہے شروع سے اخیر تک اونھون نے اپنے آپ کو دھوکے مین رکھا ہے اور جو فلاح سرعت کے ساتھ ایران کی طرف بڑہے چلے آتے ہین اونکو اپنی تجاویز پر عمل درآمد کرنے مین مطلق رکاوٹ نہ ہوگی - باوجودیکہ ایرانیون کو مغرب سے سفارتی تعلقات پیدا کئے ایک صدی سے زائد زمانہ ہوچکا مگر ہمارے تمدن نے اونکے طبقہ اعلی پر بھی بمشکل اثر کیا ہے - چونکہ ایران مشرق و مغرب کے بحری شاہراہ سے کسی قدر خشکی کی طرف ہٹا ہوا ہے اس لیے اونیسوین صدی مین یورپی تمدن کا بلاواسطہ اثر وہان تک نہین پہونچا - بلکہ مغربی تمدن کا ایک خفیف سا اثر جسے زیادہ سے زیادہ ایک آواز بازگشت سے تعبیر کر سکتے ہین، وہان پہونچا ہے - ایک طرف تو وہان کے باشندے اپنے زعم باطل مین گذشتہ تمدن ساسانیہ کے زرین زمانہ کا خواب دیکھہ رہے ہین اور اس لئے اونھین تمدن جدید اختیار کرنے کی ضرورت کا احساس بھی نہین ہے - دوسری طرف سلطنت کی مطلق العنانی نے اونکی مفلسی و تباہی اور ملک کی بدنظمی کو اس درجہ بڑہا دیا ہے کہ بہت کم لوگون مین ملک کی آیندہ حالت پر غور کرنے کی سکت باقی ہے - وہ زندگی کے دن کاٹ رہے ہین اور

تسلیم و رضا کے ساتھ آیندہ کا انتظار کرتے ہین، جب تک کوئی معجزہ ظاہر نہو، اور معجزہ کا ظاہر ہونا فی زماننا محالات سے ہے، ایران کی پولیٹکل تباہی کا زمانہ دور نہین ہے رہا ایرانی قوم کا مستقبل، اوسکی حالت افغانیون سے بھی زیادہ مایوسی بخش ہے۔ اہل افغانستان کو ایک دانشمند اور ذی حوصلہ فاتح (عبدالرحمن) نے خواب سے بیدار کر دیا ہے اور وہ اپنی ذاتی قوت اور جرأت کی بدولت اپنی قومی آزادی اور خود مختاری کو، اپنے پہاڑی ملک مین، اپنے مغربی پڑوسیون یعنی ایرانیون سے بہت زیادہ عرصہ تک قایم رکہین گے ✣

ایران کی تمدنی ترقی

باوجود اسکے کہ ایران نہایت زرخیز اور قدرتی پیداوار کے اعتبار سے نہایت عظیم الشان ملک ہے۔ اور خدا نے وہان کے باشندون کو اعلی درجہ کا دماغ عطا فرمایا ہے، ایران تمدنی ترقی مین اوس درجے سے بہت گرا ہوا ہے جو اوسے اونیسوین صدی کے آغاز مین حاصل تھا۔ سیاست ملک، انتظام فوج، محکمات عامہ، اور نیز سوسائٹی کی حالت مین ٹرکی نے جس قدر اصلاحات کین ہین ایران مین اوسکی ایک مثال بھی مشکل سے ملیگی، حتی کہ علم و ادب بھی جو کسی وقت ترقی کے آثار ظاہر کرتا تھا، اب بالکل ساکت ہے۔ یورپین کتابون کے ترجمے شاذ و نادر ملین گے ٹرکی مین اس وقت متعدد و قابل وقعت روزانہ اخبار جاری ہین، برخلاف اسکے ایران مین ایک اخبار بھی پیش نہین کیا جا سکتا ✣

علمی ترقی

چند اخبار مثل "احتیاج"، "فرہنگ"، "ناصری"، جاری ہوئے مگر جلد ناپید

✣

ہو گئے۔ "ایران کمال"، "ادب"، "نامہ تربیت"، اطلاع"، "شریف"، جیسے اخبار یا تو بند کر دیئے گئے یا نہایت محدود الاشاعت ہین اور اونکا اثر ملک مین ٹرکی، ہندوستان، اور مصر کے اخبارات کی برابر بھی نہین ہے۔ مدارس کیحالت اور بھی ابتر ہے "دار العلوم طہران"، کے علاوہ جہان طب، السنہ، اور فنون حرب کی تعلیم ہوتی ہے تمام ملک مین کوئی تعلیم گاہ قابل ذکر نہین ہے۔ اور جو لوگ یورپی علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہین وہ اپنے صرف سے یورپ یا ہندوستان جاتے ہین نظر برین حالات ایران کی ترقی تمدن کی بابت بہت زیادہ بیان کی ضرورت نہین ہے، اشاعت تمدن مین ہمنے جو کوشش کی ہے اوسکا اثر ایران پر کچھہ نہین ہوا ہے جہالت، بدنظمی، اور لاپروائی کی تاریکی تمام ملک پر محیط ہے۔ اور اگر ایران تباہی سے محفوظ رہجاے تو معجزے سے کم نہوگا +

متذکرہ بالا واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایشیا کے اسلامی ممالک مین عظیم الشان اور اہم تبدیلیان ہونے والی ہین اس کا تذکرہ ہم پھر کرینگے۔ اسوقت صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ محض طریقہ حکومت کی تبدیلی سے چندان نفع نہ پہونچے گا تا وقتیکہ حکمران اپنے موجودہ تعلقات اور طرز عمل کو نہ تبدیل کرین۔

باب سوم

مسلمان فرمان رواؤن کی مطلق العنانی

رعایا کیساتھ تعلقات

چونکہ مجھے متعدد مسلمان شاہزادون سے ذاتی ملاقات اور تعارف کا اتفاق ہوا ہے۔ اس لئے فرض سمجھتا ہون کہ اپنے مشاہدات اور تجربات سے مضامین زیر بحث مین مدد لون۔ مین ناظرین کی توجہ اون تعلقات کی جانب خاص طور پر منعطف کرتا ہون جو مسلمان بادشاہون اور اونکی رعایا کے درمیان پائے جاتے ہین، اور جنکی وجہ سے خود حکمرانون کو مشکلات پیش آتی ہین۔ اور نیز یہ کہ مجوزہ تبدیلی طریقہ گورنمنٹ کیحالت مین اون کا اثر کہان تک پہونچتا ہے۔

یورپ کی غلط فہمی

جب ہم یورپ مین کسی سلطان، بادشاہ، امیر یا خان کا تذکرہ کرتے ہین تو عموماً ہم اپنے ذہن مین ایسے خود مختار بادشاہ کا تصور کرتے ہین جو اپنے وزیرون اور مشیرون کی امداد سے سلطنت کرتا ہو، جسے شب و روز رعایا کی بہبودی کی فکر دامنگیر ہو اور جو نیک صلاح و مشورہ کو قبول کرتا ہو۔ ممکن ہے کسی گذشتہ زمانہ مین ایسے حکمران ایشیا مین گذرے ہون لیکن فی زماننا اون کا وجود نہین ہے۔ ظلم و زیادتی، مطلق العنانی، بیجا تکبر، اور غرور، اونکے خصائص مین سے ہین۔ رعایا کی تباہی، اور خوشحالی، اونکی ذاتی خوشنودی اور بہبودی کے ماتحت ہے اونکی حالت ہمارے ازمنہ متوسطہ کے

شاہزادون سے بھی بڑہی ہوئی ہے - کیونکہ تمام یورپ مین صرف پوپ ہی دنیابھر
کے لیے خلیفہ مسیح سمجھا جاتا تھا - مگر اسلامی دنیا مین ہر ایک بادشاہ "ظل اللہ
فی الارض" کا خطاب رکھتا ہے - اور اپنے آپ کو خلیفہ رسولؐ سمجھتا ہے جب
کبھی مین کسی یورپی اخبار مین ترکی یا ایرانی وزراء یا شاہی بجٹ کا حال پڑھتا ہون
تو بے اختیار ہنسی آجاتی ہے - دراصل وزرا محض خادم ہین جو اپنے آقا کی
تعمیل حکم کرتے ہین - رہا بجٹ وہ بالکل دہوکہ اور شعبدہ بازی ہے - کیونکہ
ملک کی تمام آمدنی بادشاہ کے تصرف مین ہوتی ہے ' وہ اپنے آپ کو ملک کے
کل مال و دولت کا قانوناً مالک سمجھتا ہے - کسی وزیر کی کیا مجال ہے کہ اپنے
آقا کو خزانہ عامرہ سے مالی امداد دینے مین پس و پیش کرے - سرکاری خزانہ وہان
"مال بادشاہ" کا مرادف ہے - اور شاہی تنخواہ یا املاک شاہزادون اور شاہزادیون
کے وظائف کی بابت جو کچھہ ہم یورپ مین سنتے ہین اوسکے کوئی معنی نہین ہین کیونکہ
مشرق مین ہر جگہہ ازمنہ متوسطہ کا مسئلہ "بادشاہ کی مرضی ہر چیز پر حاوی ہے" ابھی تک
مانا جاتا ہے - بادشاہ آزادی کے ساتھہ محاصل ملک کو جس طرح چاہتا ہے صرف
کرتا ہے - جملہ افسران بالادست کا خود تقرر کرتا ہے - اور جسے چاہے الطاف خسروانہ
سے مالامال کرتا ہے - بسا اوقات ایک تاریخ مین مختلف مدارج کے جنرل کرنل اور دیگر
افسران اعلیٰ مقرر ہو جاتے ہین مگر سرکاری فہرست مین اونکا نام کبھی درج نہین ہوتا اور
شاید تنخواہ بھی صرف ایک یا دو مرتبہ سے زیادہ نہین پاتے - محض عہدہ او تارنے ا

اختیارات شاہی

اور اس خیال سے کہ یورپ کی نظرون مین زمانہ کے باخبر سلاطین مین شمار ہون، اسلامی بادشاہ، بعض آرام دہ اور مقررہ جملے اپنے ملکی کاروبار مین داخل کرتے ہین اور اسیطرح منسٹریل بجٹ[۵۱] کا سوانگ بھرا جاتا ہے، مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ خزانہ ملک کا سلطان کی مرضی کے موافق بیجا اور بیجا تصرف مذہب اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ خلافت کے ابتدائی زمانہ مین کسی خلیفہ کو بیت المال پر یہ حق حاصل نہ تھا اور خرچ نہایت احتیاط کے ساتھہ کیا جاتا تھا[۵۲] مگر یہ عمدہ طریقہ سلطنت کے ابتدائی زمانہ ہی مین متروک ہوگیا +

عیسائی سلاطین کا استخفاف

اس قسم کی خرابیون پر یورپ مین چشم پوشی کی جاتی ہے۔ اور ہمنے ظاہرا باتون سے اس قدر دہوکا کہایا ہے کہ ہم مشرقی بادشاہون کو اپنے حکمرانون کے مساوی خیال کرتے ہین، جو مغالطہ ہمین مغرب و مشرق کے مالی معاملات کی بابت ہوا ہے، ملکی معاملات مین بہی پایا جاتا ہے۔ ہم نہایت فراخ دلی کے ساتھہ ترکی اور ایرانی حکمرانون پر اعلی خطابات کی بوچہار کرتے اور اونکو کنگ (شاہ)، امپرر، (شہنشاہ) اور مجسٹی، (اعلیحضرت) کہکر پکارتے ہین، حالانکہ ترکی اور ایران مین عیسائی ممالک کے بادشاہون کو، بجائے شوکت کے (جو مجسٹی کے ہم معنی ہے) حشمت سے خطاب کیا جاتا ہے جس سے تندی اور غرور کی بو آتی ہے۔ اور جو درندون کے لیے یکسان

---

[۵۱] موازنہ سالانہ مرتبہ وزراء سلطنت۔ مترجم۔

[۵۲] دیکھو الفاروق مولفہ علامہ شبلی نعمانی۔ مترجم۔

استعمال ہوتا ہے۔ خطاب کا معاملہ ہماری بحث سے خارج ہے۔ مگر ہم یہ ضرور کہین گے کہ یہ خطابات دیگر غیر اسلامی حکمرانون کا جو استخفاف کیا جاتا ہے، اوسکے لئے قرآن مین کوئی اجازت نہین ہے اور اس زمانہ مین جبکہ ٹرکی اور ایران دونون یورپ کے دست نگر ہین، اس طرز عمل کو ترک کرنے کی ضرورت ہے ⁂

سلاطین یورپ سے تعلقات

مشرقی حکمرانون کے ساتھ مغربی سلاطین کی ذاتی ملاقات زمانہ موجودہ مین کافی رہی ہے۔ خصوصاً یورپی بادشاہون کا سلطان ٹرکی کے ساتھ۔ ہمارے شہنشاہون بادشاہون، شاہزادون، اور شاہزادیون نے سلطان روم کے دربار مین بارہا شرکت کی ہے۔ لیکن بجز سلطان عبدالعزیز کی سیاحت یورپ کے جو نمائش پیرس کے زمانہ یعنی ۱۸۶۷ء مین کی تھی اور سوائے ناصر الدین شاہ اور مظفر الدین شاہ کے ابتک کسی سلطان یا شاہی خاندان کے دوسرے رکن نے ہمارے سلاطین سے ملاقات بازدید نہین کی ہے۔ سلطان عبدالمجید خان مدارات کے اصول سے زیادہ واقف تھے وہی پہلے خلیفۃ المسلمین تھے جنہون نے ایک عیسائی شاہزادی کو ہاتھ کا سہارا دیا۹۱ اور جس نفاست آمیز انداز سے اونہون نے ۱۸۵۸ء مین روسی شاہزادی کو قصر کندلی کے باغ کی سیر کرائی تھی، یورپ مین اوسکی بڑی تعریف کی گئی۔ اس صفت

۹۱ مغربی تہذیب کے لحاظ سے لیڈیون کو گاڑی یا گھوڑے پر سوار کرتے اور اوتارتے وقت ہاتھ کا سہارا دینا ضروریات سے سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی کسی واقف کار لیڈی کو سہارا نہ دے تو اوس کا یہ ترک فعل نہ صرف بدتمیزی سمجھا جاسے گا بلکہ صنف نازک کی بے ادبی کی حد تک پہونچے گا۔ ڈرائنگ روم (کمرہ ملاقات) سے جب کہانے کے کمرہ مین جاتے ہین تو ہر مرد ایک بی بی کو ہاتھ کا سہارا دیکر لے جاتا ہے۔ مترجم۔

ہین اونکے فرزند عبدالحمید خان باپ پر فوقیت رکھتے ہین، یورپی لیڈیون کے ساتھ جس تہذیب اور خلق کا برتاؤ سلطان عبدالحمید خان کرتے ہین اور شاہی مہمانون کی خاطر تواضع کا جو اہتمام قصر یلدیز مین ہوتا ہے اوس کا بخوبی اعتراف کیا گیا ہے، لیکن اس دوستانہ ربط وضبط مین گرمجوشی اور صداقت مفقود ہے۔ مدارات گویا ضابطہ مین داخل ہے، اور اوسکے پیچھے یورپ کی زبردست قوت کا خوف پوشیدہ ہے۔ اور یہ خوف چندان بیجا نہین ہے۔ کیونکہ متواضع میزبان بخوبی جانتا ہے کہ عیسائی مغرب ہر وقت ٹرکی کی تباہی اور اوسکے تخت وتاج کی بربادی کی تدابیر سوچتا رہتا ہے۔

سلاطین کا خوف

مشرقی بادشاہون اور خود اونکے امراؤ اور عمائد یہانتک کہ معتمدین کے درمیان بھی ایسے ہی مشکوک، مشتبہ، اور سردمہرانہ تعلقات پائے جاتے ہین، تعظیم و تکریم کے پردے مین ہمیشہ تردد اور خوف پوشیدہ رہتا ہے اور لمبے چوڑے خطابات اور جھوٹی مدح وآفرین کے جامہ مین تفتن اور سازشین چھپی ہوتی ہین۔ آپس کے اعتماد اور بھروسہ کا وجود نہین ہوتا۔ پس کچھ تعجب کی بات نہین ہے اگر سلطان یا شاہ یا امیر کو شب وروز اپنی جان اور تخت کا خطرہ رہتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ہر متنفس کو شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے اوسے ہر چیز سے خطرہ کی بو آتی ہے۔ اور رات دن کسی وقت اطمینان نہین ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ناصرالدین شاہ اپنی شکارگاہ جاجرود اور شب خوابی سے پہلے محل طہران مین بھی، حفاظت کا بڑا اہتمام کرتے تھے، حالانکہ اونکے سامنے ہر شخص لرزان رہتا تھا۔ پس مجھے یہ سنکر

مطلق تعجب نہین ہوتا کہ سلطان عبدالحمید خان[۵] جو بہت ڈرپوک مشہور ہین، رات کو فوجی پہرہ حفاظت کے لیئے مامور کرتے ہین اور خفیف سی آہٹ سے چونک پڑتے ہین کمزور اور ناتوان مظفر الدین شاہ جو اپنے باپ ناصر الدین شاہ کے تخت پر متمکن ہین ہر وقت ڈرتے رہتے ہین۔ اور اس سے صرف وہی سلاطین مستثنیٰ ہین جو مثل سلطان عبدالمجید خان کے انتظام سلطنت اپنے اُمرا کے سپرد کرتے ہین؛

یا جراءت اور ہمت والے بادشاہ مثل سلطان محمود ثانی اور امیر دوست محمد خان وعبدالرحمن خان والیانِ افغانستان، جنکی ہیبت کا سکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا تھا +

اونکی مطلق العنانی

مشرقی خود مختار بادشاہون کو جو حقوق حاصل ہین اہل یورپ اون کا کسی طرح اندازہ نہین کر سکتے، امیر نصر اللہ خان والی بخارا نماز جمعہ سے واپس ہوکر نوجوانون کو والدین کے پہلو سے زبردستی جدا کر کے محل مین رکھتا اور اونکی بے عزتی کرتا تھا،

[۵] پروفیسر وامبری کا یہ بیان ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن حالات ملک اور شخصی سلطنت ہونے کی وجہ سے مشرقی سلاطین اور فرمان رواؤن کو اپنی حفاظت کا اہتمام لازمی طور پر کرنا پڑتا ہے، یہ حالت تو ہم موجودہ ترقی یافتہ یورپ مین بھی دیکھتے ہین۔ زار روس کو جس قدر اپنی جان کا خطرہ ہے اوسے سب جانتے ہین اور جب زار روس یا کوئی دوسرا یورپی بادشاہ سفر کو نکلتا ہے تو بڑے پیمانے پر اونکی حفاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے، اتفاق سے مترجم کو ڈیوک اور دچز ڈیڈل جو ہالینڈ کے خاندان شاہی سے ہین، ملنے کا موقع ملا، موٹر کار مین بیٹھکر وہ حد سے زیادہ محظوظ ہوتے تھے مترجم نے دریافت کیا کہ آخر کیا وجہ ہے موٹر کار تو یورپ مین بہت معمولی چیز ہے، اسپر ڈیوک موصوف نے فرمایا کہ وہان موٹر کار پر بیٹھنا ہمکو بہت کم نصیب ہوتا ہے، کیونکہ اپنے دشمنونکے خوف کی وجہ سے ہم باہر ٹہر کو تیر اس آزادی کیساتھ نہین پھر سکتے جیسا کہ ہندوستان مین سلطان عبدالحمید خان کو یورپ مین ڈرپوک سمجھا جاتا ہے لیکن جن لوگون کو زلزلے سے عین دعوت کے وقت چھت کا گرنا یا ۱۹۰۵ء کا واقعہ سلطان کی گاڑی پر گولہ پھینکنے کا یاد ہے وہ اسکو تسلیم نہین کر سکتے۔ مترجم۔

اور اگر کسی دولتمند سوداگر کی طرف آنکھ اوٹھ جاتی تو بلا وجہ قید خانہ مین بھیجدیتا
اور مال و اسباب چھین کر قتل کر دیتا تھا - ناصر الدین شاہ ایران نے بھی ایک مرتبہ
ایسا ہی کرنا چاہا تھا، مگر خوش قسمتی سے غریب سوداگر بھاگ کر انگریزی سفارتخانہ
مین پناہ گزین ہو گیا، گذشتہ زمانہ مین بکثرت ارمنی ساہوکار ٹرکی مین قتل کئے
گئے ہین اور اونکا مال و اسباب ضبط کیا گیا - درباریون اور عمال کی حالت فرمانرواون
سے بھی بدتر ہے وہ بیچ مین بہت خرد برد کرتے ہین - اور بیچارے سوداگر تھوڑا بہت
مال بچانے کے خیال سے اونکی وہان دوزی کرتے ہین - مشرقی شاہزادون کی
اندرونی زندگی اور رعایا کے تعلقات کی بابت بہت کچھ بیان کر کے یہ ثابت کیا جا سکتا
ہے کہ بیشتر بادشاہون کو خود واقعاتِ زمانہ ظلم و ستم اور مطلق العنانی پر مجبور کر دیتے ہین۔

تعلیم و تربیت

اگر ان خود مختار فرمانرواون کو بیرونی دنیا سے میل جول اور مناسب تعلیم حاصل
کر کے اپنے واقفیت اور قابلیت مین اضافہ کرنے کا موقع ملتا تو وہ اپنی دماغی
قوتون کی مدد سے، جو مشرقیون مین بدرجہ اولی پائی جاتی ہین، اپنی قوم کی رہنمائی
اور سرداری کا بخوبی سرانجام کر سکتے - لیکن زمانہ موجودہ مین شاہزادون کی تعلیم
کی جو حالت ہے وہ ناگفتہ بہ ہے - احمد صاحب آفندی نے اپنے رسالہ[1] دو رہنمائے
انقلاب" مین جو عالم تاک تصویر کھینچی ہے، وہ حرف بحرف صحیح ہے - منجملہ اٹھارہ
شاہزادگان خاندان عثمانیہ کے جو اس وقت زندہ ہین -

[1] مطبوعہ قاہرہ -

اور جنکے حالات رسالہ مذکور مین درج ہین، بجز یوسف اعزالدین خلف سلطان
عبدالعزیز مرحوم کے، ایک ہی ایسا نہین ہے جسنے باضابطہ تعلیم حاصل کی ہو
خاندان قاچاریہ (ایران) کے کثیر التعداد شاہزادون کی حالت بھی کچھہ اس سے
بہتر نہین ہے۔ تعلیم کے لحاظ سے امیر عبدالرحمن خان کے بیٹون مین سے کوئی
اپنے باپ کے[۵۱] نقش قدم پر نہین چلا۔ جہالت، نفس پرستی، اور ظلم کو ہر ایک کی
جبلت مین ممتاز جگہہ حاصل ہے، جو حالت اسوقت ہے وہ پہلے بھی تھی شاہزادے
اپنی نوجوانی کا زمانہ سیر و تفریح اور ہر قسم کی بے اعتدالی مین گذارتے ہین
جاہل اور گندے خیالات کے نوکرون کی فوج کا ہر وقت مجمع اونکے گرد ہوتا ہے
اور حرم سرا کی سازشین علیحدہ اون کا دامن کھینچتی ہین، غرضنکہ کوئی اون کو
لکھنے پڑہنے یا زندگی کی ذمہ داریون کو سنجیدگی سے دیکھنے کی جانب راغب
نہین کرتا اور تخت و تاج کے آیندہ وارث کو، مثل اپنے ہم صحبتون کے اپنے
مرتبہ کی اہمیت کا کچھہ خیال نہین ہوتا۔ وہ اپنے ملک کے علم و ادب اور تاریخ
سے بھی کافی واقفیت نہین رکھتا، مروجہ علوم و فنون سے تو محض بے بہرہ ہوتا ہے
سلطان عبدالمجید کسی قدر فرنچ زبان جانتے تھے مگر اپنے ملک کی تاریخ و جغرافیہ
اور علم ادب سے محض نابلد تھے۔ سلطان عبدالحمید خان جو اسوقت ٹرکی کے

[۵۱] موجودہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے ملک مین تعلیم و تہذیب پھیلانیکا معقول اہتمام کیا ہے حبیبیہ کالج
کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور محکمہ شتہ تعلیمات مروجہ اصول پر قایم کیا گیا ہے۔ مترجم۔

تخت پر متمکن ہین، اور جنکی مثل مینے کسی مشرقی کو زیرک اور فہیم نہین پایا۔ اونہون نے اپنے باپ سے بہی کم تعلیم پائی ہے۔ مگر خداداد ذہانت اونکی کمی تعلیم کو پورا کرتی ہے

سلطان عبدالحمید خان کے ولیعہد شاہزادہ رشاد آفندی[۵۱] اس قدر ذہین نہین ہین لیکن زبان فارسی کی قابلیت اس کمی کو پورا کرتی ہے ❖

قابل سلاطین

ناصر الدین شاہ ایران البتہ واجب التعظیم مستثنیات مین سے تھے۔ یورپی تہذیب کے لحاظ سے وہ اپنے ملک مین اپنی خود نظیر تھے۔ نوجوانی کے زمانہ مین اونہون نے اپنے ارمنی دوست ملکم خان، اور شاہی اطبا ڈاکٹر کلوکٹ پولک اور طولوزان[۵۲] کی صحبت کی بدولت یورپین تہذیب و طرز معاشرت سے کماحقہ واقفیت حاصل کی تھی امیر عبدالرحمن خان مرحوم والی افغانستان بہی نہایت باخبر فرمانروا تھے۔ اور وہ اسلامی ایشیا اور یورپ کے پولیٹکل تعلقات سے بخوبی واقف تھے غالباً زمانہ گذشتہ مین مسلمان شاہزادون کی تعلیم زیادہ احتیاط کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور مشرقی معیار کے بموجب روشن خیالی مین ممتاز ہوتے تھے ہمین وسط ایشیا مین بابر مرزا۔ پرنس محمد صالح حسین مرزا۔ ابوالغازی خان اور ہندوستان مین ہمایون اور اکبر[۵۳] جیسے فرمانرواؤن کے نام ملتے ہین۔ جنہون نے اپنی دماغی قابلیت اور حکمرانی کی خوبیون کا نقش تاریخ پر

[۵۱] ۲۷۔اپریل ۱۹۰۹ء کو شاہزادہ رشاد تخت سلطنت پر بجائے معزول سلطان عبدالحمید خان متمکن ہوئے۔ مترجم

[۵۲] جن لوگون نے شاہ ناصر الدین کا سفرنامہ دیکھا ہے وہ حکیم طولوزان کے نام سے آشنا ہونگے یہ وہی شخص ہے مترجم

[۵۳] پروفیسر وامبری نے یہان خلط مبحث کیا ہے۔ اگر پروفیسر موصوف کا مطلب صرف تعلیم و تدریس ہے تو اکبر کی خداداد قابلیت شرمندہ ابجد خوانی نہ تھی۔ مترجم۔

چھوڑا ہے - عثمانی فرمانرواؤن مین محمد فاتح سلطان سلیمان مقنن ممتاز شعرا مین سے تھے - اول الذکر کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ یونانی اور لاطینی زبانون سے بھی واقف تھے ٭

مطلق العنانی کے وجوہات

یہ حکمران خواہ کتنے ہی قابل کیون نہ تھے مگر اپنی حد سے زیادہ اعلی رتبہ اور نیز اس وجہ سے کہ ایشیا مین بادشاہون کو ظل اللہ سمجھکر بے انتہا عزت کیجاتی ہے اونکے لیے یہ امر نہایت مشکل تھا کہ اپنی خودمختارانہ قوتون کے استعمال مین افراط تفریط سے کام نہ لیتے - جب یورپ مین بعض بادشاہون کو جنہین علوجاہ نے اندھا کر دیا تھا، یہ سمجھانے کیلئے کہ اونکی قوت کی بھی کوئی انتہا ہے، اور اونہین حدود مقررہ سے متجاوز نہ ہونا چاہیئے، بالفاظ دیگر رعایا بادشاہ کیلئے نہین بلکہ بادشاہ رعایا کے لیے ہے، اس قدر کشت و خون کی نوبت پہونچی تو ہم اندازہ کرسکتے ہین کہ ایشیا مین بادشاہون کی قوت کو کم کرنا کس قدر مشکل کام ہے، پرانی دنیا ہمیشہ سے جابرانہ غرور اور ظالمانہ خودمختاری کی جولانگاہ رہی ہے، آزادی تہذیب اور روشن خیالی سے پیدا ہوتی ہے - اور چونکہ ایشیا ان بہترین فضائل انسانی سے محروم رہی ہے، اس لیے آزادی کے پودے نے وہان نشوونما نہین پایا ہے - کیونکہ باوجود اس مثل کے کہ "روشنی کا منبع مشرق ہے" خودداری کا آفتاب اول مغرب سے طلوع ہوا - یہ امر کہ اہل ایشیا نے آزادی حاصل کرنے کی ابتک کوشش نہین کی ہے، افسوسناک ضرور ہے - مگر ساتھ ہی اسکے بالکل صحیح ہے، اس نعمت کو اہل ایشیا بالکل بیکار اور

خطرناک سمجھتے ہین ، اور اوسکے اکتساب سے ویسے ہی خوف زدہ رہتے ہین جیسے
بچے اپنے والدین کے سایہ عاطفت سے جدا ہوتے ڈرا کرتے ہین ، زمانہ متوسطین
یورپ مین بھی لوگ اسبات کو نازیبا اور ناقابل جسارت خیال کرتے کہ بادشاہ کے ذاتی
اخراجات کے لیے کوئی رقم معین کیجاے - یا شاہی اختیارات کے متعلق قواعد
بنائے جائین یا ملک مین سپاہیونکی تعداد گردنواح کے سلاطین کے ساتھ تعلقات
کی تعین حدود اور اسی قسم کے دیگر امور جو زمانہ جدید کے اصول سیاست مین شامل
ہین اونکا فیصلہ کیا جاے ، اسیطرح اہل مشرق اپنے بادشاہونکے اختیارات مین
مداخلت کرنے سے آج تک سخت پرہیز کرتے ہین - اور اپنے مامور من اللہ حکمران
کے چال چلن اور طرز عمل پر نکتہ چینی کرنے کو گناہ سمجھتے ہین +

آئینی حکومت

متذکرہ بالا خیالات کے لحاظ سے آئینی حکومت کو مشرقی بادشاہ نہایت حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہین - ہم فتح علی شاہ کے سوال کا مطلب خوب سمجھ سکتے ہین ، جو اونھون
نے انگریزی سفیر سرجان مالکم سے پوچھا تھا "جب تمہارے آقا کو صدہا ممبران پارلیمنٹ
کے احکام کی تعمیل کرنا پڑتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بادشاہ کیسے کہہ سکتا ہے ، اوسکے پوتے
ناصر الدین شاہ نے بھی فرانسیسی جمہوری سلطنت کو نہایت خطرناک اور قابل نفرت
حکومت بتاکر مجھ سے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ٹرکی مین حال کے سلاطین نے
بلا استثناء قدیم ترکی طرز کی حکومت کو بہترین نمونہ خیال کیا ہے جاپانی شہنشاہ
متسو ہٹو کی مثال جس نے ۱۸۸۹ء مین اپنی مرضی سے قوم کو پارلیمنٹ عطا کیا

اور اپنے جملہ ذاتی حقوق قربان کر دئے - ایشیا کے مسلمان فرمانرواؤن مین کبھی نہ بلیگی
اونیسوین صدی کے ایشیائی بادشاہون کی نہ تو خواہش ہے اور نہ اونمین اس قدر
صلاحیت ہے کہ اپنے شاہی حقوق کو ضروریات زمانہ کے مطابق استعمال مین لائین
اور فراخ دلی کے ساتھہ رعایا کو مراعات دیکر زمانہ موجودہ کی روش کے مطابق گورنمنٹ
رعایا کی بہبودی سے لاپروائی
کو بنائین - اور جو رعایا اونکی سپردگی مین دی گئی ہے اوسکے اخلاقی اور مادی ترقی
مین کوشان ہون، وہ صرف مغرب کو دہوکا دینے کے لیے ظاہری صورت قایم
رکھتے ہین - کیونکہ ٹرکی مین بہی، جو باعتبار ترقی تمام اسلامی ممالک پر
فوقیت رکھتی ہے، وزرا سلطان کے ہاتھہ مین کٹھہ پتلی کی طرح ناچتے ہین - اگر کوئی
بدنصیب وزیر اپنی مرضی اور ارادہ کا اظہار کرنے کی جرت کرے تو فوراً برخاست
کر دیا جاتا ہے - خیر الدین پاشا، کامل پاشا اور دیگر وزرا کی مثال ہمارے پیش
نظر ہے - مگر یہ لوگ تعلیم علوم جدیدہ کی وجہ سے بلحاظ دانشمندی و دوراندیشی سلطان
المعظم سے کہین بڑہے ہوئے تھے ❖

ایران کے وزراء
ایران مین اس ٹیپ ٹاپ کے رکھنے کی بھی ضرورت نہین سمجھی گئی - وہان
وزراء مصاحبون کی خدمت انجام دیتے ہین، اونکے مرتبہ کا مطلق خیال نہین کیا جاتا
وزیر کے لغوی معنی "بارکش" کے ہین یعنی جو شخص اپنے آقا کو سلطنت کے بوجہ اوٹھانے
مین مدد دیتا ہے - لیکن اسلامی بادشاہون نے وزیر کی پیٹہہ پر ایسا بوجہ لادا ہے جسکا
اوٹھانا خود اونہین ناگوار ہے - تکبر، سازش، لالچ، اور خود غرضی، سلطنت کے اہم ترین امور

مین بھی اثر رکھتے ہین، در حقیقت راست باز اور ایماندار وزرا کو ان عیوب کی وجہ سے اکثر قربان کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً محمد تقی خان وزیر کبیر جسنے ایران کی اصلاح مین دل و جان سے کوشش کی، شاہ نصیر الدین کے حکم سے قتل کیا گیا ٭

رعایا پر زیادتیان

ایران کو یورپ مین سلطنت کا درجہ دیا جاتا ہے ایرانی سفیر ہمارے دربارون مین اپنے ملک کی نیابت کرتے ہین، مگر حقیقت حال یہ ہے کہ وہان ابھی تک نہ کوئی ضابطہ اور قانون ملک مین نافذ ہوا ہے نہ کوئی باضابطہ حکومت ہے، یہانتک کہ ظاہری رکھہ رکھاو بھی مفقود ہے۔ بادشاہ کے علاوہ کسی شخص کو کوئی حق حاصل نہین ہے۔ بادشاہ رعایا پر اسیطرح خود مختار ہے جس طرح کہ ترکمان سردار اپنے چادر نشین سپاہیون پر۔ دراصل جب سے آغا محمد علی خان قاچار نے ملک فتح کیا کسی بات مین تبدیلی نہین ہوئی حکومت ملک سنہایت جابرانہ اصول پر کیجاتی ہے۔ سرکاری عہدے نیلام ہوتے ہین اور جو زیادہ بولی بولتا ہے اوسیکو ملتے ہین۔ غریب کسان، سوداگر اور صناع افسرون کی دست برد اور زیادتیون سے ہر طرح کی تکالیف اوٹھاتے ہین۔ اور کسی طرح اپنے آپ کو اونکے مظالم سے نہین بچا سکتے، پہلے بھی یہی کیفیت تھی اور اب بھی یہی ہے ایران اپنی بے بسی اور بد نظمی سے بخوبی واقف ہے۔ اور باوجود اسکے یورپ کو شروع سے دہوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاہ ایران کی حکومت خوش نظمی اور انتظام کے لحاظ سے بے نظیر ہے ٭

مشرق کی بے توجہی

مشرقی مورخ ناحق گذشتہ زمانہ کے بادشاہون کے عدل و انصاف، راست بازی اور غیر طرفداری کی تعریف کرتے ہین۔ اور گذشتہ زرین زمانہ کی تصویر ناحق چمکدار رنگون مین کھینچتے اور لطیف استعارون سے کام لیتے ہین۔ لیکن جن لوگون نے مشرقی تاریخ کو بغور پڑھا ہے اور باشندونکی حالت کو بچشم خود دیکھا ہے وہ مشکل سے یقین کرسکتے ہین کہ گذشتہ حالت، موجودہ حالت سے کچھ بہتر ہوگی۔ اور موجودہ زمانہ مین عدل و انصاف اور متمدن زندگی سے جو مطلب ہے اسکا عشر عشیر بھی کبھی اہل مشرق کو نصیب ہوا ہو +

قرون اولی کے خلفاء

کہا جاتا ہے کہ "وقت سعادت"، کے اسلامی حکمران غیر معمولی اوصاف اور عدل و انصاف سے متصف تھے حضرت ابوبکر رض جس وقت خلیفہ منتخب ہوئے۔ تو اونہون نے مسلمانون سے اسطرح خطاب کیا تھا " اے مسلمانون! تمنے مجھ جیسے ناچیز کو اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے، جبتک مین انصاف پر چلون میرا ساتھ دو، اگر اسکے خلاف کرون تو مجھے ملامت کرو اور ٹھیک راستہ بتاؤ۔ راہ حق سب سے بہتر ہے اور دروغ قابل نفرت ہے۔ جو لوگ تمھین طاقتور نظر آتے ہین میرے نزدیک کمزور ہین۔ اور جنکو مین ناتوان جانتا ہون تمہاری نظر مین طاقتور ہین۔ چونکہ مین کمزورون کا محافظ ہون، میرا حکم مانو جب تک کہ مین شریعت پر چلون۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ مین بال برابر بھی احکام شریعت سے منحرف ہون، تو میرا کہنا نہ مانو،، خلیفہ دوم حضرت عمر رض کی بابت بھی کہا جاتا ہے کہ ایکمرتبہ اونہون نے مسلمانون کو اسطرح خطاب کیا تھا " اے مسلمانون! اگر تم میرے کسی قول و فعل مین راہ حق سے ذرہ برابر بھی فرق پاؤ تو مجھے متنبہ کرو،، اسپر حاضرین

ہین سے ایک نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہا ”اے عمرؓ اگر کبھی تمسے ایسا قصور ہوا تو یہ تلوار تمھین راہ راست بتلائیگی“ حضرت عمرؓ نے آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھائے اور کہا ”اے خدا تیرا بڑا احسان ہے کہ مسلمانون مین ایسے لوگ موجود ہین جو مجھے تلوار کے زور سے راہ راست پر رکھین گے“ جو مسلمان زمانہ مروجہ کی آزادانہ طریقہ حکومت کے شیدائی ہین اس قسم کی بکثرت نظیرین پیش کر کے اسلامی حکمرانون کے عدل و انصاف اور راست بازی کو ثابت کرتے ہین۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے[۱] کہ اسلام کے قرن اولی مین فرمانرواؤن کی یہی کیفیت تھی تو یہ حالت عرصہ تک قایم نہین رہی۔ جس قدر ملکی اقتدار اور مال و دولت مین ترقی ہوتی گئی، خلافت نے اپنے اصلی درجہ سے گر کر سلطنت کی صورت اختیار کر لی۔ اور خلفاء راشدین کی نیکی اور معدلت گستری کے بجائے مطلق العنانی اور ظلم اور جبر کا دخل ہو گیا۔ جب خلفاء یعنی نائبان حضرت محمد صلعم اور اسلام کے مذہبی پیشوا غلطی سے نہ بچ سکے تو معمولی دنیا دار اسلامی بادشاہون کی فروگذاشتون کا کیا ذکر ہے!

عمرؓ کی مثال

تنزل کے ذمہ دار سلاطین ہین

بادشاہون کا حد درجہ کا ظلم اور جابرانہ خودسری مشرقی مسلمانون کی سرعت انحطاط کے خاص اسباب مین سے ہے۔ اس تنزل کے آثار و سیو وقت نظر آتے تھے جبکہ ہم یورپ مین حروب صلیبیہ کی تیاریان کر رہے تھے۔ اور ہمارے اجداد شب و روز اس

[۱] پروفیسر وامبری خلفاء راشدین کی معدلت گستری کی بابت ناحق شبہ کرتے ہین کیونکہ نہ صرف اسلامی بلکہ یورپی مورخون نے بھی اس بارہ مین اتفاق کیا ہے۔ رہا یہ امر کہ آگے چلکر خلافت سلطنت کے درجہ پر گر گئی اسکے متعلق آنحضرت صلعم کی حدیث موجود ہے۔ خیر القرون قرنی ... الخ۔ مترجم۔

خطرہ مین رہتے تھے کہ اسلامی قومین یورپ کو پائمال نہ کر ڈالین۔ لیکن ایک دوسرے
کی حالت سے فریقین بالکل ناواقف تھے۔ پیروان دین محمدیؐ تو مغرب کے حالات
سے واقف ہونے یا وہان کی ترقیون کے ساتھ دلچسپی ظاہر کرنے کو نہ صرف بیکار
بلکہ گناہ سمجھتے تھے۔ بخلاف اسکے مغربی ممالک کے عیسائی اپنی جہالت اور
باطل پرستی کے نشے مین اسلام پر ناواجب اور طفلانہ حملے کرتے تھے۔ اور ایشیا
کے اصل حالات سے واقف ہونے کی بہت کم کوشش کرتے تھے حقیقت
یہ ہے کہ اسلام یا اوسکے معتقدین کیوجہ سے ایشیا کا مغربی حصہ برباد نہین ہوا ہے
اور نہ دین اسلام مسلمانون کے موجودہ تنزل اور انحطاط کا ذمہ دار ہے۔ بلکہ اصل مین
اسلامی بادشاہون کا ظلم و تشدد اس خرابی کا باعث ہے۔ اونہون نے دیدہ و دانستہ
پیغمبر عربی کی تعلیم کو اپنے فائدہ کی غرض سے دوسری شکل مین ظاہر کیا اور اپنی مطلق العنانی
اور خودمختاری کی حمایت مین قرآن پاک کی آیات کو بیجا استعمال کیا، اونہون نے
مذہبی باتوں مین نکتہ چینی کرنے اور آزادانہ خیالات کی اشاعت کو سختی کے ساتھ روکا
اور اسطرح اونہون نے اسلامی ترقی کی صبح صادق کو روشنی پھیلانے سے باز رکھا ✠

باب چہارم

اسلام ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے

مسلمانون کی تباہی کا اسلام ذمہ دار نہین ہے

جو لوگ مسلمانون کی تمام غلطیون کا ذمہ دار مذہب اسلام کو قرار دیتے ہین، اونکو چاہیئے کہ سب سے اول اس بات پر غور کرین کہ مغرب کو جو توفق تہذیب و تمدن مین، مشرق پر حاصل ہوا ہے، اوس مین مذہب اور خصوصاً مذہب عیسوی کا کہان تک حصہ ہے۔ زمانہ حال کے بڑے بڑے فلاسفر اور حکما رمثلاً گین بکل ڈریپر نیسکی ہکسلے وغیرہم جنہین یورپ کا تعلیم یافتہ حصہ اپنا پیشرو اور امام سمجھتا ہے، یہ راے رکھتے ہین کہ مذہب نے بجاے اسکے کہ ترقی تہذیب مین امداد کی ہو، ہمیشہ رخنہ اندازی اور رکاوٹ کی ہے، اور مغرب مین ترقی و تمدن کا آفتاب اوس وقت طلوع ہوا جبکہ مذہب کو دباغی ترقی نے مغلوب کر لیا۔ اُس زمانہ کی تاریخ کو یورپ مین ریناسینس[91] یا ریجنریشن بالکل ٹھیک کہا گیا ہے۔ کیونکہ اسکی برکت سے مخلوق خدا جو صدہا برس سے غفلت اور جہالت کی نیند مین سو رہی تھی

یورپ مین مذہب و علم کی کشاکش

چونکی اور بیدار ہوئی۔ ریناسینس وہ زمانہ ہے۔ جبکہ یورپ نے اپنے آپ کو مدت دراز کے بعد مذہب کی غلامی سے آزاد کیا، اس سے پہلے یورپ تمام وقت[92] مذہبی موشگافیون

[91] دیکھو نوٹ صفحہ ۴۴۔ [92] دیکھو معرکہ مذہب و سائنس" مترجمہ مسٹر ظفر علی خان۔

مین صرف کرتا تھا اور اوسمین اتنا دم اور احساس نہ تھا کہ اپنے اپ کو جہالت اور اوہام پرستی کی تاریکی سے نکالکر سچائی اور دانشمندی کی روشنی مین لاتا - اس بیداری کا سبب یہ نہین ہے کہ اہل یورپ دماغی قوت مین دوسری مخلوق سے برتر تھے یا اونکو بہتر مواقع ترقی کرنے کے حاصل تھے، بلکہ اصلی سبب یہ ہے کہ یونان وروم کے مردہ علوم وفنون مین ازسرنو جان پڑی - اور جب تک اہل یورپ کے دماغ سے مذہبی اثر کم نہ ہوا اونہون نے انجیل اور کتاب مقدس کے علاوہ کسی اور منبع کو سچائی اور حق حاصل کرنے کا ذریعہ نہ سمجھا - ازمنہ متوسطہ مین اہل یورپ مذہب کے ایسے ہی غلام تھے جس طرح کہ اسوقت مسلمان اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤن کے غلام ہین، اور جو امور قرآن پاک یا سنت اور حدیث مین مذکور نہین ہین اونکی حقارت اور مخالفت کرتے ہین - زمانہ موجودہ کے مسلمانون کی حالت کو دیکھکر کہ وہ کس قدر دقیانوسی خیالات رکھتے ہین، اونکے دماغ کس قدر کمزور ہین، اور اونکے مذہبی پیشوا کس قدر دغاباز ہین یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اسلام ہمیشہ سے ایسی ہی تاریک اور متنزل حالت مین رہا ہے اور تنقید کا تیز نشتر کبھی کلام پاک یا حدیث پر استعمال نہین کیا گیا ہے، اور اسلام مین آزادخیالی کا نہ کبھی وجود تھا اور نہ آیندہ کسی حالت مین مسلمانون کو روشن خیالی نصیب ہوگی +

اسلام وعیسائیت

مگر ایسا خیال واقعات کے بالکل خلاف ہے - جسوقت ہم اپنی برتری کا اظہار کرتے ہین اور اسلام کو بیجا تعصب کا الزام دیتے ہین تو ہم یہ بات بھول جاتے ہین

کہ عیسائی تعصب اور جوش مذہبی نے اسلام سے بھی زیادہ قابل نفرت وحقارت
بے اعتدالیون سے کام لیا۔ اور بہ نسبت عیسائیون کے مسلمانون مین آزادخیالی
اور کورانہ تقلید کا تنازعہ جب[۵۱] سے شروع ہوگیا تھا جس زمانہ مین کہ اسلام کی شان
وشوکت کا نقارہ دنیا مین بج رہا تھا اور اوسکی اقتدار کا جھنڈا نہ نصف ایشیا بلکہ یورپ
اور افریقہ مین لہرا رہا تھا اور جس زمانہ مین کہ اون خرابیون اور غلطیون کا جنھون نے
مروجہ اسلام کی صورت کو مسخ کردیا ہے وجود نہ تھا، اوسوقت بھی بکثرت مسلمان
ایسے موجود تھے جو مذہبی امور مین عقلی دلائل سے کام لیتے تھے جنھون نے قرآن
اور حدیث کو علیحدہ درجون مین تقسیم کیا، اور جو اصول آج تک اسلامی مذہب کے
ارکان سمجھے جاتے ہین اونکی نسبت بہی اونہون نے نکتہ چینی کی تھی، پس ابتدائی
زمانہ[۵۲] مین بھی مذہب کو تنقیدی نظر سے دیکھنے والے موجود تھے، اور ابوالعلا المعری
جیسے آزادخیال مسلمانون کی کمی نہ تھی ؞

مسلمانون مین اصلاح کا آغاز

اصلاح کا دروازہ اسلام مین کبھی بند نہ تھا اور مسلمانون نے بڑی محنت کرکے
مذہب کو آسان بنایا اور اصلاح کا دروازہ کھولا۔ گو اسلام مین ریفارمیشن (اصلاح)

---

۵۱ دیکھو علم کلام مصنفہ مولانا شبلی۔ مترجم۔

واصل ابن عطا (۱۳۱ھ ہجری) کو فرقہ معتزلہ کا بانی کہنا چاہیے۔ کیونکہ اونہون نے دوسرے مسلمانونکے
اعتقادات کی کورانہ تقلید نہین کی بلکہ اونکو عقل کی کسوٹی پر پرکھا۔

۵۲ سنہ ۳۶۳ ہجری مین پیدا ہوا۔

کا زمانہ بہ نسبت عیسائیت کے بہت جلد شروع ہوا۔ کیونکہ عیسائی مذہب نے
پندرہ سو برس تک انسانی دماغ کو سختی کے ساتھ اپنے قابو مین رکھا اور اوسکی حریت
کے لیے اس مدت مین کوئی کوشش سنجیدگی کے ساتھ نہین کی گئی۔ برخلاف
اسکے اسلام مین دماغ نے مذہب کا مقابلہ کرنا ابتدائی زمانہ یعنی دوسری ہی صدی
مین شروع کر دیا تھا۔ مگر اسلام نے کبھی اپنے معتقدین کو جبر، و ظلم، و مطلق العنانی
سے اس قدر برانگیختہ نہین کیا جیسا کہ ازمنہ متوسطہ کے عیسائی پوپون اور پادریون
نے، اسلام مین کتنوسا تنزل انڈلجنس اور ان کوئی زیشن کا وجود نہ تھا۔ چرچ
(کلیسہ) کے جو عام معنی یورپ مین رائج ہین اسلام مین اوسکا کہین پتا نہین ہے
کیونکہ کیسا ہی خود مختار اور زبردست خلیفہ کیون نہ ہو لیکن اوسکی مجال نہ تھی کہ اسلامی
ممالک کے دنیاوی معاملات مین ایسی مداخلت جائز رکھے جیسی کہ ازمنہ متوسطہ
کے مجاہدین اور پوپون کو تمام یورپی ممالک مین حاصل تھی معتزلہ مرجیہ خارجیہ
وغیرہ کے اختلافات اور اعتراضات اور بعض احکام شریعت اور فقہ کے مسائل
پر تفریق در اصل ریفارم (اصلاح) کی راہ مین کوششین تھین جن مین خلفاء کے
حقوق کو کم یا محدود کرنے کا خیال بھی نہ تھا حالانکہ اوس زمانہ مین جبکہ خلافت
سلطنت کی صورت مین تبدیل ہو گئی اس قسم کی مداخلت کے لیے وجوہات
موجودہ تھے مصلحان اسلام کا صرف یہ مقصد تھا کہ مذہب کو اشتباہات سے پاک
رکھا جائے، دنیاوی معاملات اور امور ممالکت سے تعرض نہ ہوا ور جہان تک

ممکن ہوسکے مذہب اور عقل مین توافق پیدا کیا جاے مگر افسوس ہے کہ آزادخیالی کی راہ مین یہ کوششین زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہین - اسلام کی آخری تاریخ مین اُن کا اثر بالکل زائل ہوگیا - اور زمانہ موجودہ مین اُن مصلحانِ مذہب کی کوششونکو مردود اور خلاف شرع سمجھا جاتا ہے - مسلمانون کے ساتھ میرے تعلقات مدتون قایم رہے مگر مین نے بجز چند علماء اور ملاؤن کے، وہ بھی اتفاقیہ، کسیکو معتزلہ مرجیہ خارجیہ وغیرہ کا لفظ زبان پر لاتے ہوئے شاذ ہی سنا ✤

مذہب و عقل — مذہب اور عقل مین جو کشاکش ہوئی اوسکے قبل از وقت بند ہوجانے کے مختلف اسباب تھے، اور مسلمان جوش مذہبی اور بلند خیالی سے گذر کر آزادخیالی تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ انحطاط شروع ہوگیا - اولاً ایشیائی باشندے فطرتاً جوش مذہبی اور تصوف کی جانب بہ نسبت اہل یورپ کے زیادہ مائل ہوتے ہین - اہل ایشیا بجاے اسکے کہ عقل کی ٹانگون پر چلین مذہب کی بیساکھیون کے سہارے چلتے ہین - اور قدرتی مشاہدات، نظام ارضی و سماوی، اور روزمرہ کی زندگی کے قانون کی توضیح قرآن اور حدیث کے مطابق کرنا چاہتے ہین - اور یہ نہین کرتے کہ اون معاملات کی تہ کو علمی تحقیقات کی مدد سے پہونچین ثانیاً اسلام کی بنیاد بہ نسبت عیسائیت کے

توحید و تثلیث — بہت زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے، عیسائیت کے مسئلہ تثلیث کا اسلام کی خالص توحید کے مقابلہ مین آنا مشکل ہے اور حضرت عیسیٰ کی پیغمبری کے اثبات مین جو معجزے پیش کئے جاتے ہین اہل ایشیا کے نزدیک ہیچ سمجھے جاتے ہین تا جب کہ

اشاعت اسلام اور تعلیم محمدی کی حیرت انگیز سرعت پر خیال کیا جاتا ہے۔
ثالثاً اسلام نے بہ نسبت عیسائیت کے اپنے معتقدان کے مادی اور اخلاقی ضروریات کا زیادہ
خیال رکھا ہے۔ اور عیسوی مذہب باوجودیکہ ایشیا مین پیدا ہوا مگر ایشیا مین اوس نے
کبھی نشو و نما نہین پایا اور مغربی اقوام نے آگے چلکر اوسے اپنے خیالات کے
سانچہ مین ڈہال لیا۔ اسلام کے مسئلہ جہاد ہی پر خیال کرو۔ انسانی جذبات اور ارکان اسلام
خواہشات کا اس قدر لحاظ کیا گیا ہے کہ دوسرے مذاہب مین نہین ہے، مجاہدین کو
آیندہ زندگی مین ایسے حقوق عطا ہوئے ہین جو کفار کو کبھی نصیب نہ ہونگے،
اسلام کے چار بڑے ارکان یعنی نماز زکاۃ حج روزہ کو بھی پیروان اسلام نشاط
افزا اور صحت بخش فرائض سمجھتے ہین۔ کیونکہ پنج وقتہ نماز مین ہر مرتبہ وضو کرنا اور
جسم کو صاف رکھنا لازمی ہے۔ زکاۃ مین عام خیرات اور غربا مساکین کی امداد
شامل ہے۔ حج سے دوسرے ممالک کے سفر کے تمام فوائد حاصل ہوتے
ہین اور روزہ انسان کے معدے کو درست رکھتا ہے۔ اسلام مین رہبانیت یا
ترک دنیا، ایذا پسندی وغیرہ مفقود ہین۔ اوران امور مین سے جو باتین حال کے
مسلمانون مین پائی جاتی ہین وہ محض بدعت اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف
ہین یہانتک کہ جو معجزات آنحضرت صلعم کی جانب اب منسوب کئے جاتے ہین
اول صدی ہجری کے علماء نے اونسے انکار کیا ہے۔ اسکی جانب فرانسیسی اسلام کی سادگی
مستشرق ہوآرٹ نے سنہ ۱۹۰۰ء کے کانگرس مذاہب منعقدہ بسلی مین توجہ دلائی تھی قصہ

مختصر یہ ہے کہ ابتدا مین اسلام ہر قسم کے مبالغون سے پاک تھا۔ اور اقوام قدیم اوسکے ارکان کی سادگی پر فریفتہ ہو کر بطیب خاطر مسلمان ہو گیئن۔ بطور مثال کے ہم افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک کو پیش کر سکتے ہین جہان آج بھی باوجودیکہ مسلمانون کی دنیاوی قوت قطعاً برباد ہو چکی ہے اشاعت اسلام کا سلسلہ بخوبی جاری ہے[۵۱]۔

انحطاط کے اسباب

یہی وجہ ہے کہ اسلام عیسائیت کی طرح باآسانی متزلزل نہ ہوا۔ مذہب عیسوی سائنس کے پہلے ہی حملہ مین بیخ و بنیاد سے ہلگیا۔ یورپ کی موجودہ سوسائٹی مین مذہب محض مصنوعی طریقون سے قایم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بعض پیشوا اور گورنمنٹ اپنی ذاتی، معاشری اغراض کی وجہ سے اوس کا قیام ضروری سمجھتے ہین۔ جس چیز نے اسلام کو نقصان پہونچایا یا جسنے اوسے غیر متحرک اور انحطاط کیحالت مین رکھا وہ اسلام کے اعتقادات یا اوسکی تعلیم نہین بلکہ شاہان اسلام کی جابرانہ مطلق العنانی ہے۔ وہ ہر ایک آزادانہ اور خلاف مذہب تحریک کو پائمال کر دیتے تھے۔ آزاد خیال علما کی تائید کرنے والا عوام مین کہان ملتا کیونکہ جب سے اسلام مین شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی بادشاہ

بادشاہ

مذہبی اور دنیاوی امور مین خود مختار رہے اور اونکو ایسے اختیارات حاصل تھے جو عیسائی حکمرانون کو کبھی نصیب نہ ہوئے۔ خلفا مین بعض ایسے بھی گذرے ہین جنھون نے اہم ترین مذہبی مباحث کو آزادی کے ساتھ شائع ہونے دیا اور بہ حیثیت مذہبی پیشوا ہونے کے اونکو اس قسم کا حق بخوبی حاصل تھا۔ برخلاف اسکے سلاطین نے سرگرمی کے ساتھ مذہبی امور مین ہر قسم کی آزادانہ تحریکون کو روکا۔ اور آزاد خیالی کے

[۵۱] دیکھو پانیر اخبار مورخہ ۸۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

ہیں سے اسلام کی باحتیاط تمام نگہداشت کی اونہون نے بیجا تقلید اور فروعات کی مضبوط دھری، ٹھری، دیوارون سے اسلام کو محصور کیا اور بیرونی دنیا کے تعلقات سے بالکل علیحدہ رکھا۔ ملا نہایت اصرار کے ساتھ ایسے خیالات کی تلقین کرتے ہین جو انسانی تحریکات کو تباہ کرنے والے ہین۔ اور جوش اور چستی چالاکی کے اظہار کو مردود سمجھتے ہین اور مسئلہ تقدیر کی کورانہ تقلید کراتے ہین۔ ہر روز اذان کے وقت مسلمانون کے کانون مین الصلوٰۃ خیر من النوم کی آواز آتی ہے گویا وجوا سکے "دنیائے فانی" اور تمام دنیاوی باتون کی بے ثباتی کی تلقین کیجاتی ہے۔ اور اللہ یا لجیفۃ وطالبہا کلاب ہر وقت اوسکے پیش نظر کیا جاتا ہے ؞

علما

علاوہ برین حرم سرا کے قیود اور پردہ اور عورت و مرد کی علیحدگی بھی جزو مذہب بتائی جاتی ہے حالانکہ سب جانتے ہین کہ قرن اول کی مسلمان خواتین مجلسون مین بلا نقاب شریک ہوتی تھین۔ اور بعض قابل بیبیان علمی مضامین پر درسگاہون مین تقریر کیا کرتی تھین۔ یہی کہا جاتا ہے کہ جب موسیٰ[۱] بن طارق نے اسپین پر حملہ کیا تو ایک حصہ فوج کی سردار ایک عورت تھی، ان سب باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کے دینی اور دنیوی پیشوا اون نے اپنی قوم کو بیرونی اثر اور روشنی سے سختی کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ اور اس طرح پیروان دین محمدی۔ تاریکی کے غار مین پڑے ہوئے دنیا کے دوسرے ممالک کے حالات سے محض بے خبر ہین۔

پردہ زنان

[۱] موسیٰ اسلامی افریقہ کا گورنر تھا۔ اوسکے حکم سے طارق نے اسپین پر حملہ کیا تھا۔ مترجم

اونکو مطلق خبر نہین کہ مغربی عیسائیون نے علوم و فنون اور آزادانہ تحقیقات مین کس
قدر ترقی کی ہے وہ نہین جانتے کہ یورپ بتدریج مذہب کے قیود سے آزاد ہوتا جاتا ہے +

مسلمانونکی لاعلمی

مفصلہ ذیل اقتباس ایک ترک نامہ نگار کے مضمون سے نقل کیا جاتا ہے'
جو حالت اوسنے اپنے ملک کی ظاہر کی ہے اوسکا اطلاق عام مسلمانون پر بھی
ہوسکتا ہے "چونکہ ہم مغرب سے بالکل جدا ہین، ہمین نہین معلوم کہ ہم کہان سے
آئے، کہان ہین اور کہان جارہے ہین، اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ہم زمانہ موجودہ مین
رہتے ہین - ہمین آیندہ کے متعلق کیون شش و پنج مین پڑنا چاہیے" تب بھی
اپنے گرد و پیش کے حالات سے لاعلمی کا ہمارے پاس کوئی عذر نہین ہے' یورپ
مین ترقی نظر آتی ہے' ہر روز نئی ایجادین ہوتی ہین اور روشنی اور آزادی کا بازار
گرم ہے مگر ہمین اسکی کچھ خبر نہین - یورپ مین بڑی زبردست تحریک جاری ہے -
آزادخیالی کا جھنڈا ہر جگہ طرار ہا ہے - ایک قوم گرتی ہے تو دوسری اوسکی جگہ
لیتی ہے - اور نئی دنیا دریافت ہوتی ہے، لیکن ہمین اسکی کچھ خبر نہین - گویا کہ
ہمارے اور مغرب کے درمیان ایک اونچی اور مضبوط دیوار حائل ہے، کبھی کبھی
جنگ کے لیے ہمنے اس دیوار کو توڑا ہے لیکن باھر کی دنیا کا صرف اپنے
قلعون اور خندقون سے نظارہ کیا ہے - صدیان گذر گئین مگر ہمین یورپ کی ترقی
تمدن و تہذیب کا حال معلوم نہ ہوا - حقیقت حال یہ ہے کہ ہمنے آنکھو پر پٹی باندہ لی
اور کچھ نہ دیکھنا چاہا - یہانتک کہ ہمارے تنزل نے ہماری آنکھین کھولین -

اس سے پہلے ہمین یورپ کی ترقی سے فائدہ اوٹھانے کا خیال کبھی نہ ہوا[۵۱]"

مسلمانون کو یورپ سے ربط ضبط پیدا کرنے سے اسلام نے ہرگز منع نہین کیا قرآن مجید مین ہے " فانظروا الی الارض کیف سطحت[۵۲] " اسلام نے مسلمانون کو مغربی قوم سے علم حاصل کرنے سے نہین روکا - آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے " علم مسلمان کا سرمایہ ہے - اگر ملحد کے یہان سے بھی ملے تو علم کو حاصل کرنا چاہیے" مفصلہ ذیل آیات[۵۳] قرآن سے نقل کی جاتی ہین، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام جہالت اور تاریک خیالی کی حمایت نہین کرتا -

اسلام علم کا حامی ہے

(۱) علم کی تلاش کرو خواہ وہ چین مین ہو -

(۲) مہد سے لحد تک علم کی تلاش کرو -

(۳) علم کا ایک لفظ زیادہ قیمتی ہے بہ نسبت سو نمازون کے -

(۴) کل قوم کی تباہی اتنی افسوسناک نہین ہے جتنی ایک عالم کی موت -

(۵) علماء کی روشنائی شہدا کے خون پر فضیلت رکھتی ہے -

(۶) عالم جاہل سے رتبہ مین سات گونہ بہتر ہے -

(۷) علم کا ایک لفظ سیکھکر کسی مسلمان بھائی کو سکھانا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے -

(۸) خدا اور فرشتے اور آسمان اور زمین کے باشندے اوس شخص کو دعائے خیر کرتے ہین

---

۵۱ اخبار ترک نمبر ۱۳ مطبوعہ قاہرہ -

۵۲ زمین کی طرف دیکھو کیسی بچھائی گئی -

۵۳ ان مین صرف آیات قرآنی ہی نہین ہین بلکہ احادیث بھی شامل ہین -

جونیکی سکھاتا ہے۔

(۹) دو آدمیونکا مثل نہین ہے اول مالدار سخاوت کرنے والا۔ دویم۔ عالم علم سکھلانے والا۔

(۱۰) علما انبیا کے وارث ہین۔

یورپ مین مذہب کا مقابلہ

ہمنے یہان صرف دس مقولے نقل کئے ہین حالانکہ اسلام مین بے شمار مقولے تحصیل علم کی ترغیب وتحریص مین ہین۔ اور ہم اس سوال کے کرنے کی جرات کرتے ہین۔ کیا بائبل یا مذہب عیسوی نے علم حاصل کرنے اور پھیلانے والونکی، اسلام سے زیادہ ہمت افزائی کی ہے؟ ہرگز نہین! اور اگر باوجود اسکے اور نیز باوجود اپنے مذہبی امتناع کے عیسائی دنیا نے ازمنہ متوسطہ کی تاریکی سے نکلکر عقل وفہم کی روشنی مین قدم رکھا ہے اور اپنے اندھے مذہب اور اوہام پرستی کی شکستہ بنیاد پر روشن خیالی کی جدید عمارت قایم کرلی ہے تو پیروان دین اسلام کے لئے ایسی ترقی اور تبدیلی کس قدر زیادہ آسان تھی بشرطیکہ اہل ایشیا مین اپنے پیشواؤن اور بادشاہوں کے جبر وظلم کی دوہری بیڑیون سے آزادی پانے کی قوت ہوتی۔ اور مسلمان پیغمبر صلعم کی ہدایت اور تاکید تحصیل علم کو اچھی طرح سمجھتے مغرب نے تو اپنے ممالک کی آب وہوا سے فائدہ اوٹھاکر اور جوش ہمت اور قوت سے کام لیکر اپنے آپکو آزاد کرلیا۔ اور بن جوتی زمین پر تمدن جدید کی نو آبادی قایم کرلی۔ مگر مشرق جہین مسلمان بودہ۔ برہمن۔ شامان سب اقوام رہتی ہین، ہزارہا برس کو زنگ آلودہ تعصبات کا مقابلہ

کرتا رہا۔ یہی باعث ہے کہ یورپ نے جوش جوانی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ کوشش کرکے تہذیب و تمدن کی عمارت کو بہ نسبت کہن سال، سست، اور کاہل وجود ایشیا کے زیادہ بلند کرلیا۔ مسلمانون کی سہل انگاری کی ذمہ دار اصول اسلام نہین ہین بلکہ مذہب کی مجموعی حیثیت جو تمام ایشیا مین اب بھی وہی قوت رکھتی ہے جو اوسے ازمنہ متوسطہ مین یورپ مین حاصل تھی، اوسکا زور ہر چیز مین محسوس ہوتا ہے تمام انسانی خیالات اور جذبات پر اوسکا تسلط ہے۔ اور روزانہ زندگی کے چھوٹے چھوٹے کامون مین بھی اوسکا اثر ہے۔ آدمیونکی نشست برخاست، کھانے، پینے، سونے، حتی کہ عشق و محبت مین بھی مذہب کو دخل ہے۔ گویا کہ طلسمات کا حصار انسانکے کے گرد کھنچا ہوا ہے جسکے باہر قدم نکالنا مشکل ہے۔ اور انسان مثل شیرخوار بچے کے ہے اور جس طرف مذہبی یا دنیوی پیشوا چاہتے ہین اوسکی انگلی پکڑکر چلاتے ہین لیکن بدقسمتی سے مشرقی مسلمانون کے پیشوا اپنی ذاتی ضروریات اور مقاصد کا بہ نسبت عوام کی ضروریات کے زیادہ خیال رکھتے ہین۔ اور اپنی قوت گھٹ جانے کے بعد بھی جبکہ اونکے تاج و تخت یکے بعد دیگرے تباہ و برباد ہونے لگے اونھون نے ظالمانہ اور جابرانہ برتاؤ مین کمی نکی۔ اور عوام کو مذہب کی آڑ مین رکھکر جہالت کی تاریکی مین رکھا اور آزاد خیالی کی راہ مین جو کوشش ہوئی اوسے آگ اور تلوار کی مدد سے نیست و نابود کیا۔

ایشیا کی تنگ خیالی۔

ہندوستانی عالم کی راے

سلطنت اور مذہب مین جو تعلقات اسلام مین پیدا ہوگئے ہین اونکے مضر اثر کو خود

مسلمان محسوس کرنے لگے ہین - ایک ہندوستانی عالم مجھے ہندوستان سے حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔ "عیسائی یورپ مین ہمیشہ سے مذہب اور سلطنت حلیف رہے ہین اور ہر ایک کا مقصد رعایا کو مغلوب رکھنا رہا ہے۔ اسپین کی حالت پر غور کرو جو پادریون کا تختۂ مشق ہے۔ یہ سچ ہے کہ ملا جابر مسلمان حکمرانون کے حلیف رہے ہین لیکن خوش قسمتی سے اسلام مین ملّائیت کسی خاص فرقہ سے مختص نہین ہے - اگر یورپ باوجود اپنے لچر عیسوی اعتقادات کے متمدن اور ترقی یافتہ ہو گیا ہے تو اسلامی ایشیا کی قالب مین ازسرنو ترقی و تہذیب کی جان پڑنے کی قوی امید ہے - کیونکہ اسلام کے اعتقادات عیسوی مذہب کی طرح باطل اور جامد نہین ہین اسلام مین دینی و دنیوی امور مین اتحاد محض جبر و ظلم کی وجہ سے قایم ہے - جسکے دور کرنے کی سب سے اول ضرورت ہے"۔

جاپان اور مذہب

ہماری راے کی تصدیق کہ اسلامی دنیا کا تنزل مذہبی پیشواؤ نکے ظلم اور قوت کیوجہ سے ہوا ہے جاپان کی حیرت انگیز ترقی سے بہت اچھی طرح ہوتی ہے - جبکہ جاپانی باوجودیکہ وہ بعض معاشری اور سیاسی امور مین ٹھیٹ ایشیائی ہین آن واحد مین یورپی سانچے مین ڈہل گئے[1] - اور ہمارے علوم و فنون طریقہ حکومت اور عادات

[1] جاپانیون نے سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے پارلیمنٹ کا کبھی نام ہی نہ سنا تھا - مگر سنہ ۱۸۸۹ء مین جبکہ قوم مین تعلیم و تربیت پھیل گئی بادشاہ نے رعایا کو طریقہ پارلیمنٹ کی حکومت عطا کی گویا کہ اوس نے اپنے سیاسی اقتدار کو رعایا کے سپرد کر دیا - اور لطف یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی جو خرابیان یورپی ممالک مین ہین وہ جاپان مین مفقود ہین - مترجم -

اور خیالات کو اونھون نے اختیار کر لیا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ مذھب کی جانب سے لاپروا بلکہ دراصل ملحد تھے۔ اونکا قومی مذہب شنٹو درحقیقت مذہب نہین ہے بلکہ محض بہادرون، بادشاہون، آبا و اجداد، اور نیچر کی قوت کے احترام کی تلقین کرتا ہے۔ اور سب سے اہم اعتقاد یہ ہے "اپنی فطرتی (نیچرل) جذبات کی پیروی کرو، اور جو اوس کا حکم ہو تعمیل کرو" معمولی تعلیم یافتہ جاپانی بھی عام مذہب پر ہنستا ہے۔ اور تعجب کرتا ہے کہ مغربی ممالک مین مذہب ابتک کس طرح قایم ہے۔ آزادی کا جو جوش جاپانیون مین ہے وہ حکمرانون کی خود مختاری کو کبھی جائز نہین رکھ سکتا۔ موجودہ شاہ متسوہتو کو کسی نے مجبور نہین کیا جبکہ ۱۸۸۸ء مین اوس نے رعایا کو پارلیمنٹ عطا کیا۔ نہ کسی خدائی حکم نے نہ الہام نے اوسے یورپ کی عمدہ باتون کی قبول یا تقلید کرنے سے باز رکھا۔ جاپانی کافر اور ملحد کے نام سے ناآشنا ہین جسے وہ نفرت اور حقارت کے ساتھ دیکھنے پر مجبور ہون جیساکہ دین پرست عیسائیون اور مسلمانون کا دستور ہے۔ جاپانی مذہب کی تنگ دنیا سے جس قدر علیحدہ رہتا ہے اوسی نسبت سے آزادی اور ترقی کی روشنی کے قریب

؎۱ جاپانی مدبرون کے مذہبی خیالات کا اندازہ مارکوئس اٹو کے مفصلہ ذیل تحریر سے ہو سکتا ہے جو اوس نے ۱۸۹۹ء مین پارلیمنٹ عطا ہونے کے وقت تحریر کی تھی "کسی قوم مین سرکاری مذہب کی حیثیت سے کسی اعتقاد کو بہ جبر منوانا رعایا کی فطرتی دماغی ترقی کے سخت مضر ہے۔ اور ترقی علم کی جو مقابلہ اور آزادی پر منحصر ہے، منافی ہے۔ پس کسی ملک کو یہ حق یا قدرت حاصل نہین ہے کہ کسی خاص عقیدہ یا مذہب کی اشاعت کے لیے کوئی جابرانہ تدبیر اختیار کرے"۔

پھونچتا ہے۔ جاپان کی تازہ ترین تاریخ جملہ اسلامی اقوام کے لیے تنبیہ اور عبرت آمیز مضامین سے پُر ہے۔ اور مسلمانون کو سنجیدگی کے ساتھ اونپر غور کرنا چاہیئے۔

روس کے مسلمان علماء

بعض ناظرین کو غالباً یہ معلوم کرکے تعجب ہوگا کہ روس جیسے خود مختار ملک مین بھی مسلمان اپنے مذہبی پیشواؤن کی جابرانہ طریقون کے خراب اثر کو محسوس کرنے لگے ہین محمد فاتح بن علمان اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ - پر حسب ذیل تحریر کرتا ہے :-

"ہمارے مذہبی پیشوا مذہب کے صرف بیرونی صورت سے تعلق رکھتے ہین مذہب کی روحانی اور علمی حالت سے علماء خود واقف نہین ہین اور اس لئے اوس سے کچھہ نفع نہین اوٹھاتے، چونکہ اونکا دماغ اور عقل اسقدر غیر مکمل ہے اسیلیے وہ مذہب سے ذاتی مفاد کے سوا اور کچھ کام لینا نہین چاہتے، اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچانے کے بجائے سخت نقصان پہونچارہے ہین اے اہل یورپ! تمنے سر توڑ کوشش اور ایثار نفسی کرکے خیالات کی آزادی حاصل کرلی ہے۔ اور تم نے اپنے آپکو بیوقوف مذہبی علماء کے ظالمانہ قیود سے آزاد کرلیا ہے آج تم اپنے خیالات اور نور ایمان کو بالکل آزاد پاتے ہو۔ تمہارا دماغ علم کی روشنی سے منور ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارا مذہب ابھی تک جاہل ملاؤن کے پنجہ مین گرفتار ہے ہم اون کے چنگل سے اپنے مذہب کو آزاد نہین کرسکتے۔ اور جب تک ہمین کانشنس (نور ایمان) کی آزادی نصیب نہوگی ہم اصل مذہب سے دور رہینگے۔ اور ہماری پولیٹکل ہستی مفقود رہیگی" *

اسلامی دنیا مین بیداری نظر آتی ہے

ان تاتاری مصلحون کی ترقی یافتہ خیالات کا پھر تذکرہ ہوگا یہان مین پھر اس واقعہ کی تصدیق کرنا چاہتا ہون کہ اسلامی دنیا مین بیداری نظر آتی ہے اور باوجود طرح طرح کی رکاوٹون کے بھی اونمین اصلاح اور آزادی حاصل کرنے کی بڑی تمنا پائی جاتی ہے۔ اور اون مسلمان علماء کا طرز بیان جنھون نے صرف معمولی ترقی تہذیب و تمدن مین کی ہے بعض وقت نہایت حیرت انگیز ہوتا ہے۔ محمد فاتح بن عثمان لکھتا ہے "وہ بجاے اسکے کہ صغیرہ اور کبیرہ نجاست جسمانی کی تفصیل بیان کرائی جاے یا یہ کہ نوجوان طلبا کو ایسے معاملات ذہن نشین کراے جائین جنکے ذکر سے ہی ہمین شرم آتی ہے، ملاؤن کو چاہیئے کہ دین محمدی کے اصول اور مذہبی تعلیم کو سمجھائین۔ کیونکہ اختلاف فروعات پر نکتہ چینی کرنیکا نام مذہب نہین ہے۔ ان سے اسلام کی بڑی تضحیک اور بنی نوع انسان کی اصلی ترقی اور اصلاح مین رکاوٹ ہوتی ہے"۔ ایسے ہی آزادی اور زور کے ساتھ اخبار ترک کا ایک عثمانی نامہ نگار تحریر کرتا ہے "وہ تعلیم قرآن کے مکاتب جاری کرنیکے بجاے اپنے بچونکو یورپ بھیجو تاکہ کوئی مفید بات سیکھین" روز بروز ایسی آزادی کے خیالات کا رواج ہوتا جاتا ہے۔ حالانکہ میرے زمانہ مین ان امور کیجانب اشارہ کرنا بھی کفر کی دلیل سمجھا جاتا تھا اور مسلمان نہایت سختی کے ساتھ نفرین اور ملامت کرتے تھے[۹۱]۔

[۹۱] بجنسیہ یہی کیفیت ہندوستان مین بھی ہوئی ہے معاشری اور تعلیمی معاملات کی نسبت ابتدا مین جو خیالات سرسید احمد خان علیہ الرحمۃ نے ظاہر فرماے اونکی کس قدر ملامت کی گئی اونکے یہے بیت اللہ شریف سے کفر کے فتوے منگاے گئے۔ مگر آج آزادی کے ساتھ ایسے خیالات ظاہر کئے جاتے ہین۔ مترجم۔

باب پنجم

آزادی کی بیداری

مسلمانونکا صبر

مسلمان فرمانرواؤن کی بے انتہا ظلم اور زیادتی کی وجہ ہے کہ اس وقت تک اہل ایشیا کو آزادی خیالات نصیب نہ ہوئی۔ جو لوگ ایشیائی خود مختار بادشاہونکی نفرت انگیز طرز حکومت اور جبر اور بدنظمی سے واقف ہین اور جنھون نے رعایا کی قابل رحم حالت کو بچشم خود دیکھا ہے غالباً اونکو تعجب ہوتا ہوگا کہ رعایا ظلم اور بے انصافی کے خلاف غدر کیون نہین کرتی۔ اور ہر قسم کے جبر اور سختی کو صبر اور شکر کے ساتھ کیون برداشت کرتی ہے۔ اسکی توضیح مشکل نہین۔ بات یہ ہے کہ ایشیائی بادشاہ ظل اللہ ہونے کی وجہ سے حد درجہ کے احترام اور تعظیم کے مستحق سمجھے جاتے ہین۔ اور بردباری اور غلامانہ اطاعت تمام اہل ایشیا کا خاصہ ہے۔ ایشیائی تمدن مین حکومت اور مطلق العنانی ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہین جب حد درجہ کی لاچاری غالب آتی ہے اور انتہا کی بدنظمی کیوجہ سے اونکا صبر و تحمل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے تو اوس حالت مین البتہ وہ برانگیختہ ہوکر غدر کی جانب مائل ہوتے ہین۔ اسکی مثالین بھی بہت کم ملینگی۔ یہ خیال کرکے کہ یورپ مین صدیون کی محنت اور کشاکش کے بعد ہمین آزادی خیالات اور انسانی حقوق حاصل ہوسکے ہین

اور وہاں اب بھی بعض اقوام ایسی ہین جو بطیب خاطر خود مختار حکومتون کے شکنجے مین
دبی ہوئے ہین، ہمین مشرق کی حالت پر چندان تعجب نہ کرنا چاہیئے ۔
ترقی اور آزادی کی آگ شعلہ کی طرح دفعتاً نہین بھڑک اوٹھتی بلکہ آہستہ آہستہ آزادی کی تمنا
ایک گھر سے دوسرے گھر تک اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہونچتی
ہے اور چونکہ اونیسوین صدی مین مشرق قریب کے مسلمان ہماری السنہ اور علوم
وفنون کی تحصیل، اور ہماری معاشری اور سیاسی امور مین دلچسپی ظاہر کرنے پر
مجبور ہوئے ہین پس وہ زمانہ دور نہین ہے کہ مسلمان خود مختار اور آزادانہ زندگی
کے متمنی ہون ۔ جو مسلمان ممالک مقبوضہ یورپ مثلاً ہندوستان مصر اور الجیریا
مین رہتے ہین وہ پولیٹکل آزادی کے فوائد کو بہ نسبت ممالک عثمانیہ کے باشندونکے
کسی قدر پہلے محسوس کر چکے ہین ۔ ٹرکی مین پولیٹکل آزادی کا شیوع گذشتہ صدی
کے آخری نصف حصہ مین ہوا ۔ مین نے اس دلچسپ تحریک کو بڑی دقیق نظر
سے دیکھا ہے ۔ اور اسکے مختلف مدارج کا نہایت دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے ۔
پولیٹکل آزادی کی تمنا پیدا کرنے کے لیے قومیت کا احساس ہونا لازمی امر ہے
اسلام مین قومیت کا خیال کبھی پیدا نہین ہوا کیونکہ قرآن مین "کُلُّ مُؤْمِنٍ
اِخْوَۃٌ" کی تاکید کی گئی ہے ۔ اسلیے پہلا مرحلہ ثبوت طلب یہ تھا کہ اسلام
اور عیسائیت مین ترقی کی یکسان قابلیت ہے، اور جو کچھ عیسائیت نے کیا
اسلام بھی کر سکتا ہے ۔ اگرچہ مسلمان لیڈر مغربی عیسائیون کی برتری کو محسوس کر چکے

بے چین ہوتے تھے۔ مگر اہل یورپ کے سامنے مسلمانون کی تہذیب و تمدن کی گذشتہ روشن تصویر کو پیش کر کے یہ ثابت کرتے رہے کہ اسلامی دنیا نہ صرف ترقی کی صلاحیت رکھتی ہے بلکہ آزادی حاصل کرنے کیلئے تیار ہے۔ قسطنطنیہ مین ضیا پاشا، خیر اللہ آفندی، جودت آفندی، اور عالی پاشا، نے اس تحریک مین زیادہ حصہ لیا اور اپنی گذشتہ تہذیب و تمدن کی مدح سرائی کر کے اسلام کے موجودہ دماغی اور ذہنی افلاس کو چھپانا چاہا تھوڑے عرصہ تک اونھون نے اپنی قدیم مذہبی دنیا کا مقابلہ موجودہ عیسائی ممالک سے فخر کے ساتھ کیا۔ لیکن بہت جلد اونکو ماننا پڑا کہ یہ مقابلہ سراب کی صفت رکھتا ہے کیونکہ یورپ مین علم اور مذہب جدا رکھے گئے ہین، اور نیز اسوجہ سے بھی ان ترکی علمار کو اعتراف کرنا پڑا کہ تمدن اسلام کی گذشتہ عظمت کے بانی عرب تھے اور اونکے کارنامون پر ترک فخر نہین کر سکتے تھے، پس مذہبی برتری کو ترک کر کے ترکون نے قومیت کیجانب رجوع کیا اگرچہ اسلام نے ایسی قومیت کی تفریق کو جائز نہین رکھا ہے تاہم ان جوشیلے ترکون نے طے کیا کہ، خواہ کچھ بھی ہو، ترکی قوم کو دنیا مین پیش قدمی کرنا چاہیئے۔ اس تحریک کے پھیلانے والے شناسی آفندی، کمال بے، سعد اللہ پاشا، اور دیگر ترکی علما تھے اونھون نے زبان کو سادگی کا جامہ پہنایا اور عربی فارسی الفاظ کے ثقل اور حشو کو دور کیا۔ ابتدائً اس جدت کو بدعت سیئہ کہکر مردود کیا گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد کسی قدر کامیابی حاصل ہوئی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے

مسلمان ترقی کی صلاحیت رکھتے ہین

زبان کی اصلاح کا اثر پولیٹیکل زندگی پر پڑنا قدرتی امر تھا۔ اور مغربی دنیا کا لٹریچر جس قدر ترکی زبان مین سرایت کرتا گیا، اور آل عثمان نے اصلاح کی راہ مین جسقدر منزل طی کی، اوسی نسبت سے قومیت کا خیال اور جوش، ترقی کرتا گیا۔ اور اوسیکے ساتھ پولیٹیکل آزادی کی ایسی تمنا تمام قوم مین پیدا ہوئی کہ جسکا کبھی گمان ہی نہ تھا۔ با وجود اسکے کہ قرآن مجید مین مذکور ہے کل[1] اسلام حرۃ "جملہ مسلمان آزاد ہین"

ینگ ترک پارٹی

اس سرگرمی کے اظہار سے خود مختار سلطان اور اوسکے درباریون کو شبہ ہوا سلطان عبدالعزیز جسے غرور بیجا نے دیوانہ بنا رکھا تھا اور جو اپنی ذات کو انسانی دسترس سے ارفع و اعلیٰ سمجھتا تھا جب یہ سنا کہ اوسکی مسلمان رعایا اصلاح و ترقی کا جوش ملک مین پھیلا رہی ہے۔ مارے غصہ کے بیخود ہو گیا آزاد خیالات کی اشاعت کرنے والون کو ناگزیر وطن مالوف سے بھاگنا پڑا اور پیرس مین، جو دنیا بھر کے انقلاب پسندون کا مامن ہے، اولا ترکی کی آزادی کی بنیاد ڈالی۔ مصطفیٰ فاضل پاشا جو خاندان محمد علیؒ خدیو مصر کے خاندان کا شہزادہ تھا اس تحریک کا سرغنا قرار پایا۔ وہ اس مرتبہ کے قابل بھی تھا کیونکہ مصر مین آزادی کو زیادہ ترقی ہو چکی تھی جبسے کہ خدیو مصر نے اپنے آقا سلطان روم کی ماتحتی کو خیرباد کہکر خلافت کو ساحل باسفورس سے دریاے نیل کے کنارہ لانے کی اس غرض سے کوشش کی تھی کہ خلافت کی کمزوریان

[1] پروفیسر وامبری کو مغالطہ ہوا ہے کل اسلام حرۃ کوئی قرآنی آیت نہین ہے۔ مترجم۔

اور خرابیان رفع ہوجائینگی پس محمد علی اور اوسکے رشتہ دارون کو بسبب اسکے کہ یورپ کے ساتھ اونکا ربط ضبط زیادہ آزادانہ ہوگیا تھا مغربی طریقون پر کام کرنے کی زیادہ مشق ہوگئی تھی جسے قسطنطنیہ کے اعلیٰ طبقون کے لوگ ناپسند کرتے تھے۔ جوشیلے محب وطن مصطفیٰ فاضل پاشا کے گروہ مین جو لوگ شامل ہوئے اونمین جزو غالب نوجوانون کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس انجمن کو "ینگ ٹرکی" (نوجوان ترک) سے منسوب کیا گیا۔

ابتدائی اختلاف

ٹرکی مین مثل یورپ کے کوئی متوسط درجہ سوسائٹی کا نہین ہے۔ اور تمام مسلمان خواہ کتنے ہی مالدار ہون سلطنت کے ٹکڑون سے پیٹ پالنے کی خواہش کرتے ہین۔ پرانے ترکون کے مقابلہ مین جو سلطانی الطاف مین شرابور تھے۔ "ینگ ترک" بلحاظ تعداد رسوخ کے بالکل ہیچ تھے۔ اور ابتدا مین خود یہ تحریک ایسی عجوبہ اور بیکار معلوم ہوتی تھی کہ عوام نے اسکی جانب سنجیدگی سے توجہ نہ کی سنہ ۱۸۶۰ء کے بعد مین نے ان نوجوان ترکون سے لندن مین واقفیت پیدا کی اور اونکے اخبارون یعنی مخبر اور حریت، مین مضامین تحریر کئے۔ اسوقت صرف یہی اخبار جاری تھے۔ اگرچہ اس تحریک کی ضرورت میرے ذہن نشین تھی لیکن اوسکی کامیابی کی مجھے چندان امید نہ تھی کیونکہ نوجوان ترکون کی تجاویز یورپی اصول پر مبنی تھین جنکو ایشیائی مسلمان پسندیدگی کی نظر سے نہین دیکھ سکتے تھے ٹرکی مین زمین ابھی اچھی طرح تیار نہین ہوئی تھی۔ صرف نوجوان ان ایڈ لیٹیکل

جلا وطنون کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے ۔ برخلاف اسکے سن رسیدہ ترک یا تو ایسے کام کی جرات نہ رکھتے تھے اور یا ایسے اعلیٰ مراتب اور مناصب اور اپنے خاندانون کی خوشحالی کو ملکی آزادی اور قومیت پر قربان کرنا نہین چاہتے تھے ۔

پہلا پارلیمنٹ

جب سلطان عبدالعزیز کی فضول خرچی اور جنون حد سے تجاوز کر گیا اور ٹرکی تباہی اور بربادی کے کنارے جا لگی ، اوسوقت البتہ چند سن رسیدہ اور عاقل ترک محبان وطن کی پارٹی مین شامل ہوئے ۔ اسکے بعد مدحت پاشا کی سرگروہی سے سلطان عبدالعزیز معزول کئے گئے اور کانسٹی ٹیوشنل (سیاسی) حقوق کا تمام عثمانیون یعنی جملہ رعایا ٹرکی کے لیے بلا قید مذہب و ملت اعلان کیا گیا اور اب سب سے بڑی اسلامی سلطنت کو کانسٹی ٹیوشن[۵۱] ، پارلیمنٹ ، اور ذمہ وار[۵۲] گورنمنٹ کی برکتین حاصل ہونے والی تھین ۔ اور چونکہ تمام مذہبی کتابون مین باعتبار معنی کھینچ تان کی گنجائش ہوتی ہے ، قرآن کی آیات ان جدید باتون کی حلت اور حمایت مین باسانی ملگئین ۔ یہ بدعتین دراصل یورپ سے حاصل کی گئین لیکن ان کا مخرج و مبدء اسلام قرار دیا گیا ۔ آنحضرت صلعم کے اس قول سے کہ شاوروا فی الامر یعنی آپسمین مشورہ کر لیا کرو ، پارلیمنٹ قایم کرنے کی تاکید

---

۵۱ ٹرکی زبان مین لفظ کانسٹیٹیوشن کے بجائے "قانون سیاسی" استعمال کیا جاتا ہے ۔ یورپ کا لفظ پارلیمنٹ بجنسہ ٹرکی مین قائم رکھا گیا ہے ۔

۵۲ اس طریقہ گورنمنٹ مین مجلس وزرا اہل ملک کیجانب سے عمدہ نظم و نسق کی ذمہ دار ہوتی ہے ۔ جبوقت نظام سلطنت مین کوئی فتور آیا ، اہل ملک کی راے سے وزرا کو مستعفی ہونا پڑتا ہے خواہ بادشاہ لاکھہ کوشش اونکے برقرار رکھنے کی کرے ، اس طریقہ کا یہ نفع ہے کہ کوئی نالائق یا ظالم وزیر یا حاکم برسر حکومت نہین رہ سکتا ۔ مترجم ۔

ثابت کی گئی - پس ایک پارلیمنٹ قایم ہوا جسمین ملک کے مختلف اقوام و مذاہب کے نائب شریک ہوئے - اس ابتدائی پارلیمنٹ اور اون اسپیچون سے جو اس جلسہ مین ہوئین اہل مشرق کی ذہانت اور اختراع کی قابلیت بخوبی ثابت ہوتی ہے - ترک، ارمن، یونانی، اہل باسینا، و البانیا، عرب اور کرد باشندون مین باہم رشتہ اتحاد قایم ہوا اور اگرچہ اس سے پہلے سلطان یا اوسکے وزرا کی کسی بات پر کبھی پوشیدہ طور پر بھی نکتہ چینی کرنے کی جرات نہ ہوتی لیکن پارلیمنٹ مین سبنے ملکر دھڑے سے تقریرین کرنا شروع کین - اور امور سلطنت و انتظام ملک کے دقیق اور نازک مسائل کے ساتھ ترکی ممبران پارلیمنٹ نے ایسی واقفیت کا اظہار کیا کہ انگریزی پارلیمنٹ کو بھی اونپر فخر ہوسکتا تھا *

ممبرونکی تقریرین

احمد وافق پاشا پریسیڈنٹ پارلیمنٹ کو اکثر تیز مزاج اور پرجوش ممبرون کو خاموش کرنے یا اعتدال پر قایم رکھنے مین دقت پیش آتی تھی، لیکن کہا جاتا ہے کہ اس پارلیمنٹ مین بدزبانی کی مثال یورپ کے پارلیمنٹون سے بہی کم پائی جاتی تھی، تعجب کی بات ہے کہ مسلمان ممبران ہی سب سے زیادہ زور اور جوش کے ساتھ پارلیمنٹ مین تقریرین کرتے تھے اور اونکے بیانات سے پایا جاتا تھا کہ آزادی اور سیاسی طرز حکومت کا جوش اونکی رگ و پے مین سرایت کرگیا ہے - یہی مسلمان نہایت پرزور الفاظ مین موجودہ خود مختارانہ سلطنت کی برائیان کرتے اور قرآن مجید سے آیات اور احادیث نقل کرکے سیاسی حکومت کی برکتون کو مجلس مین بیان کرتے تھے

سب سے اول ان ہی لوگون نے مجلس عام مین سلطان کو "غاصب" کھکر پکارا۔ جبکہ متمدن یورپ مین، جہان مدت دراز سے پارلیمنٹ کا دور دورہ ہے اب بھی بعض بادشاہ ایسے ہین جنکے کانون کو آزادانہ تقریرین غیر مانوس اور کرخت معلوم ہوتی ہین، تو ہم اندازہ کر سکتے ہین کہ سلطان ٹرکی کو جو تمام اسلامی دنیا کا امیر المومنین اور ظل اللہ مانا جاتا ہے، ممبران پارلیمنٹ کی ان بیباکانہ تقریرون نے کس قدر برانگیختہ کیا ہوگا۔ سلطان عبد الحمید خان کو اس جدید تحریک نے متوحش کر رکھا تھا وہ ہمیشہ سے، خوف، شبہہ اور بے اطمینانی کا شکار تھے۔ اونہون نے اپنی آنکھون سے دو تاجدارون کو معزول ہوتے دیکھا تھا اونکو در و دیوار سے خطرہ کی بو آتی تھی اور ہر شخص دشمن نظر آتا تھا۔ پس کچھ حیرت کا مقام نہین ہے کہ تخت پر کسیقدر مستحکم ہوجانے کے بعد اونہون نے اپنی تمام قوت پارلیمنٹ کی شکستگی اور ہر قسم کے آزادانہ خیالات کی تخریب اور استیصال مین صرف کرنا شروع کی، جدید پارلیمنٹ اور اوسکے تمام شعبے آن واحد مین برباد کر دے گئے۔ اور اس تجویز کے بانی مبانی اور رفیق یا تو جلاوطن کر دے گئے یا طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہوئے۔ اور بعض تہ تیغ کئے گئے۔ اور قدیم طرز حکومت معہ جملہ خرابیون اور ظالمانہ طریقون کے ملک مین از سر نو جاری ہوا[۵۷]۔

پارلیمنٹ کی شکستگی

[۵۷] دیکھو سیرت مدحت پاشا مولفہ علی حیدر مدحت بے (خلف مدحت پاشا) مطبوعہ لندن ۱۹۰۳ء اس کتاب مین پارلیمنٹ اور تحریک جدید کی ابتدائی تاریخ اور مدحت پاشا اور اوسکے رفقاء کی جلاوطنی اور مصائب کا خاکہ کھینچا گیا ہے
مترجم

سلطان عبدالحمید خان کی فروگذاشتین

ذاتی خیالات نے سلطان عبدالحمید خان کو اس کارروائی کی جانب مائل کیا۔ نیز خود مختارانہ پادشاہت کی محبت نے جو تمام بادشاہون، خصوصاً مشرقی حکمرانون مین، بدرجہ غایت پائی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کارروائی سے سلطان موصوف نے اپنے ملک کو فائدہ پہونچانا چاہا تھا یا نقصان۔ اور کیا ایسے معتدل اور آزادانہ طریقے، جو رفارمر ملک مین رائج کرنا چاہتے ہین، بقائے سلطنت کے لیے اسقدر مہلک تھے جیساکہ خود سلطان اور بعض مدبرین یورپ نے مشہور کیا۔ میری ذاتی راے یہ ہے کہ سلطان سے فاش غلطی سرزد ہوئی۔ اور سلطان اور دیگر مدبران ٹرکی جو آزادانہ طریقہ حکومت کے ذریعہ سے ٹرکی کی ترقی اور فلاح مین شبہ کرتے ہین سراسر غلطی پر ہین۔ اس امر سے کسیکو اختلاف نہین ہو سکتا کہ ٹرکی کی عیسائی رعایا آزادی پھیلنے کے بعد بھی مطمئن نہوگی کیونکہ صدیون کے مظالم کو قلیل عرصہ مین فراموش کر دینا مشکل امر ہے۔ برخلاف اسکے، مرز بوم، موسم اور گذشتہ تاریخ اور ملکی حالات کیوجہ سے عیسائیون اور مسلمانونکے طرز معاشرت، طریقہ نشست و برخاست، مین اسقدر باتین مشترک پائی جاتی ہین کہ اگر قانونی مساوات سختی کے ساتھ قایم رکھی جاتی اور دونون کو یکسان حقوق دئے جاتے تو کچھ بعید نہ تھا کہ مشرقی عیسائی (یعنی ارمنی اور شامی)[۹۱] سلطنت ٹرکی سے رضامند ہو جاتے کیونکہ پولٹیکل آزادی اونکے لیے محال ہے

[۹۱] ارمنیا اور شام مین عیسائیونکے ہر گاؤن اور قصبہ مین مسلمانون کی تعداد بہت زیادہ ہے اسوجہ سے عیسائیون کی علیحدہ حکومت مثل یونان یا بلگیریا کے کبھی قایم نہین ہو سکتی۔ روس کی رعایا ہونے مین بھی اونکا سراسر نقصان ہے کیونکہ روس کی ارمنی رعایا سے اونکی موجودہ حالت بدرجہا بہتر ہے۔ مترجم۔

اور سلطنت ٹرکی کے زوال سے اونکے مصائب مین بجاے کمی ہونے کے ترقی ہونا یقینی ہے ۔ ایسی آزادی جو حد اعتدال سے نہ بڑھتی ٹرکی کے لئے نہایت مفید ہوتی ۔ البتہ مسلمان ترک عام طور پر بوجہ اسکے کہ تعلیم فنون جدیدہ نے ابھی اُنمین ترقی نہین کی ہے ، پارلیمنٹ کے طریقہ حکومت سے عرصہ تک زیادہ نفع نہ اوٹھا سکتے ہمیشہ مشرقی خود مختار سلاطین کے زیر نگین رہنے کے بعد یکایک حد درجہ کی یورپی آزادی کی روشنی مین آنا چکاچوند ضرور پیدا کرتا ۔ لیکن ان حالتونکے بین بین ایک درمیانی راستہ بھی ہے ، بکثرت تمدنی اور معاشری اصلاحات ایسے ہین جو ٹرکی مین اشاعت پاکر رعایا کو نفع پہونچاتے اور آہستہ آہستہ لوگون کو یورپین طریقہ سلطنت کے لیے تیار کر دیتے ۔ افسوس ہے کہ عبد الحمید خان نے اس راہ کو اختیار نہ کیا اور برخلاف اسکے قدیم مطلق العنانی کو اور بھی ترقی دی ، بدنظمی اور سختی مین اضافہ کیا اپنے حقوق اور اختیار بڑہانے کی غرض سے نہایت سخت اور جابرانہ طریقے اختیار کئے اور تمام ملک کو جاسوسون اور نالائق ملازمین سے بھر دیا ، نتیجہ یہ ہے کہ ٹرکی قوم کو جسپر تاج و تخت کی بقا منحصر ہے نقصان عظیم پہونچانے کے ساتھ اونہون نے اپنی تباہی[۱] کی رفتار کو بھی تیز کر دیا ہے ، اس غلط راہ اختیار کرنے پر ہمارا تاسف

---

[۱] تقریباً تمام تعلیم یافتہ مسلمان حب قومی کی وجہ سے طریقہ جدید کو پسند کرتے تھے ۔ لیکن سلطان عبد الحمید خان نے ان نوجوانون کو جو قوم کا بہترین حصہ ہے چن چن کر جلاوطن کیا ہزارہا سمندر مین غرق کر دئے گئے ۔ اور ہزارہا جیلخانون مین سٹر سٹر کر مر گئے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ بیشتر نالائق اور خود غرض اور خوشامدی لوگ سلطنت کے ارکان ہو گئے جنہون نے سلطنت ٹرکی کو قعر ذلت مین ڈال دیا ۔ مترجم ۔

اور زیادہ ہوجاتا ہے جب ہم سلطان عبدالحمید خان کی ذاتی قابلیت پر خیال کرتے ہین۔ آج تک ٹرکی کے تخت پر اس قدر اُن تھک سرگرم اور ذہین بادشاہ متمکن نہین ہوا ہے۔ اور اتفاق سے وہ ایسے وقت مین تخت نشین ہوئے جبکہ سلطنت ٹرکی کی بقا کے لیے بہت کچھ کرنا ممکن تھا +

نوجوان ترکونکی ترقی

اگرچہ سلطان عبدالحمید خان نے ٹرکی مین آزادی کو سر نہ اوٹھانے دیا اور اس کوشش مین اونھون نے ایسے مظالم اور تعزیرات کا رواج دیا جو ٹرکی کی تاریخ مین مفقود ہین تاہم مطلق العنانی کو چندان فائدہ نہین پہونچا ہے کیونکہ آزادی کی تحریک پوشیدہ طور پر زور شور کے ساتھ جاری ہے۔ اور دیر یا جلد کوئی نہ کوئی عظیم انقلاب ہونے والا ہے[۵۱]۔ آزادی کے خلاف جو چندروزہ کامیابی قدامت پسندون کو ہوئی اوسکی وجہ ترکون کا افلاس تھا۔ آخری جنگ روس کے بعد سے ترکون مین مفلسی اور بے بضاعتی نے اس قدر ترقی کی ہے کہ دولت کا نام دنیائے عثمانی مین مشکل سے لیا جاتا ہے۔ ہر شخص سلطنت کی فیاضی پر گذران کرتا ہے اور اس لئے نہ کوئی حرف زبان سے سلطنت کے خلاف نکال سکتا ہے اور نہ آزادانہ خیالات کا اظہار کرسکتا ہے۔ مگر "ینگ ٹرکی پارٹی" جیسے پہلے تھی اب بھی قائم ہے، قریب قریب تمام ترک بلا استثناء اعلیٰ افسران کے اس پارٹی مین

[۵۱] وامبری نے یہ الفاظ ۱۹۰۶ء مین تحریر کئے تھے لیکن ۱۹۰۸ء مین ہمنے دیکھ لیا کہ نوجوان ترکون نے وہ زور حاصل کیا کہ سلطان پارلیمنٹ دینے پر مجبور کئے گئے اور اپریل ۱۹۰۹ء مین جبکہ سلطان نوجوانون کی کامیابی کو پامال کرنا چاہتے تھے تخت سے اوتار دے گئے۔ مترجم۔

ظاہر انہین تو دل سے ضرور شامل ہین۔ تمام ترکی دنیا اپنی موجودہ پستی اور بدنظمی کیجانب سے ترقی اور آزادی کی روشنی مین آنے کی متمنی ہے۔ لیکن چونکہ نہایت اہم پولیٹکل مشکلات کا سامنا ہے اسوجہ سے مصلحان قوم اس معاملہ مین تعجیل سے کام لیتے ہوئے خوف کرتے ہین۔ کیونکہ اونکو یقین کامل ہے کہ ٹرکی مین نقض امن ہونے پر ہمسایہ عیسائی سلطنت فائدہ اوٹھائیگی۔ نوجوان ترکون کی کوششون کا جو اظہار پیرس جینوا۔ لندن اور دیگر مقامات مین ہوتا ہے وہ محض پرتو ہے اوس آگ کا جو تمام ترکون کے دلون مین مشتعل ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آزادانہ خیالات کے اخبارات کی نہایت سخت نگرانی سلطان کیجانب سے ہوتی ہے لیکن نوجوان ترکون کے اخبارات جو دیگر ممالک مین شایع ہوتے ہین ملک مین تقسیم ہوتے ہین اور لوگون مین قومی ترقی اور آزادی کا جوش پھیلا رہے ہین حال مین مفصلہ ذیل اخبارات نے ٹرکی مین بڑی اشاعت حاصل کی ہے :- ٹرکی اخبارات

نام اخبار	مقام اشاعت	
منجنیہ	لندن	
قانون اساسی	قاہرہ	
حریت	لندن	
مشورت	پیرس	
لاٹرکی لبری (ترکون کی آزادی)۔	پیرس	یہ اخبار فرانسیسی زبان مین شایع ہوتا ہے

نام اخبار	مقام اشاعت
یلدیز	پیرس
کردستان	جنیوا
حق	قاھرہ
مظلوم	قاھرہ
سنجک (علم)	قاھرہ
ترک	قاھرہ
حکومی	قاھرہ
عثمانی	قاھرہ

اس فہرست سے واضح ہے کہ کثیر حصہ آزاد اخبارات کا قاھرہ سے شایع ہوتا ہے اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ خدیو مصر ٹرکی کے خلاف ہین بلکہ انگریزون کی آزادانہ حکومت سے مصلحانِ قوم نے فائدہ اوٹھایا ہے۔ زبان اور خیالات کے لحاظ سے دو اخبار زیادہ ممتاز ہین اول شورت جسکا نام حال ہین شورہ امت رکھا گیا ہے دوسرا "ترک" شورہ امت کا ایڈیٹر احمد رضا بے[۵۱] ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نامور ادیب ہونے کے علاوہ

[۵۱] احمد رضا بے برسون سے وطن مالوف سے بھاگ کر پیرس مین مقیم رہا اور یہان اوسنے ینگ ٹرکی پارٹی کی سرگروہی اختیار کی۔ ٹرکی مین جو انقلاب ۱۹۰۸ء مین ہوا وہ اس ہمدرد قوم کی ان تھک کوشش و محنت اور دوراندیشی کا نتیجہ تھا۔ جدید حکومت قایم ہونے کے بعد احمد رضا بے پارلیمنٹ ٹرکی کا پریسیڈنٹ مقرر کیا گیا گو یا اب ہی سلطنت کی باگ اس محب قوم کے ہاتھ مین ہے۔ اوائل ۱۹۰۹ء مین کامل پاشا وزیر اعظم سے کچھ ناچاقی ہوگئی اور سلطان کی سازش سے احمد رضا کو عہدہ سے معزول کر دیا گیا مگر نوجوان ترکون نے پھر فتح حاصل کی اور احمد رضا کی وہی قدر و منزلت ہے۔ مترجم۔

اپنے ملک پر دل وجان سے فدا ہے، ٹرکی مین اس شخص کی بڑی قدر و منزلت ہے اور اوسکے دل مین قومی درد ہے۔ تمام پولیٹیکل جلاوطنون کی ایسی حالت نہین ہے اکثر لوگ یورپ جاکر حب قومی کا اظہار محض ذاتی فوائد کی غرض سے کرتے ہین۔ اور جب مطلب حاصل ہوجاتا ہے تو ٹرکی کو واپس چلے جاتے ہین۔ اخبار "ترک"، بڑے اہتمام کے ساتھ چھپتا ہے۔ اور یہ ہفتہ وار اخبار یورپ کے ہفتہ وار اخبارون سے مقابلہ مین کسیطرح کم نہین ہے۔ اسکے مقاصد ترکون مین قومیت کے جوش کو حرکت دینا آزادانہ خیالات کی اشاعت کرنا اور اسلامی دنیا کو مغربی معاشرت اور تمدن کے اختیار کرنے پر مائل کرنا ہین۔ اس ممتاز اخبار مین جو لوگ مضامین لکھتے ہین اونمین مفصلہ ذیل اشخاص جو صرف اپنا فرضی نام ظاہر کرتے ہین قابل ذکر ہین۔ اغوز۔ ترغت، سیاسی، رفیق، ارخان، علاوہ برین بکثرت کتابین جو آزادانہ خیالات سے مملو ہوتی ہین دوسرے ممالک سے چھپکر آتی اور ٹرکی مین پڑہی جاتی ہین۔ ان مین آزادی اور موجودہ تہذیب و تمدن کی حمایت بڑے زور کے ساتھ کی جاتی ہے۔

تاتاری مسلمان

اسلامی دنیا کی بیداری صرف ٹرکی ہی تک محدود نہین بلکہ روس مین بھی اسکا اظہار ہو رہا ہے۔ چنانچہ حال مین اونھون نے ایک مطبوعہ یادداشت سلطان معظم، زار روس اور جملہ یورپی قوتون کے پاس بھیجی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تاتاریون مین بھی آزادی کے خیالات بتدریج پھیلتے جاتے ہین۔ یہ یادداشت مفصلہ ذیل

دیباچہ کے ساتھ شروع ہوتی ہے :-

"موجودہ زمانہ مین جبکہ ہر شخص آزادئ خیال کی برکات سے متمتع ہو رہا ہے کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس سے محروم رہین؟[ف۱] روس کے مسلمان اپنے تمام حقوق تقریباً کھو چکے ہین، اور اس نقصان کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ زمانہ مین مذہبی معاملات کی نسبت خاص احکام جاری ہوئے تھے اور مسلمان بعض حقوق سے نفع حاصل کرتے تھے لیکن موجودہ گورنمنٹ روس بیسوین صدی کے خیالات ترقی وتہذیب کی کچھ پرواہ نہین کرتی، خودمختاری کو روز بروز بڑہاتی اور مسلمانون کے حقوق پایمال کرتی ہے۔ تذکرۃً مفصلہ ذیل امور قابل غور ہین :-

(۱) کچھ عرصہ ہوا یعنی ۱۸۷۸ء مین بمقام عوفا مسلمانون کی ایک خاص عدالت قایم کی گئی تھی جسمین ایک عالم، ایک مفتی، اور تین قاضی شریک تھے، اونکا یہ کام تھا کہ جملہ مذہبی مسائل کو طے کرین، اور شریعت کی پابندی کرائین

(۲) خانہ بدوش مسلمان یعنی کرغیز اور کاسک اقوام کے بچون کی مذہبی تعلیم کا انتظام مسلمان علماء کے ذریعہ سے کیا گیا۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ جو مسلمان خیوا یا بخارا سے سائبیریا جائین اونپر محصول گذر اور ٹکس معاف ہے

(۳) کریما کے مسلمانون کے لیے ایک علیحدہ مذہبی عدالت قرار دی گئی۔ اونکے

[ف۱] یہ جملہ دنیا کے دیگر مسلمانون پر صادق آتا ہو۔ مگر شکر ہے کہ ہندوستان کے مسلمانون پر صادق نہین آتا۔ ہم مسلمانان ہند کو سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ ابتدا سے ہی ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ مترجم۔

اوقاف کا انتظام بالکل جدا رکھا گیا اور مسلمانون کی علیحدہ فوج مرتب کی گئی - کیونکہ تمام روس کے مسلمان مذہبی امور مین آزاد قرار دئے گئے تھے اور اونکو روسیون کے مساوی حقوق عطا کئے گئے تہے لیکن موجودہ گورنمنٹ نے متذکرہ بالا احکام کے خلاف کارروائی کی ہے - ۱۸۹۳ء مین اون لوگون کو قاضی اور مفتی مقرر کیا گیا جنہون نے روسی مدارس مین تعلیم پائی تہی مثلاً شہر اورین برگ کا موجودہ مفتی نہ صرف شریعت محمدی سے ناواقف ہے بلکہ اسلامی زبان صحیح طور سے لکھہ پڑھ بھی نہین سکتا۔ روسی عمال نے اسی پر بس نہین کی بلکہ بعض کرغیز مسلمانون کو جبریہ عیسائی بنایا اور یہ حکم دیا کہ آیندہ سے وہ قرآن مجید کو بالاے طاق رکھکر انجیل کی پیروی کرین اور کبھی شریعت محمدی کا نام زبان پر نہ لائین - روسی افسران نے جو مظالم مسلمانون پر روا رکھے ہین اونکے حالات سنکر انسان کا خون خشک ہوتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ روس نے احکام سابقہ کے مقابلہ مین حد درجہ کی بدعہدی اور وعدہ خلافی سے کام لیا ہے - اور روسی گورنمنٹ اسلام اور ترکون کو بیخ و بن سے تباہ و برباد کرنے پر آمادہ ہے"

جنوبی روس کے مسلمان۔

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ تاتاری جو اس قدر مطیع اور مسکین ہین کس قدر جرأت کے ساتھ اور کیسے سخت الفاظ مین گورنمنٹ روس کو الزام دیتے ہین - مگر ہمین یاد رکھنا چاہیئے کہ جنوبی روس مین بہی اخبارات نے اسی قسم کا جوش پھیلا رکھا ہے خصوصاً اخبار ترجمان نے جو باغچہ سراے سے نکلتا ہے - اس اخبار کا مالک اسمعیل بک غسپرنسکی ہے جو اپنی سچائی حب قومی اور واقفیت معاملات کی وجہ سے اپنے اہل وطن کو"

جنمین بیداری کے آثار شروع ہوگئے ہین، جوش دلاتا رہتا ہے - اس اخبار کی پچیسوین سالگرہ کی خوشی ۱۹۰۳ء مین منائی گئی، اور مختلف امصار و دیار مثلاً اوین برگ ہٹر وانسٹک، ورخ نوئی اراں قاسم استراخان اڈیسہ وغیرہ سے بکثرت مسلمان دار الاشاعت باغچہ سرا مین جمع ہوئے - ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس جیسی خود مختار و غیر روادار سلطنت مین بھی مسلمان آزادی اور ترقی کے خیالات کی جانب مائل ہین - اور باوجود اسکے کہ ابھی بالکل ابتدا ہے، ان خیالات کی بیخ کنی کرنا نہایت مشکل ہے +

سلطان کا دائرۂ ترقی

جس شد و مد کے ساتھ سلطان عبدالحمید خان قومیت اور آزادی کے خیالات کا استیصال کرتے ہین اُسپر سخت افسوس ہے کیونکہ سلطان بذاتہ تہذیب و تمدن کے مخالف نہین ہین، البتہ اونکا معیار تمدن جدید یہ ہے کہ اہل ٹرکی مذہب اور خود مختاری کے تنگ دائرہ مین رہکر ترقی کرین - یعنی یہ کہ نیک مسلمانون کو علوم جدید کے کل شعبون مین دستگاہ حاصل کرنی چاہیئے بجز فلسفہ اور تاریخ کے کیونکہ یہ علوم بادشاہونکے اختیارات پر نکتہ چینی روا رکھتے ہین، اُنکا یہ بھی خیال ہے کہ پالیٹکس (علم سیاست) اور سوشل سائنس سے (جس سے طرز معاشرت مین تبدیلی لازم آتی ہے) مسلمانون کو حد درجہ پرہیز لازم ہے +

وجہ اختلاف

ترکون مین قومیت کی تحریک کے سلطان اسوجہ سے خلاف ہین کہ اونکو پین اسلام ازم پر بڑا اعتقاد ہے اور نیز اسوجہ سے کہ ترکو نمین قومیت کی روح پھیلنے کے بعد دوسری

قومون کو بھی حوصلہ ہوگا اور رفتہ رفتہ تمام ملک مین بے چینی اور بغاوت پھیل جائیگی۔ قدرتی قاعدہ یہ ہے کہ کسی علم کے روکنے مین جسقدر سختی کی جاتی ہے اوسی قدر زیادہ اوسکے حاصل کرنے کی تمنا اور خواہش بڑھتی ہے۔ چنانچہ نوجوان ترک علوم ممنوعہ کے تمام شعبون کو جن سے پولیٹیکل اور لبرل (آزاد) خیالات مین ترقی ہو کمال شوق کے ساتھ حاصل کرتے ہین۔ پس ان حالات کے ہوتے ہوئے طرز جدید کی حکومت (یعنی پارلیمنٹری طریقہ) قائم ہونے کی ضرورت ظاہر ہے اور زیادہ عرصہ تک اس تحریک کا استیصال کرنا ممکن نہین ہے۔ تمدن یورپ اور ایشیا کی خودمختاری بہت دنون تک ساتھ ساتھ نہین چل سکتی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ خودمختاری کو اس کشمکش مین مفتوح ہونا پڑیگا چنانچہ تمدن یورپ کے طرفدار نوجوان ترکون نے شروع ہی سے اس کا اعلان فصاحت کے ساتھ کردیا ہے۔

آزادی کی تمنا

کمال بے نے، جو زمانہ حال کے ترکون مین بلحاظ اپنی اعلیٰ شاعری کے ممتاز ترین عالم متصور کیا جاتا ہے، اپنے دھوان دھار اور پرجوش مضامین اور اشعار سے اپنے ہموطنون کی دماغی حالت مین انقلاب عظیم پیدا کردیا ہے۔ اور اپنی نظیر سے اعلیٰ طبقہ کے ترکون کو آزادانہ خیالات ظاہر کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ مثلاً سعد اللہ[۵۱] پاشا اپنی کتاب "نمونہ ادبیات" مین زمانہ حال کے تمدن کی عجائبات کو بوضاحت بیان

[۵۱] سلطان مراد کا سکرٹری اول، نہایت راسخ الخیال محب قوم تھا۔ جنگ روم و روس کے بعد ٹرکی کی تباہ حالت اور سلطان عبد الحمید خان کی جابرانہ حکومت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اوسنے بمقام ویانا جہان وہ بطور سفیر گیا تھا خودکشی کی۔ مترجم۔

کر کے مفصلۂ ذیل تحریر کرتا ہے :-

"وہ تمدن یورپ مین جن باتون کو ہم علوم و فنون کا ماحصل سمجھکر قابل تحسین سمجھتے ہین دراصل آزادی کی بدولت میسر ہوئی ہین۔ ہر شے آزادی کے درخشان ستارے سے روشنی حاصل کرتی ہے، آزادی کے بغیر کوئی قوم طاقتور اور مرفع الحال نہین بن سکتی آزادی کے بغیر خوشحالی مفقود ہوتی ہے۔ اور جب خوشحالی مفقود ہوتی ہے تو زندہ دلی، اصلی زندگی، دایمی زندگی، ناممکن ہوتی ہے۔ او آزادی کی چمکدار روشنی! تو ہمیشہ ہمیشہ درخشان رہے، تو ہماری تعریف کی مستحق ہے"!

ترک بے خبر نہین ہین

اسی قسم کے اور بہت سے پرجوش اقتباسات ترکون کے مضامین سے ناظرین کے سامنے پیش کئے جاسکتے ہین لیکن ابتک جسقدر بیان ہوا ہے اوسی سے کافی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ملک اور خیالات کی آزادی سے ترک بیخبر اور بےحس نہین ہین بلکہ اونہون نے پورا انتظام کرلیا ہے وہ ظلم و تعدی کی اوس عمارت کو مسمار کر دیا ہے جو مذہبی تشدد کی بنیاد پر کھڑی ہے یہ ہرگز قرین انصاف نہین ہے کہ ترکون پر اس مسئلہ کا اطلاق کیا جائے کہ "وہ ہر قوم پر ویسی ہی حکومت ہوتی ہے جسکی وہ شایان ہے"، یا یہ کہنا کہ ترک تہذیب اور روشن خیالی کے نہ صرف ناقابل بلکہ دشمن ہین، اور چونکہ وہ من حیث القوم آزادی قبول نہین کرسکتے اس لئے اونکا مستقبل تاریک ہے، مین بتکرار کہتا ہون کہ ترک ہمارے زمانہ کے آزادانہ خیالات سے بےخبر نہین ہین جو کچھ پچھلے اوراق مین بیان ہوا اوس سے

بخوبی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے لیکن ترکون مین ابھی اسقدر طاقت نہین ہے
کہ اپنے حکمرانون کی مطلق العنانی کا مقابلہ کرسکین اور بوجہ اختلاف مذہب و زبان
اونمین قومیت یکجائی صورت مین نہین ہے۔ اور بجاے اسکے کہ باہر سے انکو
امداد ملے انکی ہر طرح پر تضحیک اور تحقیر کی جاتی ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے
کہ عظیم الشان ملکی انقلابات یکلخت نہین ہوجایا کرتے۔ ہمین خود ظلم وستم سے
آزاد ہونے مین صدیان صرف کرنا اور خون کی ندیان بہانا پڑی ہین، اور ٹرکی جو
پولٹیکل لحاظ سے ابھی تک ازمنہ متوسطہ جیسی حالت مین ہے، ملکی ترقی کے آسمان
پر آسانی کے ساتھ بلا دقت صرف کیے، نہین چڑھ سکتی۔ ہان رفتہ رفتہ ترک بھی ایکدن
آزاد قوم ضرور ہو کر رہینگے +

کردستان جب ہم ٹرکی سے مشرق کی جانب چلتے ہین، تو اسلامی دنیا مین تمدن یورپ کے
آثار بتدریج کم ہوتے جاتے ہین۔ بالآخر اسکی مثالین خال خال نظر آتی ہین، نیم خانہ
بدوش قوم کرد لوٹ مار کرنے کی آسانی کے لیے آزادی چاہتی ہے نہ بذاتہ آزادی
کے لیے کیونکہ موجودہ تمدن کیحالت کے لحاظ سے وہ آزادانہ خیالات سے کوسون
دور ہین عبدالرحمن بے پسر بدرخان بے مشہور باغی نے جسنے سنہ ۱۸۴۰ء مین
باب عالی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا اپنے اخبار کردستان مین جو جنیوا سے نکلتا
تھا، یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کردستان کی "قومی آزادی" کا بھی مسئلہ اہمیت
رکھتا ہے، لیکن یہ یقین کرنا سخت مشکل ہے کہ اہل کرد، جنکی بابت ہیرودوتوس نے

لکھا ہے "تمدن کے اس درجہ پر پہونچ گئے کہ قومی آزادی کی تمنا کرنے لگے اور اخبارات کے ذریعہ سے جنیوا مین بیٹھکر جو شور و شغب کیا جاتا ہے وہ دراصل قصر یلدیز کو دہمکانے کے لئے ہے۔ کیونکہ بدرخان کے رشتہ دار سلطان معظم سے مراعات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ تمام شورش چند روزہ تہی اور اخبار کردستان جلد بند ہو گیا۔

ایران مین اصلاح جدید

اس سے بھی زیادہ دلچسپ وہ دماغی جوشش و خروش ہے جو ایران مین ظاہر ہو رہا ہے، اس کا آغاز بہت دلون سے ہو چکا تھا اور ملک بہ نسبت ٹرکی کے زیادہ تیار معلوم ہوتا تھا کیونکہ ایران مین قومیت کے اجزا ٹرکی سے زیادہ مضبوط تھے، اہل ایران زیادہ زندہ دل، زیادہ ذہین، اور جلد تر جوش مین آجانے والی قوم ہین ظلم، بدنظمی، اور بدامنی، ایران مین بہ نسبت ٹرکی کے زیادہ ناقابل برداشت ہے کیونکہ ٹرکی اپنے مشرقی ہمسایہ (ایران) سے ترقی جدید مین سو برس آگے ہے اور ایران مین ابھی تک کوئی کوشش نظام سلطنت کو باضابطہ بنانے کی نہین کی گئی ہے، لیکن تعجب کی بات ہے کہ ملک کے خودمختار بادشاہ نے خود بخود آزادی کی جانب میل ظاہر کیا، ناصرالدین شاہ تخت نشین ہوتے ہی آزادانہ خیالات کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ فری میسن[۵۱] لاج قایم کرنے پر آمادہ ہو گئے، اور کچھہ دلون تک شاہ موصوف کا یہ حکم تھا کہ جملہ وزیر (بلا خیال شاہی مرتبہ کے) بادشاہ کو برادر کہکر خطاب کیا کرین،

---

[۵۱] فری میسن لاج کو ایرانی "فراموش خانہ" کہتے ہین۔

لیکن نوجوان بادشاہ کا یہ حکم زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہا، فراموش خانہ جلد دل سے بہلا دیا گیا اور رفتہ رفتہ ناصر الدین شاہ بہی پکا ایشیائی مطلق العنان حکمران بنگیا۔ اور اگرچہ فرقہ بابی کی خفیہ سوسائٹی نے شاہ مذکور کو دہمکایا تہا، لیکن اسکا کچھہ اثر نہ ہوا۔ بابی مذہب والون کی نیت اور کامون کی بابت یورپ مین ہمیشہ غلط فہمی رہی ہے۔ مگر حال مین پروفیسر جی براؤن[۵۱] نے اونکے صحیح حالات شایع کئے ہین۔ اونکی کوششون کی بنیاد ابتدا سے یہ ہی ہے کہ سلطنت مین امن اور قانون قائم ہو، خود مختاری کے جابرانہ مظالم مسدود، اور موجودہ وحشیانہ مراسم ایران مین کم ہون۔ اسلامی مسئلہ الہام سے جو کام لیا گیا وہ نئی باتین جاری کرنے کے لیے محض بہانہ تہا، مثلاً یہ کہ حرم سرا کے قیود دفع کئے جاوین، محصول کی تقسیم عمدہ اصول پر ہو۔ ملاؤنکی قوت محدود کیجاے۔ اور عوام الناس کو بد نظمی، ظلم و جہالت کی قید سے آزاد کیا جاے، ان اصلاحون پر جو اثر مغرب کا ہوا ہے وہ بابیون کے پیر و مرشد کی (جو جلا وطنی کیحالت مین رہتا ہے) تحریرون سے صاف طور پر پایا جاتا ہے۔ بابی مذہب جسکی بابت کبھی یہ خیال تہا کہ وہ ایک خطرناک مذہبی تحریک ہے جو جہالت کے جوش کو بھڑکاتی ہے، باوجود اپنی ظاہرا صورت کے گورنمنٹ کے جبر و ظلم اور وحشیانہ طریقہ کے خلاف فقط ایک زبردست آلہ تہا۔ یہ امر کہ مرزا محمد علی[۵۲] شیرازی بابی مذہب کے، جو باب کے

بابی مذہب

---

[۵۱] دیکھو کتاب A Travellers - Narrative مترجمہ پروفیسر اڈورڈ جی براؤن مطبوعہ کیمبرج سنہ ۱۸۹۲ء

[۵۲] اصل نام مرزا علی محمد تہا۔ مترجم

نام سے مشہور ہوا متذکرہ بالا اصول پر عمل کیا یا نہین، ثابت کرنا مشکل ہے، حالانکہ الہامی قوتین اونکی جانب منسوب کیجاتی ہین۔ مگر یہ بات ظاہر ہے کہ باب کے جانشینون نے فروعات مذہبی کی بحث کو جلد چھوڑ دیا۔ اور پولٹیکل (ملکی) اور سوشل (معاشری) اصلاح کو اختیار کیا۔ اور بابیون کے فرقہ بہائیہ[ف۱] کا مقتدا اپنے خطوط مین ایسے خیالات کا اظہار کرتا ہے جنسے بجاے نیک مسلمان شیوخ کے، یورپ کے سوشلسٹ اور جمہوری سلطنت کے طالبون کے اصول کی صاف بو آتی ہے، یورپ مین بابیون کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی پہلی ہوئی تہی۔ لیکن اڈورڈ جی براؤن نے ہمارے سامنے اونکے خیالات اور خواہشات کی ایسی تصویر کہنچی ہے جس سے ایسے لوگون کو بہی جو ایشیا خصوصاً ایران سے بخوبی واقف ہین اچنبا ہوتا ہے۔ شیخ بہائی نے جو اسوقت جزیرہ سائپرس[ف۲] مین جلاوطن ہے، انقلاب بابیہ کی تاریخ مین مذہبی معاملات کو دوم درجہ کی جگہہ دی ہے۔ مگر اہل ایران کے پولٹیکل اور سوشل امور پر اور نیز قوم کے عام انحطاط پر بہت زور دیتے ہین اور انکو موجودہ ظالمانہ حکومت کا نتیجہ قرار دیتے ہین۔ جو لوگ اسلامی ایشیا سے واقف ہین اونہین تعجب ہوگا کہ یہ مذہبی امام جو ایک فرقہ کا لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ آزادی، اخوت اور مساوات پر بحث کرتے وقت عیسائی یورپ کی ماضی و حال کی تاریخی واقعات سے

ف۱ باب کی وفات کے بعد بابی فرقہ کے دو حصہ ہوگئے۔ بہاؤ اللہ کے پیرو بہائی کہلاتے ہین اور محمد علی کے جس کا لقب ازل تھا ازلی کہلاتے ہین۔ مترجم ف۲ قبرس دیکھو سفرنامہ روم و شام شبلی نعمانی۔ مترجم۔

بلا تکلف استدلال کرتا ہے، ایران کی اسلامی گورنمنٹ نے اپنے طرز عمل سے فرقہ بندی کی نفرت کو رعایا میں بہت کچھہ بڑہا دیا ہے۔ اسکے مضر اثرات کی نسبت یہ ایرانی عالم حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

شیخ بہائی کے خیالات

"ہر گورنمنٹ کا پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ کانشنس (نور ایمان) کی آزادی اور اطمینان قلبی کو ملک میں پہیلائے۔ کیونکہ یہ باتیں ترقی اور دوسری اقوام پر برتری حاصل کرنے کے خاص اصول ہیں۔ صرف فرقہ بندی کے جہگڑون سے علیحدہ رہکر اور تمام فرقون کو مساوی حقوق دیکر تہذیب یافتہ ممالک نے برتری، قوت اور اقتدار حاصل کیا ہے۔ تم ایک قوم۔ ایک جنس۔ ایک ملت کے نائب سمجہے جاتے ہو۔ تمہارا مشترک مفاد مقتضی ہے کہ آپسمین بالکل مساوات ہو کیونکہ مساوات اور انصاف سے سلطنت مین توسیع ہوتی ہے۔ زمانہ دگرگون ہوگیا ہے۔ اور اسکے ساتھہ انسانون کے خیالات اور ضروریات بہی بدل گئی ہین۔ مذہبی امور مین رواداری کا برتاؤ کرنے کی وجہہ سے شمال ومغربی یورپ کی ایک سلطنت (انگلستان) پانچون براعظمون مین بڑے بڑے ممالک کی مالک بنگئی ہے۔ برطانیہ اعظم جو

انگلستان کی مثال

شمالی اطلانطک مین چہوٹا سا جزیرہ ہے، ہندوستان کی وسیع سلطنت کے مقابلہ مین کچہہ حقیقت نہین رکہتا، لیکن منصفانہ قانون، آزادی کانشنس، مختلف اقوام اور ملتون کے ساتھہ انصاف اور رواداری کا برتاؤ کرکے انگریزون نے تقریباً تمام دنیا پر قبضہ کرلیا ہے، اور انہین اصولون پر کاربند ہونے کی وجہہ سے اہل انگلستان

نے اپنی قوت اور اقتدار کو مستحکم اور وسیع کیا ہے اور اپنے لئے منصف مزاج کا لقب
حاصل کرلیا ہے۔ اپنے ارادے مین مستحکم ہونا اور ہمہ وقت مفید کامون مین منہمک
رہنا مذہبی جوش اور تقدس کا سچا میعار ہے۔ یہ نیکیان درحقیقت روح انسانی کے
لیے بہترین زیور ہین۔ زمانہ متوسطہ مین جبکا آغاز سلطنت روما کی تباہی سے اور
خاتمہ مسلمانون کے قبضہ قسطنطنیہ پر ہوا تمام ممالک یورپ مین تعصب اور ظلم کا
دور دورہ تھا کیونکہ اسوقت چرچ (کلیسہ) کی حکومت سب پر محیط تھی۔ انسانیت کی
کل عمارت بیخ و بنیاد سے ہل گئی تھی۔ خوف اور بے چینی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی
تہذیب کے نیست و نابود ہوجانے کا خطرہ تھا، دنیاوی قوت متنزلزل ہوگئی تھی
مگر اسپر بھی چرچ نے اپنا اقتدار یورپ مین قایم رکھا، اسکے بعد رواداری اور آزادی
ایمان (کانشنس) کا زمانہ آیا مردم آزاری اور تعصب کا خاتمہ ہوا۔ تمام ممالک مین
قانونی مساوات کا وعظ ہوا، اقبال و اقتدار کی روشنی افق یورپ پر منور ہوئی اور
ہر طرف ترقی کے آثار نمودار ہوئے، اگلے وقتون مین ایشیائی حملہ آورونکے سامنے
یورپ کی بڑی سی بڑی قوتین کانپتی اور سر تسلیم خم کرتی تھین۔ مگر اب ایشیا کا کوئی ملک
یورپ کی چھوٹی سی چھوٹی ریاست کا مقابلہ نہین کرسکتا، یہ باتین آزادی کی
مقدس حقوق کا نہایت مضبوط اور معقول ثبوت ہین آزادی دماغ کو وسیع
اور اخلاق انسانی کی تہذیب اور فطرت کے رازون کا اظہار
اور ظاہری (یعنی مادی دنیا) کے پوشیدہ حقائق کا انکشاف کرتی ہے،،۔

شیخ بہائی کا درجہ

جو لوگ اسلامی دنیا سے واقفیت رکھتے ہین اون کو خیالات بالا کے مطالعہ سے تعجب ضرور ہوگا کہ شیخ بہائی کی تحریرات مین جابجا بکثرت خیالات اسی قسم کے پائے جاتے ہین - مین مدتون سے ایشیا کے تمام ممالک کے مسلمانون سے خط و کتابت اور سبیل ملاقات رکھتا ہون لیکن مین نے شیخ بہائی کی مثل کسی کے خیالات مین اسقدر وسعت اور پاکیزگی نہین پائی - برخلاف اسکے مینے دیکھا ہے کہ مسلمانون کے دینی یا دنیوی پیشواؤن نے یورپ کی برتری کا اقرار بھی کرنے کو اپنی تذلیل اور تحقیر کا باعث سمجھا ہے - ترک، ایرانی، عرب، ہندوستانی، مغربی تہذیب مین خواہ کتنی ہی ترقی کر جائین اور اونیسوین صدی کے مروجہ خیالات سے خواہ کتنے ہی واقف ہون لیکن تمدن یورپ کی تعریف کرنا یا اسبات کا اقرار کرنا کہ ترقی انسانی کے لئے صرف یہی ایک ذریعہ ہے، اونکے لیے نہایت مشکل کام ہے - آزاد خیالی اور تمام اقوام اور ملتون کے مساوی حقوق ہونا ایسی باتین ہین کہ آج بھی یورپ مین انکی تمنا کیجاتی ہے - لیکن چالیس سال پہلے میرے نزدیک اہل ایشیا ان خیالات کی صلاحیت نہ رکھتے تھے، اگر یہ بھی مان لیا جائے، کہ شاید شیخ بہائی ہی ایسا شخص ہے جسنے ان آزادانہ خیالات کا اظہار کیا اور اپنے ایک خط مین شاہ ایران کے نام بھیجکر ظلم و تعدی سے درگذر کرنے کی تلقین کی ہے ہمین بلحاظ اسکے کہ وہ مشرق مین مغربی اثر کی زندہ مثال ہین، اونکی ذات پر فخر ہے - اسمین شبہ ہے کہ پیروان مذہب بابیہ اپنے موجودہ پیر و مرشد کے وسیع اور آزادانہ خیالات سے متاثر ہوئے ہین یا نہین

لیکن قیاس مقتضی ہے کہ شیخ بہائی کے خیالات کی اشاعت ہو گی اور اُن کا دائرہ اثر وسیع ہو گا ⁂

ایران مین بیداری

ایران مین آزاد خیالی کی بیداری کا مزید ثبوت یہ ہے کہ ایک فارسی اخبار موسومہ قانون لندن سے شایع ہوا ہے، اس رسالہ کے اصول اگرچہ بعض اوقات صحیح نہین ہوتے لیکن ایرانی نامہ نگارون کے مضامین، جنمین ہر قسم اور درجہ کے لوگ شامل ہین، صاف طور پر ظاہر کرتے ہین کہ اہل ایران آزاد گورنمنٹ اور کامل اصلاح کے دل سے متمنی ہین، اس اخبار کے ہر کالم سے خوش نظمی اور اصلاح کی خواہش ٹپکتی ہے، ایک مرتبہ انقلاب پسند ایرانیون نے جو ملک مین بربادی اور تباہی کو شاہی مشیرون پر محمول کرتے ہین، مفصلہ ذیل مضمون کا خط اخبار مذکور مین شایع کیا تھا :-

"اے معتمدان، وزرا اور امراء سلطنت اتم بادشاہ کے سامنے واقعی حالات ملک کو ظاہر کرنے مین کیون پس وپیش کرتے ہو جبکہ تم رعایا کی بے اطمینانی اور روز افزون نفرت سے واقف ہو۔ تم جانتے ہو کہ عمال اور رعایا دونون مصیبت کی حالت مین ہین اور ملک مین ویرانی پھیلی ہوئی ہے۔ تم جانتے ہو کہ سلطنت اور رعایا کے حقوق کس طرح برباد ہو رہے ہین۔ تم واقف ہو کہ دول غیر کے سفیر ہماری نسبت کیا کہتے ہین اور حدود ملک کے اندر بد نظمی پھیلی ہوئی ہے، بارہا تم نے متفق ہو کر فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ حالت قایم نہین رہ سکتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فوراً تمام حالات

بادشاہ کی خدمت مین عرض نہین کیے جاتے کیا تم ڈرتے ہو کہ بادشاہ ان حالات کو سنکر برہم ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو تم ملکی ہمدردی کے کیا معنی سمجھتے ہو۔ تمہاری حب وطنی کس کام کی ہے، جب تم ذاتیات کو ملکی اغراض پر ترجیح دیتے ہو تو تمہاری اور بزدل دغابازون کیحالت مین کیا فرق ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اپنے گرد و پیش نظر ڈالو کہ فی زمانناتمام ملک مین کیسی بربادی پہیلی ہوئی ہے۔ دنیا مین کتنے بادشاہ ملک چہوڑکر بہاگ گئے۔ کتنے تاج و تخت برباد ہوئے۔ اور کتنی مغرور جانین قعر مذلت مین گری ہین۔ یہ بادشاہ صرف اسوجہ سے تباہ ہوئے کہ دغاباز درباری سوائے اپنے آپ کے اور کسی شخص کے اونکی خدمت مین آنے اور رسوخ پانے کے روادار نہین ہوئے، اگر تم مین ذرہ برابر بھی احساس اپنے محسنونکی مہربانی کا ہے تو تمہین چاہیئے کہ مطلق دیر نہ کرو، کیونکہ مصیبت بالکل سر پر آپہونچی ہے۔ اور اگر تم یہ باتین بادشاہ کی خدمت مین براہ راست عرض کرنے کی جرارت نہین رکھتے ہو تو اس قدر غیرت تو ضرور چاہیئے کہ ہماری یہ معروضات بادشاہ کی نظر سے گذرنے دو۔ یہ خیال کرکے کہ ہم خواہ ضبط کی وجہ سے یا وفاداری کے خیال سے ملک کی خدمت مین شہید ہونا چاہتے ہین، برائے خدا ان گونگے اور بے زبان مصیبت زدون کی آواز کو جنکے ہم قایمقام ہین، شاہ معظم کے تخت تک بلا اپنی مداخلت کے پہونچنے دو، بجائے اسکے کہ ہمارے شریف اور عقلمند اور مہربان دل بادشاہ کو فقیرون کے مفلوک گروہ کا رہنما بنایا جائے، اجازت دو کہ ہم شاہ معظم کی ذاتی صفات سے کام لیکر ایرانی سوسائٹی کا

شاندار حکمران بنائین،،

ایرانیون کا جوش
ایک دوسرا نامہ نگار خیط اور جوش کیحالت مین اپنے اُن ہموطنون کو جو ممالک غیر مین رہتے ہین، اس طرح خطاب کرتا ہے:-

"اے اہل ایران جو اپنے وطن مالوف سے دور رہتے ہو، اپنے مصیبت زدہ بھائیون کی جو یہان غلامی مین دن کاٹتے ہین، آواز سنکر تمھین افسوس کرنا چاہیے تم اقوام غیر کی حفاظت مین رہتے ہو اور اونکے امن اور اطمینان سے حصہ پاتے ہو، تم ضرور اپنے دل مین یقین کرتے ہوگے کہ ہمارے ملک مین جو بدنظمی اور مصیبت برپا ہے وہ ہمارے سردارون کی حماقت اور بدطینتی کیوجہ سے ہے، ہمارے سردار رعایا کی حفاظت اور خوشحالی کیطرف توجہ نہین کرتے اگر اہل ملک اپنا زور نہ دکھائنگے تو بادشاہ یا فرشتے ہمین عمدہ قانون نہین دیسکتے۔ صرف اصلاح کا جوش ہماری مدد کرسکتا ہے کیونکہ وہ ہمین انسانیت کا سبق سکھاتا ہے۔ مگر یہ جوش کسی بیرونی قوت سے حاصل نہین ہوسکتا۔ اسکا اظہار اندر سے ہونا چاہیئے، انسانیت کے تمام اصولون کا منبع اور مرکز اسلام ہے۔ بس اسکی ہدایات پر نہایت احتیاط، وفاداری اور جوش کے ساتھ عمل کرو تو ہمارا مطلب ضرور حاصل ہوگا،، *

اسلام اور بدعت
اسلام کو ہر قسم کی اصلاح کا ابتدائی اصول قرار دینے سے کم ازکم یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ اوسکی مدد سے ہر ایک جدت اور بدعت مسلمانون کے دل کو بخوشی تمام گوارا ہوسکے گی، علاوہ برین یہ طریقہ اصلاح کی ترقی کے لیئے تاریخانہ لحاظ سے بھی

موزون تر ہے بہ نسبت اصطباغ کے طریقے کے جو یورپ کے مشنری اختیار کرتے ہین۔ اس سلسلہ مین ایک عالم سید کا مضمون جو اخبار قانون مین شایع ہوا ہے خاص ذکر کے قابل ہے۔ بدعتون کے رواج دینے کی امتناع کی لغویت ثابت کرتے ہوئے عالم موصوف تحریر کرتا ہے :-

"اسمین مطلق شبہ نہین ہے کہ حضرت محمد صلعم کے بعد دوسرا نبی دنیا مین نہ آئیگا۔ اس امر کا اقرار کرنے کے ساتھ ہم ایک دوسری حقیقت کی قوت سے انکار نہین کر سکتے۔ کیا یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ یہ دنیا ایک لمحہ کے لیے بھی بغیر خدا کی مرضی کے قایم رہ سکتی ہے ؟ جہالت اور وحشت کے زمانہ مین خدا ہمارے پاس پیمبر بھیجدیتا تھا۔ اور اگر حضرت محمد صلعم کے ظہور سے اُن کا آنا بند ہو گیا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ پیمبری کی شخصیت، نہ کہ اوسکی حقیقت یا روح کا اتمام ہوا ہے، پیمبری کی یہ روح اور یہ روشنی نیک اور باخدا لوگون کی کوشش کی صورت مین قائم رہتی ہے ایسے محب وطن بنی نوع انسان کو شرف بخشتے اور ملک کو ہر قسم کا فائدہ پہونچاتے ہین۔ اسمین کچھ شک نہین کہ تار برقی اور دخانی انجنون کے موجدون کا کام خدا کے نزدیک زیادہ مقبول ہوگا بہ نسبت اون فقیرون کے جو عبادت کے غلط معنی سمجھکر اپنے جسم کو تکلیف اور اذیت دیتے ہین" ؛

ٹرکی وایران — مطلق العنانی کے ساتھ کشمکش اور آزادانہ حکومت حاصل کرنے مین،

ایران مین بمقابلہ ٹرکی کے زیادہ وقت پیش آئیگی - کیونکہ ایران مین جہان ہمیشہ سے گورنمنٹ کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے ملاؤن نے اپنی حکومت اور اثر کو رعایا پر قایم رکھا ہے اور جو شخص ایران کے شملہ پوش اخوند، ملاؤن، سیدون اور مجتہدون سے واقف ہے اوسکو اصلاح کے کامیاب اشاعت کی نسبت زیادہ مغالطہ نہین ہوسکتا ✤

تمباکو کے اجارہ دینے کے وقت ہم دیکھ چکے ہین کہ علما کی قوت ابتک نسبت گورنمنٹ کے بہت زیادہ ہے گو اسی اقتدار کی روز افزون ترقی ملاؤن کی آنکھ مین مثل کانٹے کے کھٹکتی ہے اور اسلئے جو کوشش ایسی اصلاح مین کیجائیگی جس سے علماؤ کا اثر کم ہو، گورنمنٹ کیلئے خطرہ سے خالی نہین ہے ✤

باب ششم

مغربی تمدن کا اقرار

قدیم وجدید خیالات

جو مسلمان مغربی تمدن سے کسیقدر متاثر ہوئے ہین اونمین بیداری کے بین آثار پایے جاتے ہین۔ لیکن باوجود اسکے آزاد خیالات پھیلانے والے مصلحون کے نزدیک اسلام کا مستقبل بوجہ اسکے کہ یورپ کا اثر غلبہ پاتا جاتا ہے، نہایت اہم مشکلات سے مملو نظر آتا ہے۔ پرانے خیالات کے بیشتر مسلمان قسمت کے اٹل فیصلہ پر قانع رہتے ہین "تعز من تشاء وتذل من تشاء" جیسے آیت قرآنی کے مقابلہ مین انسانی کوششین ناگزیر واقعات کے بدلنے کے لئے محض بیکار سمجھی جاتی ہین۔ جب کبھی راسخ الاعتقاد مسلمان اسلام کے تنزل کے اسباب پر غور کرتے ہین تو اس خرابی کا باعث زیادہ تر دین وایمان کے نقص اور معاملات زندگی مین عیسائیون کے خیالات کی تقلید کو قرار دیتے ہین۔ برخلاف اسکے وہ مسلمان جو تمدن یورپ سے متاثر ہوئے ہین اس انکسار سے نوشتہ تقدیر کے قائل نہین ہوتے۔ وہ موجودہ تمدن کے فوائد کیجانب سے اپنی آنکھین بند نہین کرتے۔ بلکہ اپنے گرد وپیش ایسے ذرائع تلاش کرتے ہین جنکی مدد سے آنے والا خطرہ رفع ہوسکے اور کوشش کرتے ہین کہ کوئی طریقہ ایسا ہاتھ لگے جس سے اسلامی دنیا تمدنی ترقی کے

اوس درجہ پر پہونچ جائے جہان آج عیسائی ممالک نظر آتے ہین۔

مغرب کی برتری کا اقرار

تاریخ یا پالیٹکس پر جو فلسفیانہ بحث ابن خلدون اور کوشی بے نے کی ہے موجودہ زمانہ کے مسلمان مؤلفون سے ایسی امید رکھنا غیر ضروری ہے کیونکہ اونکی آنکھین علوم جدیدہ نے کھولدی ہین۔ نصف صدی پہلے حد درجہ کے روشن خیال مسلمان بھی تمدن یورپ کی برتری کا اقرار کرتے ہوئے شرماتے تھے مگر اب وہ نہایت آزادی اور فراخ دلی کے ساتھ ایشیائی دنیا کی تہذیب و تمدن کے نقائص اور غلطیون کو بیان کرتے ہین۔ قسطنطنیہ کے ترکی اخبارات مین ایسے خیالات کا اظہار ممکن نہین ہے، کیونکہ وہان پالیٹکس اور انتظام سلطنت پر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنا قطعاً ممنوع ہے حتی کہ لفظ حریت کا چھاپنا بھی قابل سزا قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ایسے ترکی اخبارون مین جو دیگر ممالک سے شایع ہوتے ہین ان معاملات پر آزادی کے ساتھ بحث ہوتی ہے اخبار "ترک" مطبوعہ قاہرہ کے نمبر ۲۳ مین کسی تعلیم یافتہ مسلمان کا مفصلہ ذیل مضمون شایع ہوا تھا جو خاص دلچسپی رکھتا ہے:-

آزادی کی برکتین

"پچیس سال قبل شہر صوفیہ مین بکثرت پیچ در پیچ میلی سڑکین تھین جیسی کہ ہمین آج بھی اوڈریا نوپل۔ نینی نا۔ مونا سٹیر وغیرہ مین نظر آتی ہین۔ وہان کوئی خوبصورت یا آرام دہ چیز نظر نہ آتی تھی اور سوائے چند عبادتگاہون، بارگون، اور جیلخانون کے اور کسی چیز سے تمدن کے آثار نہ پائے جاتے تھے، لیکن جب سے صوفیہ بلگیریا کے قبضہ مین آیا اوسمین اسقدر اصلاحین اور اضافے کئے گئے ہین کہ پہلے شہر کا دیکھا تھا

مشکل ہے۔ اب وہان سیدہی صاف ستھری سڑکین، چوک، تہیٹر، عجائب خانے، چڑیاگھر
اور نباتات کے باغات، برقی روشنی، ٹرہموے، ٹیلیفون وغیرہ سب کچھہ نظر آتا ہے
نہ صرف صوفیہ بلکہ وارنا، فلپ پولس، اور دیگر شہرون نے بہی یورپ کی وضع اختیار
کی ہے۔ رومانیا۔ سرویا۔ یونان۔ بلگریا آزاد ہوتے ہی تہذیب کی روشنی سے
سنور ہوگئے ہین۔ کریٹ کی حالت بہی جلد بدل جائیگی۔ لیکن جب ہم اپنے ملک پر
نظر ڈالتے ہین تو دیکھتے ہین کہ اڈریانوپل، بروسا، حلب، دمشق اور بغداد جو کبہی سلطنت
کے مرکز تصور کئے جاتے تھے، اپنی قدیم شان اور زیبائش کہو کر کس مپرسی اور لاپروائی
کی بدولت برباد اور بدنما ہوگئے ہین۔ ہم انکے باشندون کے ساتھ جو تاریکی اور جہالت
مین مبتلا ہین ہمدردی ظاہر کرتے ہین۔ حالانکہ بروسا اور اڈریانوپل دارالسلطنت کے
متصل واقع ہین لیکن وہان بدوضع پورانی قسم کی گاڑیان بیل کہینچتے ہین، گہوڑا
گاڑیون کا کہین پتہ نہین، دور کیون جاؤ خود قسطنطنیہ ہی کو دیکھو جہان لاکہون کی آبادی ہے
اور قدرتی مناظر کے لحاظ سے تمام دنیا کے شہرون سے ممتاز ہے۔ ناہموار سڑکون پر
کوڑہ کرکٹ کے انبار پڑے ہین اور بازاری کتے لوٹ لگا رہے ہین۔ سپاہیونکی بارکین
بکثرت موجود ہین مگر سپاہی بغاوت فرو کرنے کیلئے ہین نہ کہ باشندونکی جان ومال کی
حفاظت کیلئے، استانبول مین نہ کوئی تہیٹر ہے نہ نباتات یا حیوانات کے باغات حالانکہ
یہ چیزین فی زمانہ آسٹریلیا اور سائبیریا جیسے دور دراز ممالک مین بھی پائی جاتی ہین
پس کیا تعجب ہے اگر اہل یورپ یہ کہتے ہین کہ ترک رعایا یورپ مین ہین اگرچہ یورپ

مین سے نہین ہین، اونہین یورپ کی بو باس نہین، اونہین مہذب بننے کی صلاحیت نہین۔ وہ کبھی یورپ مین مستقل قیام کا ارادہ نہین رکھتے۔ پس لاؤ انہین مارکر ایشیا مین بھگادین! خدا کے لئے اس سست رفتاری اور لاپروائی سے بازآؤ ہمین تہذیب اور تمدن کی جانب سے اپنی آنکھہ نہ پھیرنا چاہیئے، ہم تونا ولاتیی[۱۵] کے سامنے شرم سے پانی پانی ہوجاتے ہین یہ وہی سروین اور بلگرین ہین جنہین کچھہ دن ہوئے سور چرانے والے کا خطاب دیا کرتے تھے۔ ہان آؤ ہم ظلم اور تعدی کی ماتحتی سے نکلکر انصاف اور عقلمندی کے محکوم ہون"۔

مراکش

اس اخبار ترک کے نمبر ۵ مین مراکش اور ابی سینیا کی پولٹیکل حالت کا مقابلہ کیا گیا ہے، مراکش باوجود یورپ کے اس قدر قریب ہونے کے حد درجہ کی بربادی اور بدنظمی کا شکار ہو رہا ہے۔ وہان پکی سڑک کا نشان نہین۔ نہ انتظام نہ انصاف دراصل کوئی چیز بھی ایسی نہین جس سے تمدن اور ترقی کے آثار پائے جاتے ہون برخلاف اسکے عیسائی ریاست ابی سینیا مین جو یورپ سے اس قدر دور واقع ہے، اور کچھہ دنون پہلے بالکل وحشی اور جنگلی خطہ تھا، تمدن جدید استقلال کے ساتھہ ترقی کر رہا ہے۔ دارالخلافہ سے ساحل سمندر تک ریلوے بنائی گئی ہے۔ فرمانروا اور رعایا دونون ترقی کے جوش سے بھرے ہوئے ہین اور ہمیشہ آگے قدم رکھنے کی کوشش مین رہتے ہین۔

[۱۵] تونا ولاتیی یا صوبہ ڈینیوب، بلگیریا کے شمالی حصہ کا نام تھا جسکا دارالحکومت اشتیک تھا۔

اگر آج سے پچاس سال قبل کوئی ترک ایسے الفاظ قلم سے نکالتا تو یقینی طور پر قید خانہ یا پاگل خانہ مین بند کیا جاتا، کیونکہ ایسے الفاظ کا زبان پر لانا ہی کفر و الحاد سمجھا جاتا تھا صرف پوشیدہ طور سے لوگ ایسے خیالات ایک دوسرے تک پہونچا سکتے تھے۔ مگر اب تمام جھوٹی شرم بالائے طاق رکھدی گئی ہے۔ وسط ایشیا کے مسلمان جب عرب کے مقدس شہرون سے حج کر کے ہندوستان کی راہ سے واپس آتے ہین تو گھر پہونچکر اکثر کہا کرتے ہین کہ ”انگریزون کا ایمان سیاہ ہے۔ مگر اونکا انصاف سفید ہے“ ایسے ہی خیالات کا اظہار ایک تعلیم یافتہ ترک نے انگریزی قبضہ مصر کے متعلق کیا ہے:۔

مصر ”اگرچہ یہ امر اہم ترکون کے لیے باعث شرم ضرور ہے مگر ہم اسکا اقرار کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ انگریزون کا اقتدار مصر مین اہل مصر کے لیے بڑی خیر و برکت ثابت ہوا ہے۔ انگریزون اور فرانسیسیون کے درمیان اتحاد قائم ہونے سے بازار کا نرخ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے وادی نیل مین ہر چہار طرف خوشحالی کے آثار پائے جاتے ہین ملک اور رعایا مالدار ہین اور ہر شخص امن اور اطمینان کے ساتھ اپنی دولت سے لطف اوٹھاتا ہے اور اپنے گھر کا بادشاہ ہے۔ اگرچہ خزانہ محاصل ملک سے لبریز ہے مگر رعایا محصول کا بار محسوس نہین کرتی۔ جبر و تشدد کی ضرورت نہین ہوتی اور ایک تحصیلدار آسانی سے مالگذاری وصول کر لیتا ہے۔ صنعت و حرفت اور اپنے ذاتی رجحان طبیعت سے اہل ملک فائدہ اوٹھاتے ہین تجارتی انجمنین قائم ہو رہی ہین زمین، آب و ہوا، اور

حالت ملک سے متمتع ہونے کیلئے ہر قسم کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور حاکم و محکوم مین تعلقات بہت اچھے ہین۔ لیکن افسوس ان دل خوش کن حالات سے ترک نہین بلکہ غیر ملک والے زیادہ فائدہ اوٹھاتے ہین۔ کیونکہ بد قسمتی سے ٹرکی گورنمنٹ نے نہین بلکہ انگریزون نے یہ تمام عجائبات مصر مین پیدا کئے ہین*

امریکن سول وار[۵۱] کے زمانہ مین روئی کا نرخ غیر معمولی طور پر بڑھ گیا تھا اور ایک بیگہ کاشت مین پچاس لائر (مصری روپیہ) نفع ہوتا تھا۔ مگر باوجود اسکے کوئی شخص مفت زمین کاشت کرنے پر بھی آمادہ نہوتا تھا کیونکہ اوسوقت کی ظالم گورنمنٹ نے پچاس لائر فی بیگہ محصول رکھا تہا اب انگریزی انتظام کیوجہ سے گو ۱۰ سے ۱۵ - لائر فی بیگہ تک پیداوار ہے مگر زمین کی قیمت ۱۵۰ - اور بعض جگہہ ۲۰۰ - لائر ہوگئی ہے۔ اس مثال سے ہم اندازہ کرسکتے ہین کہ عدل وانصاف انسان کو کس درجہ مرفع الحال اور مالدار بنا سکتے ہین۔

لیکن اب گذری ہوئی بات پر رونا بیکار ہے۔ ہمین حق کا سامنا کرنا چاہیئے۔ خواہ کتنی ہی تکلیف کیون نہو حق بات کو ماننا چاہیئے۔ اگرچہ وادئی نیل ہمارے قبضہ سے نکل چکی ہے۔ لیکن وادی دجلہ وفرات کو محفوظ کرکے اپنے لیے فائدہ رسان بنانا چاہیئے"*

ایران کی حالت

نہ صرف ترک بلکہ اکثر ایرانی بھی ان امور کی نسبت اپنی مذمت اور مغرب کی

[۵۱] خانہ جنگی۔

برتری کا آزادی کے ساتھ اقرار اور اپنے ملک کی ناگفتہ بہ حالت پر اظہار تاسف
کرتے ہین ابراہیم بیگ ایرانی نے، جو قاہرہ مین پیدا ہوا تھا اپنے ملک اور دین
کی ہمدردی کے جوش مین آکر ایران کا سفر اختیار کیا تا کہ وطن مالوف کی حالت
سے پوری واقفیت حاصل ہو جائے اوسنے شیعہ مذہب کے جملہ مقدس مقامات
کی زیارت کی اور ایران کے مشہور شہرون کا دورہ کیا - مگر جس بربادی، بد نظمی،
رشوت کی گرم بازاری، ظلم و تعدی، بے انصافی، افلاس، اور کس مپرسی کی حالت
مین اوس نے اپنے خوش منظر ایران کو مبتلا پایا اوسے دیکھکر جو غم و غصہ اور صدمہ
اور مایوسی ہوئی اوسکے بیان کو الفاظ ملنا محال ہے اس سچے ایرانی نے جو غمناک
تصویر موجودہ حالات ایران کی کھینچی ہے اوس سے بہتر نہین ہو سکتی اس جوشیلے
ہمدرد شیعہ مسلمان نے ایران کی طرز زندگی اور مراسم کا تمدن مغرب سے مقابلہ کرنا
شروع کر دیا اور اوسے نہایت افسوس کے ساتھ ہر معاملہ مین یورپ کو ترجیح دینا پڑی
اہل مشرق کی دماغی حالت مین جو غیر معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے یہ کتاب[۵۱] اوسکی نہایت
عمدہ دلیل ہے ؛

تدابیر ترقی

اپنی ردی حالت کا اقرار دوسرے ترک اور ایرانی مصنفون نے بھی کیا ہے
اس سے بخوبی ثابت ہے کہ تعلیم یافتہ اور مہذب مسلمانون کو پرانے مراسم اور طریق
زندگی کے نقائص اور فرو گذاشتون کو دیکھکر بڑی تکلیف ہوتی ہے اور نیز مغربی تمدن کی

۵۱ ابراہیم بیگ کے حالات سفر کا ترجمہ ایک جرمن عالم نے ۱۹۰۳ء مین مقام لیپزگ سے شایع کیا ہے۔

ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس نقص کے اقرار کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان مروجہ عیوب کی اصلاح کے بہترین ذرایع سنجیدگی کیساتھ تلاش کرنے لگے، مستند اور غیر مستند مشیرون کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی ہے۔ لیکن میرے قیام ایشیا کے زمانہ مین مجوزہ تدابیر کا نہایت پوشیدگی کے ساتھ ذکر ہوتا تھا مگر اب ان مسائل پر آزادی کے ساتھ مضامین لکھے جاتے ہین۔ اور بے دھڑک مباحثے ہوتے ہین، اس تحریک مین ہم (اہل یورپ) کو جس چیز کے ساتھ بہت دلچسپی ہے وہ مسلمانانِ ہند کے خیالات نہین ہین جو برطانیہ عظمیٰ کے سایۂ عاطفت مین رہتے ہین بلکہ امت محمدؐ کے اوس حصہ کی راے سے جو ملکی لحاظ سے آزاد ہین، کیونکہ موخر الذکر یقین کرتے ہین کہ اونکی مجوزہ تدابیر سے نہ صرف اونکی ذاتی پولٹیکل آزادی قایم رہیگی بلکہ تمام اسلامی دنیا کو آزادی حاصل ہوسکیگی۔ اس اسکیم (تجویز) کا خاص حصہ مستقبل ٹرکی سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ ٹرکی بوجہ قائمقام خلافت ہونے کے اسلامی دنیا مین سب سے بڑی اور سب سے زیادہ باا‌ثر سلطنت تصور کیجاتی ہے، اور یہ خیال ناواجب نہین ہے، کیونکہ سلطنت عثمانیہ کی پولٹیکل بربادی کے بعد اسلام کی آزادانہ زندگی کا خاتمہ ہوجائیگا۔ اسوقت تک جو تدابیر پیش کی گئی ہین اون سب کا ماحصل یہ ہے کہ مغربی تمدن اختیار کیا جاے لیکن ترکون نے اور ذرایع اختیار کئے ہین جنسے اونہین اصلاح کی قوی امید نظر آتی ہے۔

(۱) اتحاد عثمانی، پہلی تجویز یہ ہے کہ سلطنت ٹرکی کے مختلف القوم وملت فرقون کو

پولیٹیکل لحاظ سے ایک قومیت کے رشتہ مین متحد کرکے عثمانی قوم کی بنیاد ڈالی جائے لیکن جیساکہ پہلے بیان ہوا، یہ تجویز قابل عمل نہین ہے اور اس لئے اسپر بحث کرنا بیکار ہے۔

(۲) اتحاد ترکی، یعنی دنیا کے تمام ترکون کی متحد جماعت قائم کیجائے، یہ بھی نرا ڈھکوسلا ہے کیونکہ ترکون کے مختلف اجزا[۱] کی حالت مین اس قدر فرق ہے اور تمدنی رتبہ درجے سے اس قدر گرا ہوا ہے کہ اون سب کا ملکر کسی پولیٹکل جماعت کا قایم کرنا مشکل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ترکون کی بکثرت شاخین زیادہ تر سلطنت روس کی رعایا ہین، اور روس کے فولادی چنگل سے اونکا آزاد ہونا سخت دشوار امر ہے۔ اتحاد ترکی مین ایک یہ کمزوری اور ہے کہ اہل عرب اور اہل ایران ترکون کو عزت کی نظر سے نہین دیکھتے۔ اہل عرب ابتک ترکون کو غیر مہذب اور ناشایستہ قوم سمجھتے آئے ہین اور اونکے لیئے کثافت ترکی ضرب المثل اختیار کی ہے۔ حال مین جو بحث مابین اخبار "ترک" اور "المنار" ہوئی ہے اوسمین عربی اخبار (المنار) ترکونکو الزام دیتا ہے کہ اونہون نے اسلامی تمدن اور مذہب کی کوئی اصلی خدمت نہین کی ہے۔ اس کا اخبار "ترک" نے یہ جواب دیا کہ ترک ہمیشہ سے حامی دین رہے ہین۔ اگر اونکی تلوار کا زور

[۱] مثلاً ٹرکی اور مصر کے ترکون کی حالت مین بلحاظ ترقی علمی و شجاعت بہت فرق ہے اسکے علاوہ چینی اور تاتاری ترکون کی حالت اس قدر گری ہوئی ہے کہ اوتمین پولیٹیکل احساس پیدا کرنے کیلئے صدیان درکار ہین۔ مترجم۔

نہ ہوتا تو اسلام کی ہستی ناممکن ہوجاتی جسکی دلیل یہ ہے کہ جب سے عثمانی قوت کو زوال آیا، اسلامی دنیا کا معتدبہ حصہ عیسائیون کے قبضہ مین پہونچگیا۔ اور یہ کہ دماغی قابلیت کے لحاظ سے بھی ترک کسی سے کم نہین ہین کیونکہ البخاری، فارابی تفتازانی زمخشری اور دیگر نامور علماء ترک تھے[۵۱] اور یہ کہ تمدن جدید کے اکتساب مین ترکون نے عربون اور ایرانیون پر پیش قدمی کی ہے۔ اخبار ترک کے یہ دلائل بالکل صحیح ہین، مگر ترکون اور عربون کی قدیم منافرت برابر باقی رہیگی، حال مین اس منافرت مین بہت کچھ اضافہ ہوا ہے، اگرچہ اس تحریک کے سرغنا زیادہ تر عیسائی عرب ہین جیسا کہ نجیب ازوری کے رسالہ موسومہ "بیداری قوم عرب" سے واضح ہوتا ہے[۵۲]

پین اسلام ازم

(۳) اتحاد اسلامی (پین اسلام ازم) یہ ذریعہ بظاہر عیسائی دنیا سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنیکا بہترین آلہ نظر آتا ہے۔ اور جمہور مسلمانون کے نزدیک آگے چلکر ذریعہ نجات ثابت ہوگا، ہمنے لفظ، بظاہر اس لیے استعمال کیا ہے کہ یورپین وضع کے مسلمان اوسکو چندان ضروری نہین سمجھتے۔ اور ان کا یہ خیال بلا وجہ نہین ہے،

---

۵۱ یہ علماء ترکستانی نسل سے ضرور تھے۔ لیکن ترکی قوم مین انکا شمار نہین ہوسکتا۔ بہتر ہوتا کہ "اخبار ترک"، حاجی خلیفہ، کوشی بیگ، سعید الدین اور دوسرے اصلی ترک علماء کا ذکر کرتا۔

۵۲ یہ رسالہ سنہ ۱۹۰۵ء مین پیرس سے شایع ہوا۔ اور فرانسیسی زبان مین تحریر کیا گیا ہے۔ اسکا لب لباب یہ ہے کہ ترکونکے مقابلہ مین تمام عربون کو خواہ مسلمان ہون یا عیسائی ملکر کام کرنا چاہیئے۔ اس تحریک کے اوٹھانیوالے بیروت دمشق اور بیت المقدس کے عیسائی ہین حال مین ان لوگون نے اس خیال کی اشاعت کی ہے کہ سلطنت شام علیحدہ قایم ہو جسمین ترکونکو کوئی دخل نہو۔ مگر یہ سب سلطان عبد الحمید خان کے زمانہ مین ہوا۔ ممکن ہے کہ نوجوان ترکونکی مدبری ان مفسدانہ خیالات کی بیخ کنی کر سکے۔ مترجم۔

جسکو ہم ابھی بیان کرتے ہین - اول یہ کہ مجوزہ اتحاد اسلامی سے جب یہ مراد لی جاتی ہے
کہ اسلامی دنیا کے مختلف اجزا جو ملک ملک پہلے ہوئے ہین، اور مختلف اقوام مین
منقسم ہین ملکر کام کرین تو اسکے لئیے یہ امر لازمی ہے کہ اُن مین تمدن و تہذیب یکسان
درجہ پر ہو اور پولیٹیکل قابلیت اعلیٰ پیمانہ پر پہونچ گئی ہو مگر اب تک اسلامی دنیا جو وسط
چین سے بحر اطلانٹک تک اور توبول سے جاوا تک اور تمام اندرونی افریقہ مین
پھیلی ہوئی ہے، ہرگز اس درجہ تک نہین پہونچی ہے - اِن مختلف اقوام مین رسم و
رواج، امر زبوم، گذشتہ تاریخ اور خو بو کا اس قدر اختلاف ہے کہ اوسکا رفع ہونا زمانہ
حال یا استقبال مین سخت دشوار ہے - یہ صحیح ہی کہ قرآن مین کل مؤمن اخوۃ کی
تلقین کی گئی ہے - اور آنحضرت صلعم نے حج بیت اللہ شریف مقرر کرکے ہین اسلام ازم
کی بنیاد ڈالدی تہی تا کہ ہر سال مختلف ممالک کے مسلمان ایک جگہہ جمع ہون اور آپسمین
رشتہ اخوت کی تجدید ہوا کرے - لیکن تعجب کی بات ہے کہ یہ تجویز خیالی ہی رہی
عملی طور سے وہ اسلام کے لیے کبھی سود مند نہ ہوئی - حالانکہ گذشتہ ۱۳۲۳ برس مین
اسلام کو بے انتہا تکالیف اور سختیان اپنے دشمنون کے خلاف اوٹھانا پڑی ہین
مگر ایک مثال بہی ایسی نظر نہین آتی جسمین کل مسلمانون نے متفق ہو کر ستم رسیدہ
اسلامی دنیا کی حمایت یا ہمدردی کی ہو +

آپس کی غیریت

مسلمانان اسپین یا مصر و ہندوستان اور ایران کا ترکون نے مصیبت کے
وقت کبھی ہاتھ نہین بٹایا - حالانکہ اوس زمانہ مین ترکی اقتدار و جلال کا ستارہ اوج فلک پر

درخشان تہا۔ اور اسپین کے مسلمانون کو عیسائی تلوار نے خاک مین ملادیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ترکون کو بھی یہی روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ صفویہ خاندان کے ایرانی شاہزادون نے آل عثمان کے مقابلہ پر ہنگری اور وینس سے امداد طلب کی، اسیطرح تیمور اعظم نے مغربی ترکون کا قلع قمع کرنے کے لیے ہنری سویم شاہ اسپین کو اپنا مددگار بنایا۔ ٹرکی نے بہرایسی ہی لاپروائی اور غیریت کا برتاؤ کیا جبکہ روس نے کریمیا اور ممالک والگا کے مسلمانون کی قوت کو خاک مین ملایا، جبکہ زار روس نے یکے بعد دیگرے خاندان قاچاریہ کے وسیع اور قیمتی صوبے چہین کر ایران کو تباہی اور بربادی کے کنارے پہونچا دیا، ترک و نیز دوسرے مسلمان خاموشی سے یہ سب نظارہ دیکھتے رہے!

اسمین شک نہین کہ دنیا کے مسلمان جو حج کے زمانہ مین جبل عرفات پر پہونچکر جوش اور وجد کی حالت مین یکزبان ہوکر لبیك یا الله، پکارتے ہین اسلامی شریعت مین بہائی بہائی ہین، ہر شخص یکسان ارادت اور عقیدت خیال سے کعبہ کو اپنے لبون سے بوسہ دیتا ہے، حج کو آتے جاتے وقت وہ ایک ہی رشتہ برادرانہ مین منسلک ہوتے ہین اور سلاملک کے دن قسطنطنیہ مین زائرین دنیا سلطان المعظم کے لیے جو اظہار ارادت وعقیدت کرتے ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ وہ خلیفۂ اسلام مانے جاتے ہین۔ لیکن اس سے زیادہ اور کوئی ثبوت، یا یہ کہئے کہ کوئی عملی ثبوت اس مذہبی اخوت اور غرض مشترک کا نہین پایا جاتا۔ اگرچہ مذہب کو سلطنت کے لئے کارآمد بنانے کی بارہا کوشش کی گئی ہے*

اتحاد اسلامی کی تاریخ

حال مین یورپی طریقہ مجالس اختیار کرنے کی مدد سے اتحاد اسلامی یا پین اسلام ازم مین زندگی کے آثار پائے گئے ہین۔ سب سے اول اسکا اشارہ استنبول کی جانب سے ہوا۔ جہانتک مجھے یاد ہے مین نے سب سے اول عالی پاشا کے محل واقع کالان یج یا ساحل باسفورس مین تمام اسلامی دنیا کو ایک مجلس مین متحد کرنے کی ضرورت کا تذکرہ سنا تہا۔ اور اسی مقام پر وسط ایشیا کے ایک اسلامی واعظ سے میری ملاقات ہوئی تہی، یہ لوگ ملاؤن کے فرقے سے تہے اور اونکا یہ کام تہا کہ خلیفہ اور دیگر شاہان اسلام کے مابین تعلقات قایم رکہنے کی ضرورت پر وعظ کہتے پہرین۔ اور سلطان المعظم کی عظمت وشوکت کو تمام دنیا مین مشتہر کرین۔ اور اسکے ساتھ یہ لازمی امر تہا کہ کفار سے تعلقات پیدا کرنے سے مسلمانون کو منع کرین، جنوبی روس، وسط ایشیا، افغانستان چین، جاوا، اور ہندوستان ان واعظین کا تختۂ مشق بنا اور حال مین اونکا اثر وسط افریقہ مین بھی پہونچگیا ہے۔ عبدالحمید خان کی سرگرم طبیعت اس تحریک کیجانب خاص طور پر مائل تہی۔ اونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ طبیعت سازش پسند واقع ہوئی ہے ایسی سازشون کا اہتمام وہ بہ نفس نفیس کرتے ہین۔ حجاز ریلوے کی تعمیر جس سے اسلامی مرکزون کے باہمی تعلقات آسان تر ہوجائنگے خاص سلطان کا کام ہے۔ اور اس کا صرف یہ مقصد ہے کہ پین اسلام ازم کے تحریک مین ترقی ہو ٭

سلطان کا اثر

لیکن ابتک جو نتایج اس کوشش سے حاصل ہوئے ہین وہ امید سے بہی کم ہین یہ صحیح ہے کہ وسط ایشیا اور افغانستان کے امیر ہمیشہ اپنی مساجد کے دروازون پر

سلطان المعظم کے مطلاّ فرمان آویزان رکھتے ہین جو اس بات کی دلیل ہے کہ اونکو نماز جمعہ پڑہانے کا اختیار خلیفۃ المسلمین کی جانب سے حاصل ہے اور وسط ایشیا کے بعض خان سلطانی خطابات اور خلعتون کو نہایت شکرگذاری کے ساتھ قبول کرتے ہین لیکن ان درباری مراسم کی ادائیگی ہین چندان پولٹیکل اہمیت نہین ہوسکتی[۱۵] وسط ایشیا کے مسلمان باشندون پر سلطان روم کا اثر بحیثیت خلیفہ کے پایا جاتا ہے مگر اوسکا دائرہ نہایت محدود ہے، آخری جنگ روم وروس کے وقت مسلمانانِ ہند، جاوا، اور جنوبی افریقہ نے بلاکسی بیرونی تحریک کے ٹرکی کو زرنقد بطور چندہ اور فوج کے لئے چانول بھیجے تھے، مسلمان حجاز ریلوے کی تعمیر مین بھی امداد کرتے ہین۔ لیکن یہ چندے اون ممالک کی مسلمان آبادی اور خوشحالی کی نسبت سے بہت کم اور حقیر ہین، پین اسلام ازم (اتحاد اسلامی) کے ساتھ جو مذہبی جوش اور سرگرمی، اونمین پائی جاتی ہے اوسکا ہاتھ تھیلیون کے ڈورے سے آگے نہین بڑہتا۔ اس توضیح کے بعد ہم سوال کرسکتے ہین کہ کیا امتداد زمانہ کے ساتھ موجودہ حالت مین ترقی ہوگی؟ حالتِ موجودہ خود اِسکا جواب ہے۔ جیساکہ پہلے بیان ہوا

[۱۵] اس اتحاد کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ۱۸۸۶ء مین بمقام لندن مین اسلامک سوسائٹی قایم ہوئی سلطان ٹرکی خدیو مصر، امیر افغانستان، سلطان مراکو، اور دیگر بادشاہ اوسکے مربی قرار دے گئے اور اُسکا مقصد تمام اسلامی ممالک مین برادرانہ تعلقات پیدا کرنا قرار دیا گیا، لیکن اس سوسائٹی نے عملی کام بہت کم کیا۔ سوسائٹی کے پاس کافی سرمایہ نہین ہے اور نہ لندن مناسب مقام ہے جہان سے اسلامی دنیا پر اثر ڈالا جاسکے۔ (امبری)

اتحاد اسلامی کی تحریک کے ساتھ جوش اور سرگرمی کا تعلق براہ راست مختلف اقوام و ممالک اسلامیہ کی دماغی اور مادی ترقی سے وابستہ ہے اور اگران تمام اقوام کی دماغی حالت مین ترقی بھی ہوجاے تاہم اتحاد اسلامی کی تجدید سے کوئی عملی نتیجہ حاصل ہونے مین کلام ہے کیونکہ اسلام کے مقابلہ مین عیسائی سلطنتون کی قوت اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی اتحاد اہل یورپ کے اغراض کے خلاف قایم ہوتو ابتدا ہی مین اوسکا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔

اتحاد اسلامی کی ناکامیابی

ملک روس مین جہان اسلام جابرانہ گورنمنٹ کے آہنی جنگل مین پھنسا ہوا ہے اور ترکستان مین، اسلام کسی قسم کی زندگی یا نمو کا اظہار نہین کرسکتا۔ سلطنت انگلشیہ کو ہندوستان مین بھی جہان ۷ کرور مسلمان آباد ہین کسی فوری خطرہ کا اندیشہ نہین ہے، جبتک کہ عدل و انصاف اور انسانیت کے اصول پر گورنمنٹ کاربند ہے اور مسلمانون اور وشنو پرست ہندوؤن مین رقابت باقی ہے جو غیر ملک کی حکومت کے لیے سپر کا کام دیتی ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک ٹرکی ایران۔ افغانستان جو ابھی تک آزادی کا پھٹا پرانا جامہ پہنے ہوئے ہین، عیسائی سلطنتون کے مسلمان رعایا پر کسی قسم کا اثر نہین ڈال سکتے، اگرچہ خلافت کیجانب سے طرح طرح کی کوششین کی گیئن۔ زمانہ حال کے فرمانرواؤن مین سے امیر عبدالرحمن والی افغانستان نے البتہ اخوت اسلامی کی تجدید کا آغاز کیا اور اس غرض سے ضیاء الملۃ والدین کا لقب اختیار کیا۔ اس پولیٹیکل مقصد کو پیش نظر کرکے اونہون نے

قسطنطنیہ سے نامہ وپیام شروع کیا حالانکہ ٹرکی کی متنزلزل حالت امیر موصوف سے
پوشیدہ نہین تہی، امیر عبدالرحمن کی جملہ کوششین اپنے ملک سے باہر بے سود ثابت
ہوئین۔ اور یہ مثال مزید ثبوت ہے اس امر کا کہ پین اسلام ازم (اتحاد اسلامی) کی
تحریک ایسی خطرناک نہین جس قدر کہ اہل یورپ تصور کرتے ہین۔ علاوہ برین ایسے مسلمان
جو یورپی تمدن سے فیضیاب ہوچکے ہین پین اسلام ازم کے خیال کے خلاف ہین
کیونکہ اون کو اندیشہ ہے کہ اس تحریک کا لازمی نتیجہ کہین یہ نہو کہ مذہبی علماء برسر حکومت
ہوجائین، اس طریقہ حکومت مین خواہ عیسائی ممالک ہون یا اسلامی، آزادانہ خیالات
کو ترقی نہین ہوسکتی۔ اور جو قوم اس وقت ترقی اور روشن خیالی کی حاجتمند ہے
اور بہی زیادہ متنزلزل ہوجائیگی۔ ان تمام حالات کے لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ
اسلام کا پولیٹیکل مستقبل چندان روشن نظر نہین آتا اور اگر بعض جوشیلے لوگ افریقہ مین
اشاعت دین محمدی کی سرعت کو دیکھکر روشنی کی شعاع سمجھتے اور سیاہ براعظم (افریقہ) مین
بے شمار مسلمانون کا خیال کرکے بڑی بڑی توقعات کرتے ہین وہ سراسر دہوکہ مین ہین
کیونکہ افریقہ مین یورپ کا اثر ایشیا سے بہی زیادہ ہے اور جس قدر زمانہ گذرتا جائیگا اُسکے
اقتدار مین ترقی ہوتی جائیگی +

اتحاد اسلامی خطرناک نہین

باب ہفتم

اسلام کی آیندہ پولیٹیکل حالت

اصلاحی تحریک سست رفتار رہی

اسلام کی موجودہ حالت پر ہم خواہ کسی طرح نظر ڈالین ایک امر بلاشک وشبہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے یعنی یہ کہ ابتک اصلاحی تحریک کی جو رفتار رہی ہے اوسکے لحاظ سے پیروان اسلام کی ازسر نو پولیٹیکل ترقی نہین ہوسکتی اور اونکی حالت اُس وقت تک درست نہین ہوسکتی ہے جبتک لیڈری (سرغنائی) موجودہ کمزور اور سست حکمرانون کے پنجہ سے نکالکر مضبوط، جوشیلے اور لائق لوگون کے ہاتھ مین نہ دی جائیگی۔ ہمارے گذشتہ تجربے نیز حالات مندرجہ سابق اس بات کا پتہ دیتے ہین کہ ترکی، ایران، افغانستان، مراکش اور دیگر خود مختار اسلامی ممالک کا طریقہ برتاؤ اصلاحی تحریک کو بالکل تباہ کرکے رہیگا۔ کیونکہ ان ممالک کے فرمانروا اندیشہ کرتے ہین کہ اگر زمانہ مروجہ کے طریقہ زندگی کا ذرہ برابر بھی دخل ہوا، تو اُنکی مطلق العنانی خود مختاری اور اقتدار کمزور اور خطرناک ہوجائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام سنجیدہ اور اصولی اصلاحات کے خلاف ہین۔ لیکن یہ ناممکنات سے نہین ہے، اگرچہ امید کم ہے، کہ کسی آیندہ زمانہ مین کوئی مسلمان بادشاہ، شہنشاہ جاپان کی تقلید کرکے، معتدل تبدیلیان رواج دینے پر آمادہ ہوجائے۔ اور یہ سمجھکر کہ کھین دو وسے بزندش، کی مثل صادق

نہ آجائے اپنے کو آپ رفتار زمانہ کے موافق بنا لے۔ لیکن اب مفصلہ ذیل سوالات کئے جا سکتے ہین:-

(۱) کیا کبھی کوئی مشرقی بادشاہ اپنی خوشی سے اپنی خودمختاری اور حقوق کو ترک کرنے پر آمادہ ہوگا؟ کیونکہ یورپ مین بھی اکثر بادشاہون نے "پبلک اوپینین" رائے عام کے دباؤ سے یا واقعات کے زور سے اپنے حقوق صرف بحالت مجبوری ترک کیے ہین

(۲) کیا اسلامی حکمرانون مین اس قدر قوت اور عقل اور صلاحیت ہے کہ زمانہ جدید کے اصول پر باضابطہ حکومت اور سلطنت کا انصرام کر سکین؟ ابتک جو کوششین ہوئین وہ سوشل خرابیون اور مذہب کی زبردست چٹان سے ٹکرا کر برباد ہوگئین۔

یورپ کی جبریہ مداخلت ناگزیر ہے

(۳) کون شخص کہہ سکتا ہے کہ یورپ نوآبادیان قایم کرنے اور اپنے ممالک کی صنعت وتجارت کے لیے بازار تلاش کرنے اور اپنی زائد آبادی کے لیے رہایش ڈہونڈنے کے جوش مین خاموشی اور صبر کے ساتھ ایسے روشن خیال اسلامی بادشاہ کے پیدا ہونے کا اور مسلمانون کے لئے زرین زمانہ شروع ہونے کا انتظار کریگا؟ کیا یہ امر اغلب نہین ہے کہ یورپ اپنی جبریہ مداخلت سے ایشیائی دنیا کے واقعات کی رفتار کو تیز کردیگا۔ یورپ سے ایسے صبر اور اعتدال کی امید رکہنا عبث ہے بلکہ حالات موجودہ کے لحاظ سے ناممکنات سے ہے۔

چونکہ صورت معاملہ یہ ہے اس لئے اسلامی ممالک کو جو ابتک خودمختار ہین، مروجہ تمدن

کے ساتھ اخلاقی اور مادی اتحاد حاصل کرنے کے لیے اپنی پولٹیکل آزادی اور خود مختاری

کو کسی نہ کسی وقت قربان کرنا پڑیگا - اور ایک تمدن کو دوسرے تمدن اور معاشرت

سے تبدیل کرنے کیلئے غیر ممالک کی حکومت مین لازمی طور سے آنا پڑے گا +

یہ فیصلہ نہایت تکلیف دہ ہے کسی قوم کے لئے جو صدیون سے پولٹیکل آزادی پر نازان رہی ہے اور جسنے تاریخ دنیا مین نہایت اہم حصہ لیا ہے، یہ تشخیص کرنا کہ اوسکی عافیت اسی مین ہے کہ اپنی قسمت غیر اقوام کے حوالہ کرے، نہایت افسوسناک امر ہے - لیکن اسکے سوا چارہ نہین ہے، یہ کافی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ جن ممالک کے مسلمان اپنی پولٹیکل آزادی کھو کر عیسائی سلطنتون کی رعایا ہو گئے ہین فارغ البالی اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہین - دماغی اور مادی ترقی کرتے ہین اور ظلم اور سختی کے ہاتھون اسقدر تکالیف نہین اٹھاتے جس قدر کہ وہ اپنے ہم مذہب، بادشاہون کی زیر حکومت برداشت کرتے ہین - اگرچہ یہ نتیجہ نہایت زبردست دلائل پر مبنی ہے لیکن اگر اسپر بھی بعض مسلمان جو اقوام غیر کی رعایا ہین اس سے اختلاف کرین تو یہ اُن کی خودستائی اور غیرت قومی پر محمول کیا جا سکتا ہے جو قابل معافی ہے

مسلمانون کا اختلاف

اگرچہ یہ اختلاف ناواجب ہے - مغرب کی زبردست قوت سے دشمنی ظاہر کرنے کے لیے جو مسلمان یہ کہتے ہین کہ باوجود جملہ خرابیون اور برے نتائج کے اونکے ہم قومون کی سلطنت اُس آزادی اور فارغ البالی سے جو اقوام غیر (یورپ) کی زیر نگین حاصل ہوتی ہے بہتر ہے، وہ اپنا ذاتی خیال ظاہر کرتے ہین نہ کل قوم کا، اس سے محض

اونکی تعصب پر روشنی پڑتی ہے۔ ہمین اُسوقت البتہ تعجب ہوتا ہے جب اس قسم کے خیالات کا اظہار مسلمانانِ ہند کی جانب سے ہوتا ہے اور سلطنت برطانیہ نے جو آزادی مطبع وسے رکھی ہے اوسے حکمران قوم کی سلطنت پر اعتراضات کرنے مین صرف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مسلمانون کی گذشتہ سلطنت، حالانکہ انتظام اور قانون کا وہان پتہ نہ تھا، یا سلطنت ٹرکی جہان بدنظمی حد سے متجاوز ہوگئی ہے،۔ اس امن وانصاف اور رواداری سے بہتر ہے جو ہندوستان مین انگریزی راج نے عطا کی ہے۔ سلطنت مغلیہ کی عمدگی اور فوائد کی بکثرت شہادت تاریخ سے ملتی ہے۔ لیکن جب ہندوستانی اخبارات مثل وو مسلم کرانیکل،، کے سلطنت روم کی تعریف مین رطب اللسان ہوتے ہین تو ہمین تعجب ہوتا ہے اگر ان خیالات کے ظاہر کرنے والے مولوی سلطنت ٹرکی مین عمال کی حیثیت رکھتے ہوتے جنکو مہینون تنخواہ نصیب نہین ہوتی، یا یہ لوگ ٹرکی رعایا ہوتے جنکے پیچھے شب و روز جاسوس اور پرچہ نویس لگے رہتے ہین اور جنکو بغیر سرکاری حکام کی اجازت کے نہ کتاب دیکھنے کو ملتی ہے اور نہ اخبار پڑھنے کو تو ان

ٹرکی اورانگریزی رعایا مین فرق

۵۱ بہ حیثیت ایک ایسے ہندوستانی مسلمان ہونے کے جسے تعلیم یافتہ گروہ سے لیکر طبقہ ادنیٰ تک کے مسلمانون سے میل جول رکھنے اور اونکی محسوسات اور ضروریات کو معلوم کرنے اور اونکے خیالات اور اخبارات و رسائل دیکھنے کا رات دن اتفاق رہتا ہے، ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ خیالات ہرگز مسلمانانِ ہند کے نہین ہین مسلم کرانیکل کی کسی پرچہ مین کسی نامہ نگار کے مضمون کی بنا پر ان خیالات کو مسلمانونکی جانب منسوب کرنا صحیح نہین ہے۔
مترجم۔

مولویون کی قومی ہمدردی کا کیا حشر ہوتا۔ کاش سلطنت برطانیہ کے بدنام کنندگان اون ترکی اخبارون اور رسالون کو دیکھتے جو غیر ممالک مین ترکی کے باہر شایع ہوتے اور جن مین ترکی حکام کی بدنظمی ظلم و زیادتی، رشوت ستانی کی تصویر نہایت صحت کیساتھ کھینچی جاتی ہے، او سوقت غالبًا نکتہ چین واقعات کو دوسری روشنی مین دیکھ سکتے۔ ان مین سے بکثرت ایسے ہین جنہون نے اپنی راے کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور ایک سے زیادہ سمجھدار مسلمانون نے میری طرح یورپین تمدن کی برتری اور فوائد کو تسلیم کرکے علی الاعلان کہا ہے کہ اسلام کی تمدنی ترقی صرف یورپی قوت اور اثر کی رہنمائی سے ہوسکتی ہے۔ اس مسئلہ پر ایک سربرآوردہ ہندوستانی مسلمان مجھے حسب ذیل تحریر کرتا ہے:-

"میرا قوی یقین ہے کہ انگریز ہندوستان مین اسلام کو فوائد کثیرہ پہونچائنگے اور انگریزی آزادانہ طریقہ حکومت کی برکتون سے متمتع ہو کر ہم اس نتیجہ پر پہونچین گے کہ اسلامی بادشاہون کی مطلق العنانی، ترقی اور فلاح کی راہ مین مثل پہاڑ کے حائل ہے"۔

اسلامی بادشاہونکا برتاؤ

اسلامی بادشاہونکی ظالمانہ حکومت کی برائی اس سے بہی زیادہ پُرزور الفاظ مین ایک ترک نے اخبار "اجتہاد" مطبوعہ جنیوا (یورپ) کے پرچہ نمبر ۲۸ مین کی ہے۔ جو یادداشت مسلمانانِ روس نے سلاطین یورپ کی خدمت مین ارسال کی تہی اوسپر بحث کرتے ہوئے مضمون نگار حسب ذیل تحریر کرتا ہے:-

اے سلمانان روس! تم روسی گورنمنٹ کے ظلم کی شکایت کرتے ہو۔ اور سلطان ٹرکی سے پناہ ڈہونڈتے ہو۔ خبردار ایسا نہ کیجو! عبد الحمید خان زار روس سے ظلم و زیادتی مین کہین بڑہا ہوا ہے۔ ترکون، عربون اور کردون کو جس قدر تکالیف سلطان پہونچاتا ہے، روسی تاتاریون کو ایسے مصائب برداشت کرنا نہین پڑتے تم کہتے ہو کہ زار روس تمہین جبریہ سور کا گوشت کہلاتا ہے لیکن عبد الحمید خان اپنی رعایا کو بہوکا مارتا ہے اور وہ فاقہ کشی کی شکار رہتی ہے، روسی یونیورسٹیون (مدارس) مین مسلمان علوم و فنون کی تکمیل کر سکتے ہین برخلاف اسکے اگر ترک تعلیم حاصل کرنا چاہین تو یورپ جانا پڑتا ہے، وہ بہی اسوقت جبکہ سلطان سے اجازت حاصل ہو جائے۔ تم شکایت کرتے ہو کہ مسلمان سپاہی تمہارے ہی بہائیون سے لڑنے کے لئے بہیجے جاتے ہین۔ کیا سلطان کا عمل اس سے مختلف ہوتا ہے جبکہ مسلمان ترک عربی مسلمانون کو تہ تیغ کرنے کیلئے بہیجے جاتے ہین،، غرضکہ اس قسم کے خیالات مین روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے اور مہذب اور ہمدرد قوم مسلمانونکو پورا یقین ہے کہ اسلامی بادشاہون کی رعایا ہو کر انکی حالت کبہی نہ سنبہلے گی۔

اسلامی دنیا کو سکون کی ضرورت

قومی ہمدردی کے جوش اور واقعات کو دانستہ غلط بیان کرنے سے اسلامی ممالک کی موجودہ افسوس ناک حالت بدل نہین سکتی۔ موجودہ خرابیون کے انسداد اور مصائب دور کرنے کی تدابیر جس قدر جلد کی جائین اوسیقدر بہتر ہے تاکہ ایشیائی مسلمانون کو سکون حاصل ہو۔ یہ سچ ہے کہ ایشیا کے بودہ پرستون کو بہی اصلاح کی

ضرورت ہے لیکن اونکی (مثلاً چین کی) حالت کبھی ایسی خراب نہ ہوئی تھی جیسی
کہ آج کل مسلمانون کی ہے۔ اس مصیبت کا سبب کچھہ تو یہ ہے کہ تبدیلی مین
ہمیشہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور کچھہ یورپ کی مداخلت ہے، جسکی بابت
کہا جاتا ہے کہ خودغرضی اوسکے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے، لیکن جب ہم دیکھتے
ہین کہ جاپان کو بہی تبدیلی کی مشکلات کا سامنا تھا مگر اوسکی مسلمانون جیسی حالت
کبھی نہین ہوئی اور یورپ نے بہی جو مداخلت جاپان مین کی اوسکی نسبت یہ
نہین کہا جا سکتا کہ خودغرضی سے مبرا تھی، مسلمانون کے یہ دلائل بیکار نظر آتے
ہین۔ البتہ ایک بات ایسی ہے جسمین یورپی اقوام کو مداخلت کا الزام دیا جا سکتا

ٹرکی مین یورپ کی مداخلت

ہے، وہ یہ کہ اونہون نے ٹرکی کی عیسائی رعایا کو مسلمانون پر ترجیح دی ہے
حالانکہ اپنے ہی حکمرانون کے ہاتھون مسلمانون کو بہ نسبت عیسائیونکے بہت
زیادہ تکالیف اوٹھانا پڑتی ہین۔ عیسائی رعایا کی امداد اور سرپرستی کو یورپی اقوام
ہر وقت طیار رہتی ہین مگر غریب مسلمانون کی وکالت کرنے والا اور فریاد کا سننے
والا کوئی نہین ہے۔ اس معاملہ مین یورپ کی پالسی ازمنہ متوسط کے تعصب
پر مبنی ہے۔ ہمین اپنی آنکھین اس حقیقت سے بند نکرنا چاہیئے کہ اگر
یورپی اقوام کے لیئے اہل اسلام کی ترقی کچھہ بہی اہمیت رکھتی تو وہ کبھی کے کوئی
نہ کوئی راہ زیادہ موثر تلاش کر لیتے۔ اور مسلمانون کے نوآغاز جوش ترقی و آزادی
کو مدد دینے اور اسلامی بادشاہون کی خودمختاری کو نگام دیکر مسلمانون کے مستقبل

کو اونکی آزادی قربان کیئے بغیر زیادہ روشن بنا سکتے - لیکن افسوس! انسانیت کے اصول قومی کشاکش مین بہت کم حصہ رکھتے ہین - ہمدردی مکھی کیطرح نکال کر علیحدہ پھینک دیجاتی ہے - خصوصاً زمانہ موجودہ مین مادی اغراض کا رتبہ سب سے اول ہے اور روٹی کا مسئلہ انسان دوستی کے نازک خیالات کو پس پشت ڈال دیتا ہے ؁

یورپ کی عدم واقفیت اور خودستائی۔

پس کچھ امید نہین ہے کہ یورپ ذاتی اغراض کے خیالات کو پس پشت ڈالکر ایشیائی مسلمانون کی اصلاح مین کوشش کرے، اور اپنی اغراض کو انسانیت کے خیالات کا محکوم بنائے - نہایت افسوس کی بات ہے کہ کمی معلومات اور نیز خودستائی کے خمار کی وجہ سے (اہل یورپ) ابھی تک یہ تشخیص نہین کر سکے ہین کہ اہل اسلام کس بیماری مین مبتلا ہین طرفداری کو علیحدہ کرکے دیکھا جائے تو مسلمان یورپ کے فائدہ بخش اثر مین ضد اور تعصب کا اظہار اوس سے بہت کم کرتے ہین جیسا کہ اونکی نسبت خیال کیا جاتا ہے - اور مسلمان اصلاح و ترقی کے ایسے مخالف نہین ہین جیسا کہ یورپ مین یقین کیا جاتا ہے ضد اور بیجا مخالفت اسلامی بادشاہون کا خاصہ ہے نہ کہ رعایا کا ہندوستان مین مسلمانون نے ہماری تمدن کے اختیار کرنے مین بہ نسبت ترکون کے زیادہ جوش اور سرعت سے کام لیا ہے - یہی حال مصریونکا بھی ہے - جب سے انگریزی قبضہ ہوا رعایا مین ترقی اور اصلاح کا جوش پیدا ہو گیا مصری عالم قاسم امین، جس کا ذکر پہلے کیا گیا اپنی کتاب

مسلمان یورپی علوم وفنون کے اکتساب کی قابلیت رکھتے ہین

"وحمایتِ اسلام" مین ایک طویل فہرست اہلِ مصر کی دیتے ہین جنہون نے بہ حیثیت وکلاء، وریاضی دان، طبیب، انجینیر اور مدبر کے امتیاز حاصل کیا ہے الجیریا مین چند ایسے مسلمان ملینگے جنہون نے فرانسیسی سلطنت کے زیر سایہ رہکر مختلف پیشون مین نام پیدا کیا ہے۔ روس مین بھی جہان دماغی ترقی کی ترغیب بہت کم ہوتی ہے ایسے مسلمان گذرے ہین جنہون نے یورپی اصول پر تعلیم پاکر اپنے جدید خیالات کی، روس مین نہ سہی، مگر ٹرکی مین اشاعت کی ہے۔ یہ بھی

پالٹکس

قابل لحاظ ہے کہ بہت سے عثمانی جنہون نے پالٹکس (سیاست) علم ادب اور علوم کی دیگر شاخون مین نام پیدا کیا ہے کوہ قاف یا اضلاع والگا کے رہنے والے ترکون مین سے تھے ؛

روسی مسلمانون کی علمی ترقی

مین روسی حکومت کی تعریف کرنا نہین چاہتا، لیکن اس امر کا اقرار کرنا میرا فرض ہے کہ شہنشاہ روس کی سلطنت مین، خصوصاً جنوبی روس کے مسلمان باشندگان نے معتد بہ ترقی کی ہے۔ ایک تاتاری اخبار موسومہ "مبادی تمدن مسلمانان روس" مین دلچسپ حالات اوس ترقی کے شایع ہوئے ہین جو گذشتہ ۲۵ سال مین حاصل ہوئی ہے۔ مضمون نگار تحریر کرتا ہے کہ یہ ترقی بیرونی اثرات سے پیدا نہین ہوئی ہے بلکہ اندرونی کوشش اور جوش کا نتیجہ ہے۔ کچھ دنون پہلے تک تاتاری زبان مین کوئی اچھی کتاب تحریر نہین ہوئی تھی مگر گذشتہ پچیس سال کے عرصہ مین ایک سو سے زیادہ کتابین مختلف مضامین پر تحریر کی گئین ہین ان مین حفظ صحت

فسانہ، ناٹک، اور شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔ تاتاری لڑکے جو پہلے اپنی عمر عربی اور
دینی کتابون کے مطالعہ مین صرف کرتے تھے اب صرف و نحو کے مدارس اور یونیورسٹیون
مین جا کر تعلیم پاتے اور نہ صرف روسی دار العلوم مین بلکہ جرمنی اور فرانس
کی یونیورسٹیون مین تعلیم کے لیئے جاتے ہین۔ تاتاری مدارس چھاپے خانے اور
تعلیم کے دیگر ذرائع کو بیان کرنے کے بعد مضمون کو اسطرح ختم کیا گیا ہے "عورتون مسلمان بیگمات
مین بھی جو عموماً مردون سے پیچھے رہتی ہین ترقی کے آثار پائے جاتے ہین، اس
بیان کی تائید مین مثالین پیش کرنے کے بجائے مین صرف اسپر اکتفا کرونگا کہ ایک
ننھا سا پھول جسکا نام آق شیشک ہے سرما کے اختتام پر برف کے نیچے پیدا ہوتا
ہے۔ تم جانتے ہو کہ جب یہ کم مایہ پھول اپنا سر اوٹھاتا ہے تو یہ ظاہر نہین کرتا کہ موسم
گرما واقعی آگیا ہے بلکہ یہ گرمی کا پیش خیمہ اور علامت ہے، یہی مثال ہمارے موجودہ
تمدن پر صادق آتی ہے۔ ۲۵ برس پہلے ہم مین صرف ایک خاتون یعنی زوجہ
حسن بیگ تھی جسنے اپنی خوبی تحریر کیوجہ سے امتیاز حاصل کیا تھا اب بیس سے
زائد ایسی بیگمات ہین جنکو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ دنیا امید پر قایم ہے
پس کیا وجہ ہے کہ ہم تاتاری مایوس ہون"۔

یہ توضیح اس لیئے کی گئی کہ ہمارے لیئے مسلمانون کی تمدنی قابلیت کی موت کا مسلمانونکی مشکلات
فتوی دینا بھی کسی طرح درست نہین ہے۔ اور شاید حامیان اسلام کا بیان زیادہ
غلط نہین ہے کہ وقت اور استقلال سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے جو سر دست

ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن جیساکہ ہم تحریر کر چکے ہین یورپ خاموش بیٹھکر نتائج کا انتظار نہ کریگا۔ یورپ کی قومی، اقتصادی اور سیاسی ضروریات نیز وقت اسکا مقتضی ہے کہ اہل یورپ اپنی کوششون مین سرگرم رہین۔ اس جدوجہد مین جو زیادتیان اُن ممالک مین سرزد ہوتی ہین جو یورپ کی طرح متمدن اور مہذب نہین ہین اونکو قانون قدرت کا اٹل نتیجہ سمجھنا چاہیئے! یہ سچ ہے کہ یہ اصول انسانیت اور عدل و انصاف کے خلاف ہے۔ لیکن جس طرح اور معاملات مین ہوتا ہے

خلافت الاولفق

اسیطرح یہان بہی خلافت الاولفق[ل] کا مسئلہ صادق آتا ہے۔ ہم انتظار کر سکتے ہین لیکن نہ ہم انتظار کرینگے اور نہ ایسا کرنے کی جراوت رکہتے ہین، پولیٹیکل واقعات نہایت سرعت کے ساتھ کسی اہم حادثہ کی جانب رہنمائی کر رہے ہین، افق پر ابہی کافی روشنی موجود ہے جسکی مدد سے ہم آنے والے حادثات کا خاکہ دور سے دیکھتے ہین اور اندازہ کر سکتے ہین کہ آیندہ زمانہ مین صورت معاملات کیا ہوگی

سلطنت ٹرکی

اسلام کی بدقسمتی سے ٹرکی نے جسپر یورپ کے عیسائیون کے متواتر اور نہایت سخت حملے ہوتے رہے گذشتہ صدی مین اس وقت اور سرگرمی کا اظہار نہ کیا جسپر پیروان اسلام

ل یعنی دنیا مین اوسکو بقا اور فوقیت Survival of The Fittest حاصل ہوگی جو سب سے زیادہ اپنے آپکو کشاکش حیات مین جسمانی و روحانی ہر لحاظ سے دوسرون سے بہتر ثابت کرے۔ مولانا حالی اس قانون قدرت کو سادہ لفظون مین یون بیان کرتے ہین ؎

گھڑیال اور مگرمچھ ہین اون کو نگلے جاتے	دریا مین مچھلیان جو کمزور و ناتوان ہین

کو ناز تھا۔ گذشتہ زمانہ مین جبکہ علمِ اسلام دور دور از سرزمین ہاے عیسائیون کے ممالک
مین فتوحات کے لئے جاتے تھے تو چونکہ ترک خصوصیت کے ساتھ جنگجو قوم
ہین یہ اشغال اونکے حسبِ حال تھے۔ لیکن جب کسی نئی سلطنت کی بنیاد
ڈالی جاتی اور انتظام ملک درپیش ہوتا تو ہمیشہ اونکی بدانتظامی ظاہر ہونے لگتی
تھی، اپنی حیات کے صرف ابتدائی زمانہ مین البتہ سلطنت عثمانیہ نے منتشر
اور مختلف اقوام سلطنت کو ایک متحد قوم بنانے کی ضرورت پر خیال کیا تھا۔
بعدہٗ فتوحات کا نشہ چڑھا۔ ترک اس ضرورت کو بھول گئے۔ دولت و ثروت مین
جس قدر ترقی ہوتی گئی ٹرکی سوسائٹی کے نامور خاندان قوت اور سرگرمی کھوتے گئے،
اوسکی ترقی و تنزل — گویا اونکو یہ خیال تھا کہ اونکی فتحیابی کی ابتدا کبھی ختم نہ ہوگی۔ ابتدا مین مفتوحہ اقوام
تلوار کے زور سے ٹرکی حکومت مین شامل ہوگئین لیکن وہ ترکون مین مدغم نہ ہوسکین
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجاے اسکے کہ تمام مفتوحہ اقوام ایک رشتہ قومی اور مذہبی مین
منسلک ہوکر یورپ کے عیسائی ممالک کے حملون کا زیادہ عمدگی سے مقابلہ کرتین۔
انحطاط کے اسباب — ترکی رعایا کی بوقلمونی اور اندرونی اختلافات نے زوال کی رفتار کو نہایت تیز کردیا
جس قدر یورپ کا اقتدار اور اثر ترقی کرتا گیا اور اُسے ٹرکی پر فوقیت حاصل ہوئی،
ٹرکی کے اندرونی اجزا پریشان ہوتے گئے۔ اور اندرونی مخاصمت کے خطرات کو
زیادہ بڑھا دیا۔ زوال کا آغاز یورپین ٹرکی سے ہوا یکے بعد دیگرے صوبجات اوسکے
قبضہ سے نکلتے گئے۔ ملکی محافظت بیکار ثابت ہوئی گئی اور اسکی حالت اسوجہ سے

اور بہی خوفناک ہوگئی کہ ترکی فوج جو ایشیار کوچک کے ممالک سے بہرتی کیجاتی تہی دن بدن قومی ذرایع کو کمزور کرتی گئی - نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف یورپ کے ممالک ٹرکی کے ہاتھ سے نکل گئے، بلکہ ایشیا مین بہی اوسکی قوت کمزور اور خستہ حال ہوگئی -
سلطان ٹرکی کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ اپنے یورپی مقبوضات کو غیر ضروری بوجھ سمجھکر چھوڑ دین اور اناطولیہ مین اپنی قوت کو ایک مرکز پر جمع کرین - لیکن اس قسم کی دست برداری سے نہ صرف ٹرکی کے اقتدار کو خسارہ پہونچے گا - بلکہ اسلام کی سخت توہین متصور ہے - کیونکہ قرآن پاک مین قسطنطنیہ مسلمانون کے لیے دین کا عطیہ قرار دیا گیا ہے - اور ہلال ایا صوفیہ کے گنبد سے نہ اترے گا جب تک کہ زبردستی سے نہ اکہاڑ پہینکا جائے ؛

ٹرکی کا مستقبل

اس سوال کا جواب کہ آیا ٹرکی کسی وقت اپنی گذشتہ سلطنت کے منتشر اجزا مجتمع کر کے ایشیاے کوچک مین زمانہ حال کے موافق جدید حکومت کی بنیاد ڈال سکے گی، بلا کسی شرط کے اثبات مین دینا مشکل ہے - جبتک موجودہ خود مختارانہ اور شخصی سلطنت کا اصول قایم ہے اوسوقت تک ایشیا کے ملبہ سے یورپی طریقہ پر حکومت کی عمارت بنانا ممکن نہین ہے، اور ترکون کی موجودہ نسل کے ادراک مین جوش آزادی کی ترقی اس سرعت کیساتھ ہورہی ہے کہ وہ خود مختاری اور مطلق العنانی کو زیادہ عرصہ تک قایم نہ رکھینگے - لیکن اسمین شبہ کرنے کیلئے وجوہات ہین کہ ٹرکی مین زمانہ حال کے مطابق سیاسی اور رواداری کے اصول پر

متمدن حکومت قائم ہوسکے گی، کیونکہ اس سے اسلامی سوسائٹی کی تبدیلی اور نیز
جملہ غیر ترک اقوام کا ترکون کے زیر حکومت ہونا لازم آتا ہے۔ فی الحال ایسی
حالت کا قیاس کرنا مشکل ہے۔ سب سے اول عربون، کردون اور ترکون مین
کسی قسم کی رقابت باقی نہ رہے۔ حالانکہ ایشیا مین یورپی خیالات کو جسقدر ترقی
ہوتی جائیگی قومیت اور علیحدگی کا خیال اونمین بڑہتا جائیگا۔ فرض کیا جاے
کہ یہ سب کچھہ ممکن ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ یورپی اقوام جو مالک کی
حیات ہی مین اوسکی بیش قیمت میراث پر للچائی نظر ڈال رہی ہین، ہاتھہ باندہے
علیحدہ کھڑی تماشا دیکھتی رہین، ٹرکی عین موت کے وقت یکایک چونک اوٹھے
اور اونکو اس غنیمت سے محروم کردے جسپر وہ عرصہ سے تاک لگاے بیٹھے ہین

اوسکی مشکلات

پس جملہ حالات پر نظر کرکے یہ مشکل ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی مستقبل کی
تصویر کم تاریک روشن رنگ مین کھینچی جاے۔ سیاسی، قومی، مذہبی تمدنی اور
ملی رکاوٹین ہر چہار طرف پائی جاتی ہین جنکے دفعیہ سے اصلاح کا کام سرگرمی اور
قوت کے ساتھہ جاری نہین رہ سکتا، استدلال اور تصور کی باگین خواہ کتنی ہی
ڈھیلی کی جائین مگر ان مشکلات کی بہول بہولیون سے نکلنا دشوار نظر آتا ہے۔

ٹرکی کا اقتدار ایشیا مین۔

یہ سوالات کہ سلطنت ٹرکی کا آیندہ پایہ تخت بروسا مین ہوگا یا دمشق مین
یا بغداد مین؟ خلافت آل عثمان کے قبضہ مین رہے گی یا پیغمبر عربی کی اولادون مین
منتقل ہوجائیگی اور موجودہ خاندان عثمان تخت پر زیادہ عرصہ تک متمکن رہ سکیگا یا نہین؟

اس قسم کے ہین جنہین موجودہ مشکلات کے مقابلہ مین سوالات غیر متعلقہ سمجھنا چاہیئے - اور ہم اس یقینی اور لازمی امر کو کسیطرح پوشیدہ نہین رکھ سکتے کہ اُس حالت مین بھی جبکہ ترک یورپ کو خالی کردین، مسئلہ مشرق کا بھوت مغرب (یورپ) کے پولیٹکل اُفق پر ناچتا رہے گا - ٹرکی کے متعصب دشمن ناحق یہ صدا بلند کرتے ہین دو کہ ایشیا واپس جاؤ" اور ناحق "بوریا بدھنا سمیٹنے[۱۵] " کی پالسی پیش کی جاتی ہے کیونکہ مغربی اقوام کی رقابت سرزمین ایشیا پر بھی اُسی زور کیساتھ جاری رہیگی اور واقعات کی قدرتی رفتار ترقی مین وہان بھی اسیطرح رخنہ انداز رہیگی جیساکہ یورپ مین چارسو برس سے پائی جاتی ہے -

ٹرکی کی حالت کا ذمہ دار یورپ ہے -

جب مین یہ تسلیم کرتا ہون کہ ترکون کے ایشیای حکومت کا مستقبل ٹرکی کے نہین بلکہ یورپ کے ہاتھ مین ہے، تو کسی غول بیابانی کا تعاقب نہین کرتا ہون کیونکہ اگر ہم چاہتے ہین کہ ترکون کو ترقی کی راہ مین مشکلات پر غالب آنے اور پولیٹکل قوت کو واپس حاصل کرنے مین مدد دین تو سب سے اول یورپی اقوام کو اپنی رقابت ترک کرنا چاہیئے جو ترکون کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہے

[۱۵] مسٹر گلیڈ اسٹون سابق وزیر انگلستان ترکون کے قبضہ یورپ کا بڑا مخالف تھا - گلیڈ اسٹون اپنی قابلیت علمی، اور سحر بیانی کیوجہ سے انگلستان مین بڑا اثر رکھتا تھا - اُسنے اپنی ایک اسپیچ مین "بیگ اینڈ بیگیج" نکلجاؤ کا غل مچایا تھا - تمام یورپ مین یہ فقرہ مشہور ہوگیا اور آجتک متعصبین اس سے کام لیتے ہین - گلیڈ اسٹون کی پالیسی سے ترکون اور انگریزونکی قدیمی دوستی کو بڑا صدمہ پہونچا - اسکی وجہ سے انگریزی تجارت کی سلطنت ٹرکی مین کساد بازاری ہوگئی شکر ہے کہ اب ینگ ٹرکس کی کوشش سے گذشتہ دوستی پھر مستحکم کی جارہی ہے - مترجم -

ورنہ نااتفاقی اور لڑائی، حسد اور رشک اقوام یورپ سے کبھی نہ جائیگا - زمانہ موجودہ مین جو حقارت انگیز اظہار ارض اناطولیہ پر ہو رہا ہے اہل یورپ اور نیز ترکون دونون کے لیے نقصان رسان ہوگا - ایشیا مین ترقی کی راہ مین جسقدر رخنہ اندازی کیجائیگی اقوام یورپ کی آپس کے تعلقات زیادہ نازک ہوتے جائینگے - دیر یا جلد ایشیا، خصوصاً ایشیاے کوچک مین یورپ کی رقابت بند ہونا چاہیئے - موجودہ پولیٹیکل حالت جس سے مستقبل قریب کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے، نیز رعایا ٹرکی کی بوقلمونی کو دیکھکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اقوام صرف ترکون ہی کی زیر حکومت قابو مین رکھی جاسکتی ہین اور آیندہ ترقی کی راہ مین قدم رکھہ سکتی ہین - ترکی قوم کو برتری کا حق حاصل ہے - کیونکہ بہ نسبت دیگر اسلامی رعایا کے ترک تعداد مین زیادہ ہین اور صدیون سے رہنمای اور سرغنای کرتے رہے ہین - منجملہ مسلمانان ایشیاے کوچک کے ترکون نے تمدن یورپ کے اکتساب مین سب سے زیادہ ترقی کی ہے اور اس لئے اصلاح کی راہ مین سب سے بہتر رہنما وہی ہوسکتے ہین لیکن یہ اُسیوقت ہوسکتا ہی جب تمام یورپ ایکطرف[۱] ہوکر یا کوئی یورپی سلطنت تنہا اُس حصہ کو اخلاقی امداد دے جسے

ترک رہنمائی کی قابلیت رکھتے ہین

[۱] تمام یورپ کی قومون کا ٹرکی کی ترقی مین متفق ہوکر کوشش کرنا ایسا ہے جیسا کسی بھیڑیون کے غول سے بچون کی پرورش کی امید کرنا - انگلستان کے تعلقات ٹرکی کیساتھہ کمزور ہوجانے پر، جرمنی نے قسطنطنیہ مین اپنا اقتدار اور اثر جمایا - خود شہنشاہ جرمنی قسطنطنیہ تشریف لے گئے اور امداد کے وعدے وعید ہوئے - لیکن افسوس اس دوستانہ اتحاد سے سلطنت جرمنی کا فائدہ مقصود تھا نہ ٹرکی کا نفع - ایشیاے کوچک مین صدہا جرمنی کارخانون، ریلون، اور کانون کے اجارے حاصل کرلیے - اور ہزارہا جرمنی رعایا آباد ہوگئی - نوجوان ترکون نے سلطنت ہاتھہ مین

وہ سب سے زیادہ مہذب اور قومی ہمدرد خیال کرین اور جنکی نسبت یقین ہو کہ اسمین قدیم طریقہ سلطنت کے مٹنے کے بعد، نظم ونسق قایم کرنے اور آزادی و ترقی پہیلانے کی پوری قابلیت اور صلاحیت اور قوت پائیجاتی ہے۔ اس وقت صرف ترکی سوسائٹی کے سرگروہ ترقی و اصلاح کے جوش مین سرشار ہو کر آگے قدم بڑہا رہے ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۴) دیتے ہی اس نقصان رسان دوستی کو خیرباد کہا۔ اور اپنے قدیم دوست انگلستان سے ازسرنو اتحاد قایم کیا۔ اسوقت انگلستان ٹرکی کی امداد ہرطرح کررہا ہے، سچ تو یہ ہے کہ انگلستان کی اخلاقی امداد شامل حال نہ ہوتی تو نوجوان ترکون کو انقلاب ٹرکی سے فائدہ اوٹھانا، اور پارلیمنٹ قایم کرنا سخت دشوار تھا۔ وہ مشکل سے سنبہلنے پائے تھے کہ آسٹریا نے، جو جرمنی کا قدیمی دوست ہے، اہل جرمنی کی جنگی امداد کے بہروسے پر بوسنیا اور ہرزی گوئنا پر قبضہ کا اعلان کردیا۔ اسیطرح دوسری اقوام نے ترکون کی نوزائیدہ قوت کو کچلنا چاہا مگر انگلستان جیسے زبردست ہمدرد کو اونکے ساتھ دیکھکر جنگ کی نوبت نہین پہونچی۔ بحری قوت کی اصلاح کے لئے ایک امیرالبحر انگلستان نے ٹرکی کو مستعار دیا ہے اور سر ہمفیلڈ فلر سابق گورنر مشرقی بنگال و آسام ٹرکی مین انتظام مال اور اراضی کو درست کرنے گئے ہین۔ سر فلر کی ہمدردی کا حال مسلمانان ہند کو معلوم ہے۔ اسمین بہی شک نہین کہ انگلستان کی یہ دوستی محض ترکون کی خاطر نہین ہے بلکہ اوسکا بہی بڑا فائدہ متصور ہے۔ جرمن قوم اسوقت انگلستان کی سب سے بڑی حریف ہے اور شب و روز اس فکر مین ہے کہ انگلستان کی تجارت اور بحری اور بری قوت کو شکست دیجائے، ٹرکی مین اس رقابت کی وجہ سے جو نقصان تجارت انگلستان کو پہونچا اوسکا حوالہ دیا جاچکا ہے جرمنی انگلستان کی برابر بحری قوت بہی حاصل کرنے مین کوشش کررہی ہے اور جیسا کہ میرے ایک انگریز عالم دوست نے جو صوبجات متحدہ مین سشن جج ہین تحریر کیا ہے، جرمنی سلطنت ٹرکی کے زوال کے بعد اپنی سلطنت قایم کرنا چاہتی ہے۔ خیال کرو کہ اگر ہالینڈ سے بغداد تک جرمنی سلطنت پہیل جائے تو دنیا کی کون قوم اوسکا مقابلہ کرسکتی ہے۔ مترجم

لیکن جسقدر زمانہ گذرتا جائیگا اونکی تعداد مین اضافہ ہوگا، اور منتشر چنگاریان کسی وقت مین
ایسی شعلہ فشان ہونگی کہ اُنکی روشنی سے ترقی و تجدید کا میدان بقعۂ نور بن جائیگا +

ترکونکی برتری

مین تکرار کے ساتھ کہتا ہون کہ مغربی دنیائے اسلام مین صرف ترک ہی
سرغنائی کی صلاحیت رکھتے ہین - اہل عرب اپنی دماغی قابلیت کی برتری پر ناز کیا
کرین، لیکن بہ حیثیت مدبر حکمران اور سپاہی کے ترکون کو ہمیشہ عربون پر فوقیت
رہی ہے - خلافت کے زمانہ مین ترکی غلام صدیون تک اسلام کی قوت کو سنبھالی
رہے - اور خاندان بنی امیہ کے سلطان کے پاس ترک سپاہی ہوتے تو جزیرہ نما
ائبیرین سے ایسی آسانی سے مسلمانون کا اخراج نہ ہوجاتا - ہلاکو خان کی ماتحتی مین کفار ترک
سپاہیون نے خلافت کو تخت بغداد سے اُٹھا دیا، مغلونکی ابتدائی جنگون مین مغل
سپاہی بہت کم تھے در اصل ترک جو اسوقت تک مسلمان بھی نہین ہوئے تھے
مغلون کی قوت کا باعث تھے - صرف یہی نہین کہ شام مین ترک سلطنت عثمانیہ
کے آغاز سے عربون کی قسمت اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے ہین بلکہ مصر مین بھی اول
مملوک جو ترک تھے اور پھر محمد علی نے کہ وہ بھی ترک تھا، قدیم عربی عنصر کو دوبارہ زندہ
کیا اور موجودہ مصر کی بنیاد ڈالی +

ایران کا مستقبل

ایران کا مستقبل ایشیائی ترکی سے بھی زیادہ مایوس کرنے والا نظر آتا ہے - باوجود
اسکے کہ ایران مردم خیز سرزمین ہے، اوسکی پولیٹکل حالت اس قدر نازک ہوگئی ہے
کہ خرابیون کا رفع کرنا اُسیوقت ممکن نظر آتا ہے جبکہ ملک براہ راست کسی یورپی گورنمنٹ

کے ماتحت ہوجائے ۔ قاچاریہ خاندان اور موجودہ طرز حکومت کے قایم رکھنے سے سواے نقصان کے اور کچھ حاصل نہین ہوسکتا ۔ شاہانِ ایران کے موجودہ ترکمان خاندان نے باضابطہ نظم ونسق جاری کرنے کی ذرہ برابر بہی کبھی کوشش نہین کی ہے ۔ یورپ کی سرگرم اور بے غرضانہ اصلاحات کے لئے کبھی دروازہ نہین کھولا ہے ۔ ابتک جو کچھہ ایران نے کیا ہے وہ محض یورپ کو دہوکا دینے کیلئے کیا ہے ۔ گورنمنٹ ایران کیجانب سے کبھی کوئی کوشش اصلاح کی راہ مین سرگرمی کے ساتھہ نہین ہوئی ہے ۔ حکمران اپنے ہی ہم قومون سے دشمنی رکھتے ہین ۔ اور ملک کی آیندہ بہبودی پر کبھی بہولکر بھی نظر نہین کرتے ۔ اونکا صرف ایک مقصد ہے ۔ جس طرح اور جسقدر ہوسکے روپیہ سمیٹا جاے اور کسی صورت مین بہی ظلم و تشدد کی باگ ہاتھہ سے نہ چھوڑی جائے ۔ ایران کی آج وہی حالت ہے جو خاندان صفویہ کے زمانہ مین تہی جبکہ حکومت اور تاج وتخت افشاری ترکمان سردار نادرشاہ اور کریم خان زند ایرانی کے ہاتھہ مین چلا گیا تھا ۔ مگر اب کوئی خود مختار ترکمان سردار باقی نہین رہا ہے ۔ نہ زند خاندان مین بہی جسکی جنوبی ایران مین بڑی عزت کیجاتی ہے کوئی شخص ایسا باقی نہین ہے جسے تاج وتخت کا دعویٰ ہو[۹۱] ۔ اور اگر

۹۱ اگلے وقتون مین جب کوئی حکومت متزلزل ہوتی تہی تو نو وارد اور جوشیلے ترکمان قبضہ کرکے قوتِ اسلام کو قایم رکھتے تھے لیکن جب سے رُوس نے ایشیا مین پیر پہیلاے ، ترکون اور مغلون کی آزادی اور خود مختاری برباد ہوگئی ۔ اور اب وہ افلاس اور ذلت کے غار مین پڑے ہوئے سر تک اوٹھانے کی جرءت نہین کرسکتے ۔ مترجم ۔

کوئی موجود بھی ہوتا تو وہ زبردست عیسائی دعویداروں کے مقابلہ مین جو میدان مین موجود ہین اُس غریب کی کیا پیش چلتی - اسوقت ایران کی قسمت انگلستان اور روس کے ہاتھ مین ہے - یہ امر کہ یہ دو حریف مال غنیمت کی تقسیم کے وقت آپس مین لڑینگے یا نہین اہل ایران کے لیے کچھ اہمیت نہین رکھتا - اونکی قسمت مین یہی لکھا ہے کہ اونکا ملک ان دو سلطنتون مین باہم، جسطرح وہ اپنے لیے مفید سمجھین، تقسیم ہوجاوے - اسوقت خواہ اخلاقاً یا تجارتی اغراض کے لحاظ سے کوئی حصہ ملک انگلستان یا روس کے دایرۂ اقتدار مین دیدیا جاوے، بہرحال شہنشاہانِ ایران کی پولیٹکل خودمختاری کا خاتمہ لازمی ہے، اگرچہ دو برس پہلے اونکی حکومت شمالی قاف سے کوہ سلیمان تک اور ہندوکش سے دریاے دجلہ تک پھیلی ہوئی تھی - شاہ عباس ثانی کے بعد سے ایران کے تمام

شیعہ سنی کی رقابت

بادشاہ ناقابل اور رموز سیاست سے نابلد گذرے ہین اور اس سے بھی زیادہ شیعہ اور سنیونکی دشمنی اور کینہ نے سلطنت کے زوال کی رفتار کو تیز کر رکھا ہے گذشتہ جنگون مین جب کبھی سنی مذہب ترکونکو عیسائیون کے ہاتھ شکست ہوتی تو شیعون کے یہان عید منائی جاتی - اسیطرح جب روسیون نے اونکے ہم مذہب ایرانیون کے صوبجات یکے بعد دیگرے غصب کرنا شروع کئے اور عہدنامہ انگلستان اور ترکمان چای کی رو سے ایران خستہ حال ہوگیا تو باب العالی (گورنمنٹ ٹرکی) نہ صرف لاپروائی سے بلکہ رقیبانہ خوشنودی کیساتھ تماشا دیکھتی رہی۔

ٹرکی وایران کا اتحاد

حال ہین ایران وٹرکی کے درمیان دوستانہ تعلقات اور مشفقہ اسلامی اغراض کی پالیسی قایم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاہ مظفر الدین کا سلطان عبد الحمید خان کی ملاقات کو جانا اپسمین اتحاد مستحکم کرنے کی غرض سے تھا۔ لیکن افسوس کہ یہ خیال دیر ہین آیا اور محنت بالکل رائیگان گئی کیونکہ ذاتی غرور اور مذہبی تعصب اور نفرت سدراہ ہوئے۔ ان دو اسلامی سلطنتون کے اتحاد سے صلیب کی فتحمندی ہین اگرچہ دیر ہوتی لیکن اوسکا روکنا ممکن نہ تھا ؛

افغانستان

اس خیال سے کہ اون تمام اسلامی ممالک پر جو پولیٹکل حیثیت سے ابھی تک خود مختار ہین، ہماری تنقید کی تکمیل ہوجاے ہم افغانستان کی نسبت بھی چند الفاظ کہنا چاہتے ہین۔ ابھی حال کی بات ہے کہ انگریزی جھنڈے کے سایہ ہین یورپی اصلاحات اس ملک ہین داخل ہوئی ہین۔ جسوقت افغان قدیم ایشیائی زندگی اپنے پہاڑون ہین بسر کر رہے تھے تو روسی عقاب (جھنڈہ) اپنے بازو وسط ایشیا کی تین اسلامی ریاستون پر پھیلا چکا تھا۔ اور ہندوستان سو برس سے انگریزی قبضہ کی بدولت اصلاحات جدید کی برکتون سے فائدہ اُٹھا رہا تھا۔

عبدالرحمن خان کی اصلاحات

امیر عبد الرحمن مشہور امیر دوست محمد کے پوتے نے انتظام ملک کے سنبھالنے ہین کوشش کی اور کامیاب ہوا۔ اُس نے روسیون سے سبق سیکھا۔ اور چونکہ اپنے ہمراہ روسی مطلق العنانی افغانستان ہین لایا اس لیے اوسکے فولادی بازو نے ملک ہین ایسا انتظام قایم کیا جو پہاڑون ہین رہنے والی اور غارت پسند پشتو قوم کو

کبھی نصیب نہین ہوا تھا۔ اپنے اصلاحی پروگرام مین اُس نے ملک کی محافظت کو بھی خاص طور پر شامل کیا۔ اُس نے ایک زبردست اور باضابطہ فوج بھرتی کی۔ سلاح خانے اور اسلحہ سازی کے کارخانے قایم کئے اور اپنے ملک مین صنعت اور حرفت کو ایک حد تک ترقی دی تاکہ جنگی تیاری مین امداد ملے۔ تمدن اور تہذیب کی اصلاح اور اہل ملک کی دماغی اور ذہنی ترقی کا خیال اُسکو کبھی نہ آیا۔ اور اُسکی محنت سے صرف ایک نتیجہ حاصل ہوا۔ وہ یہ کہ اب ہم وحشی جنگجو افغانون کو باضابطہ قواعد دان اور باترہیت فوج کیحالت مین دیکھتے ہین۔ باقی حالات بدستور ہین۔ بیٹے نے بھی باپ کی تقلید کی۔ موجودہ امیر حبیب اللہ خان کی صرف یہی کوشش ہے کہ فوج کو اُس زبردست کشمکش کیلئے تیار کیا جاے جو کسی نہ کسی دن منجملہ دو پڑوسیون کے ایک کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ رہا یہ امر کہ اونکو جنوب مین انگریزون سے لڑنا پڑیگا یا شمال مین روسیون سے چندان قابل لحاظ نہین ہے۔ جنگ ہر صورت مین لازمی ہے۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ اہل افغانستان جلد یا دیر مین کسی نہ کسی زبردست دشمن کے ماتحت ہو کر رہینگے۔ اور اپنی پولیٹکل آزادی اور خودمختاری کو ہاتھ سے کھو بیٹھینگے۔ پس افغانستان کی قسمت مین بھی وہی بدا ہے جو مشرق کے دیگر اسلامی خودمختار سلطنتون کو پیش آیا یا آئیگا۔ اور اگر افریقہ مین جہان اشاعت اسلام کو بڑی ترقی ہے کوئی جدید اسلامی سلطنت قایم نہ ہوئی (لیکن ایسی سلطنت کا قیام یورپی عیسائیونکی زبردست اثر کے مقابلہ مین مشکل ہے) تو اسلام کی پولیٹکل آزادی تباہ و برباد ہو کر رہے گی !!!

جنگی قوت

باب ہشتم

ہلال اور صلیب

کیا مسلمان یہودیوں کی طرح بے خانمان ہوجائینگے

اس رائے کو سرعت کے ساتھ استحکام کا درجہ حاصل ہوتا جاتا ہے کہ موجودہ اسلامی خود مختار سلطنتوں کی سیاسی آزادی کا خاتمہ جلد ہوجائیگا۔ ایسی حالت مین ان سوالات کی تکرار محل تعجب نہین کہ اہل اسلام کا مستقبل کیا ہوگا ؟ کیا اونکی پولیٹکل آزادی عیسائی اور بودہ مذہب کے سیلاب کے مقابلہ مین، جو اونہین چارون طرف سے دبا رہا ہے، ہمیشہ کے لئے زائل ہوجائیگی ؟ کیا مسلمان مثل یہودیون کے بے خانمان ہوجائینگے، اور ذلت وخواری کے ساتھ غیر قومون کی ماتحتی مین پڑے مارے پھرینگے ؟ یا برخلاف اسکے پھر کوئی وقت ایسا آئیگا کہ اصلاحات جدیدہ کی بدولت ایک نئی سوسائٹی پیدا ہوجائیگی جو اپنی اعلیٰ دماغی قابلیت اور مغرب سے دائمی ربط وضبط کی وجہ سے اپنی کھوئی ہوئی آزادی واپس لے سکیگی ؟
پہلے سوال کی نسبت مسلمانانِ اسپین اور سسلی کے عربونکی بربادی کی مثالین مایوسی بخش جواب دیتی ہین ! لیکن اسکے ساتھ ہمین یاد رکھنا چاہیئے کہ موخرالذکر مسلمان فاتحین کی تعداد بہ نسبت باشندگان ملک کے بہت قلیل تھی۔ اس لئے وہ بعد مین عیسائی طاقتونکے ہاتھون بآسانی مغلوب ہو گئے۔ جنوبی روس مین بھی

اسلامی اثر اسیطرح ملیامیٹ ہوا۔ روسی فتحمندون کا شمال سے جنوب کیجانب بڑہتا
تھا کہ ترکی اور اگرین آوارہ گرد جو کسی ایک جگہہ مقیم نہین رہتے با تدریج پسپا ہوتے
گئے اور اسلام چونکہ ان فرقون مین ابہی تک جڑہ مضبوط نہین پکڑ سکا تھا، صلیبی
تبدیل مذہب — مذہب اور اثر قبول کرنے پر مجبور ہوگیا۔ لیکن شہرون مین اور نو آبادیون مین جہان
مسلمانون کا اثر جزو غالب تھا مثلاً قازان، استراخان، اوفا اور صوبہ والگا کے
مختلف مقامات مین اسلام باوجود ہر قسم کی تکالیف و مظالم برداشت کرنیکے
ابہی تک قائم ہے حالانکہ روس نے اوسکے تباہ کرنے کی کوئی کوشش اوٹھا
نہین رکہی۔ کریمیا اور مشرقی یانٹس کے اضلاع کیحالت اسکے خلاف ہے۔ باوجودیکہ
مسلمان تعداد مین بہت زیادہ تھے لیکن ترکی سلطنت اور مذہبی اثر کے قرب
مسلمان مہاجرین — کیوجہ سے اسلامی آبادی اس درجہ کم ہوگئی ہے کہ قدیم باشندے نوغئی تقریباً
معدوم ہوگئے ہین۔ اونیسوین صدی کے وسط مین بہی مسلمان فرقون مثل سرکیشی
شمیشنزی۔ ابخاسی اور لازی وغیرہ کی تعداد موجودہ شمار سے بیچ گئی تھی۔ اور
کریمیا کی آبادی بوجہ اسکے کہ مسلمان اپنی خوشی سے ٹرکی مین ہجرت کر رہے ہین
نہایت کم ہوگئی ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ باوجودیکہ مسلمانون کی تعداد کریمیا
مین کم ہے لیکن اونمین مغربی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے اکتساب کا
جوش اور ولولہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ مسلمون کا یہ چہوٹا سا
گروہ اہل روس کی زیادتی کے مقابلہ مین کبتک قائم رہ سکیگا کیونکہ ٹرکی کی جانب

مہاجرین کا تانتا بندھا ہوا ہے - اور حال میں مہاجرین کی تعداد میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے +

یورپی ٹرکی کے مسلمان

یورپی ٹرکی میں بھی حال میں یہی کیفیت واقع ہوئی ہے - گذشتہ جنگ روس و روم کے بعد سے دس لاکھ سے زائد مسلمان باسینا سرویا اور بلگیریا سے ہجرت کر کے ٹرکی میں آباد ہو گئے ہیں[۱] - یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ جن ممالک میں مسلمان پہلے فاتح اور مالک تھے اب وہان وہ اپنے آپ کو عام رعایا کے مساوی دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے - خصوصاً جبکہ جدید عیسائی حکمران اونکے ساتھ مہربانی اور رواداری کا برتاؤ نہیں کرتے - مسلمانانِ ہند یا الجیریا ہجرت کا کبھی خیال بھی نہ کرینگے اور نہ روسی ترکستان کے مسلمان کیونکہ باوجود اپنی سختی کے روسی حکومت پھر بھی خیوا اور بخارا کے امیرون کی سلطنت سے کہین بہتر ہے +

ایشیا میں مسلمانونکی تعداد میں کمی قلیل ہے

اس حالت کو دیکھکر کہ ہلال اب یورپ میں اپنے آپ کو نہین سنبھال سکتا

---

[۱] مین اپنی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۸۱ء مین اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کر چکا ہون اوس وقت سے مسلمان مہاجرین کی تعداد مین اور بھی اضافہ ہو گیا ہے - قدیم اور حال کی آبادی کا فرق حسب ذیل ہے :-

	قدیم	حال
باسینا اور ہرزی گاؤنا	۶ لاکھ	۵۴۸-۶۳۲
بلگیریا	۱۸ لاکھ	۵،۳۰،۲۷۵
سرویا	دس ہزار	۲۸۴۹

ترکی قبضہ کے زمانہ کا اعداد تخمینی ہین، لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ یورپی ٹرکی سے مسلمان مہاجرین کی تعداد مین غیر معمولی اضافہ ہوا ہے

یا یہہ کہ صلیب کی ماتحتی مین رہنا نہین چاہتا، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایشیا مین جسے مذہب کا گہوارہ اور پایہ تخت سمجھنا چاہیئے یہ تحریک کیا صورت اختیار کریگی کیونکہ مشرق مین اقوام مغربی کا اقتدار اور اثر روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ کیا ہم عنقریب وہ وقت دیکھنے والے ہین جبکہ یورپ اور ایشیا کے مذہبی اور قومی تعلقات مین انقلاب عظیم پیدا ہوجائیگا؟ ہمین اس مسئلہ کے متعلق دہوکا نہ کہانا چاہیئے۔ اور یاد رکہنا چاہیے کہ ایشیا مین ہر کام کی رفتار نہایت سست ہوتی ہے۔ اور جس عنصر سے یورپ کام لینا چاہتا ہے، یعنی مذہب عیسوی، وہ ابہی اس قدر طاقتور نہین ہے کہ درخت اسلام کو جسکا ریشہ ایشیا کی زمین مین تہ تک پہونچگیا ہے، اوکہیڑ پہینکنا تو درکنار اوسے جنبش بھی دے سکے۔ پیغمبر عرب کے پیرو باوجودیکہ اونہون نے اپنے مفتوحہ ممالک مین سے بہت سے مقامات کو چہوڑ دیا ہے۔ لیکن اپنے مذہب کو اونہون نے کبھی ترک نہین کیا اور نہ وہ کبھی ایسے ممالک مین ترک کرینگے جہان وہ اپنے ہم مذہبون کے پہلو بہ پہلو رہتے ہین، جہان تاریخی یادگارین عمارتون اور شہرونکی صورت مین ہمیشہ گذشتہ عظمت و شان کی یاد اونکے دل مین تازہ کرتی ہون، اور جنہین دیکھکر مسلمانون کے دلون مین سرگرمی کے ساتھ دوسرے اثرات کا مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہوتا ہو۔ اسلامی دنیا کے سرحدی ممالک کی نسبت جو کچھہ ہمنے بیان کیا اوسکا اطلاق وسطی ممالک اور مذہب کے قدیم پایہ تخت پر نہین ہوسکتا لیکن یہ قرین قیاس نہین ہے کہ تمدن یورپ وہان کچھہ گہرا اثر کرسکیگا۔ اگر ہم سرحدی

ممالک کا غور کے ساتھ مطالعہ کرین تو واضح ہوگا کہ وہان تمثیلاً ایشیائے کوچک مین اسلام کو آرمینا یا یونان اور روس یا جرمنی سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچ سکتا*

اہل آرمینا اناطولیہ مین

اہل ارمینا کا دل اُسوقت تک ٹھنڈا نہین ہوسکتا جبتک وہ یورپ کی مدد سے اپنے سابق حکمرانون (یعنی مسلمانون) کو بالکل تباہ وبرباد نہ کردین۔ لیکن ہمین یہ توقع نہین ہے کہ یورپ ایسی نا واجب اور ظالمانہ کام مین جو تمدن یورپ کے متضاد ہے مدد دیگا اور نہ اہل یونان ہی ترکون کی تباہی مین کامیاب ہوسکتے ہین یہ صحیح ہے کہ بے شمار یونانی اپنے جزیرون سے ترک وطن کرکے اناطولیہ مین آباد ہورہے ہین۔ لیکن یونانی بلحاظ تعداد، ہمت وجرءت، اور مذہبی جوش کے مسلمانون سے جنکی تعداد مین بوجہ ہجرت کے روز بروز بیشی ہوتی جاتی ہے بہت کم ہین۔

روس

رُوس اور جرمنی کے لئے اناطولیہ مین کامیابی حاصل کرنیکا موقع اس سے بھی کم ہے روس نے اسلام کو تباہ کرنیکا بیڑہ اوٹھایا ہے لیکن کوہ قاف مین جہان سو برس سے روس کا قبضہ ہے اسلام کی قدیم حالت قائم رہی ہے اور اس مثال سے روسی تجاویز کا مایوسی بخش جواب ملتا ہے۔

جرمنی کے ارادے

جرمنی کی موجودہ مداخلت کی بناپر مستقبل کے متعلق کوئی رائے قایم کرنا خطرہ سے خالی نہوگا۔ ابھی تک جرمنی کے ارادے تجارتی اغراض پر مبنی رہے ہین۔ اور بہت عرصہ تک یہی حالت رہے گی۔ اسلام کو کمزور کرکے جرمنی اقتدار کے مضبوط کرنے کا خیال اہل جرمنی کے دماغ مین کبھی نہ سمائیگا۔ یہ خیال نہ صرف حماقت آمیز ہے بلکہ بے سود بھی ہے کیونکہ کسی غیر قوم کے

مذہبی محسوسات کے ساتھ دخل اندازی کرنے کا ہمیشہ یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ بیرونی تمدن پھیلانے والونکو دشمن جانی سمجھنے لگتی ہے۔ علاوہ برین کسی قسم کی مذہبی مداخلت ممکن نہین ہے جبتک اناطولیہ پر جرمنی کا پورا قبضہ نہ ہوجاے ٭

شام و عرب

جو کچھ ہمنے اناطولیہ کی نسبت تحریر کیا ہے اوسکا اطلاق شام بلکہ عرب پر بھی ہوتا ہے۔ یہ بیان کرنا مشکل ہے کہ فرانسیسی اور انگریز ان ملکون مین اپنے اقتدار اور اثر کو کہانتک بڑہائینگے۔ لیکن اسقدر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہر دو قوتون مین سے مذہبی اغراض ایک کے بھی پیش نظر نہین ہین۔ اگر یہ بھی مان لیا جاے کہ وہ عیسائیون کو ہر قسم کی امداد دینگے اور اونکے پشت پناہ بنینگے لیکن دیدہ و دانستہ پیروان دین محمدی کو نقصان پہونچانے کا اونہین خیال نہین ہوسکتا کیونکہ ایسی کارروائی سے مسلمان برانگیختہ ہوکر فوراً بدلا لینے کے لیے کھڑے ہوجائینگے ٭

ایران و دیگر ممالک

قصہ مختصر یہ ہے کہ موجودہ ممالک عثمانیہ مین اسلام کو کسی قسم کا خطرہ نہین ہے اور نہ ایران مین اسلام کا مستقبل خطرے مین ہے۔ کیونکہ وہان شیعہ آبادی کا بڑا اجتماع ہے اور منجملہ ۹۵ لاکھ مردم شماری کے صرف ساٹھ ہزار عیسائی آباد ہین دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل تشیعہ، جو غلطی سے یورپ مین اسلامی پروٹسٹنٹ خیال کیے جاتے ہین، سخت تعصب کی وجہ سے ممتاز ہین۔

عیسائیت بمقابلہ اسلام

جبکہ زار روس کی مسلمان رعایا سے کوہ قاف مین عیسائیت نے کوئی ترقی نہین کی ہے تو کسطرح

امید ہوسکتی ہے کہ یورپ کو ایران مین عیسائیت پھیلانے مین کامیابی ہوسکے گی، چاہے ایران، روس اور انگلستان مین تقسیم ہی کیون نہ ہوجاوے۔ مسلمانان وسط ایشیا کی نسبت ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ روسی پادریون کو سرط، تاجیک اور آسیرگ اقوام کے ایمان بگاڑنے مین کریمیا اور اضلاع والگا کے تاتاریون سے بہی زیادہ وقت پیش آئیگی۔ اہل کریمیا اپنے مذہب کی خاطر ہجرت کرکے ترکی ممالک مین آبسے لیکن وسط ایشیا کے مسلمانون کو اسکی بہی ضرورت نہین ہے۔ روسی عیسائیون کی نوآبادی سے کوہ قاف کے مسلمانون کو کچھہ نقصان نہین پہونچ سکتا ؀

افغانستان مین مذہبی جوش

افغانستان مین اس حالت کی اہمیت مین اور بہی اضافہ ہوا ہے کیونکہ امیر عبدالرحمن اور اوسکے جانشین حبیب اللہ خان نے ہر موقع پر پولیٹکل زندگی کی مذہبی سمت کو زیادہ مقبول بنایا ہے اور مذہب کی تقویت پر بہت زور دیا ہے۔ سابق امیر کو سلطنت کے بنانے اور اوسکے انتظام درست کرنے مین بیشمار دقتون کا سامنا تہا۔ لیکن باوجود اسکے مسلمانون کی مذہبی تعلیم کے لئے اوسنے نصاب بہی تجویز کیا۔ اس سے یہ بہی مطلب تہا کہ راسخ الاعتقاد مسلمانون کی نظر مین اوسکی کم وقعتی نہو کیونکہ اوس نے اپنے ملک مین ”حقیر“ اور ”ذلیل“ عیسائیونکی بہت سی بیکار باتون کو رائج کیا تہا ؀

افغانستان کی سیاسی حالت

سوال یہ ہے کہ افغانستان[۱۵] اپنی آزادی کبتک قایم رکہ سکیگا اور نتیجۃً وہ یورپی

---

[۱۵] سر ایچ ہملٹن کی رائے ہے کہ اگر آیندہ (۳۰) سال کے عرصہ مین یورپ نے افغانستان کو متمدن نہ بنایا اور اپنے اثر مین

رقیبون (روس و انگلستان) کے فتح کیسے نصیب ہوگی؟ اسلام کی آیندہ پولیٹکل صورت خواہ کچھہ ہو لیکن ان قدامت پسند اور متعصب پہاڑیونکے مذہب کو کچھہ نقصان نہین پہونچ سکتا' اونکو روحانی امداد ایک طرف وسط ایشیا سے، اور دوسری جانب ہندوستان سے حاصل ہوتی ہے اور دونون اطراف مین مذہبی جوش افغانیون کیلیے بہت بڑہانے والا ہے۔

ہندوستانی مسلمان — ہندوستان مین[۱۵] تجارتی ترقی کا ذکر کرتے وقت ہمنے اسلام کی مضبوط حالت کی جانب اشارہ کیا تہا کہ انگریزون کی آنکھون کے سامنے بھی مذہب اسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۷ نہ رنگ لیا تو ایشیا مین یورپی اقتدار کو عموماً اور ہندوستان مین انگریزی اثر کو خصوصاً سخت خطرہ کا اندیشہ ہے۔ لیکن ہمین اس رائے کی چندان پروا نہ کرنا چاہیے۔ افغانستان مین علوم وفنون کی اشاعت سرعت کیساتھ ہو رہی ہے اور اہل افغانستان کے تعلقات سلطنت برطانیہ کیساتھ روز بروز زیادہ دوستانہ ہوتے جاتے ہین (دیکھو "اے اسٹاف افسرس اسکریپ بک" مرتبہ سر آئن ہملٹن صفحہ ۶) مترجم

۱۵ وامبری نے اپنی کتاب کے حصہ دوم مین ہندو مذہب اور اسلام دونون پر مفصل بحث کرکے اونکی آیندہ حالت کا خاکہ کہنچا ہے۔ ہندوستانی مسلمان خود اس سے واقف ہین۔ پروفیسر وامبری کے خیالات کا لب لباب یہ ہے کہ سر سید احمد خان علیہ الرحمۃ کے خیالات کو روز بروز ہندوستان مین ترقی ہو رہی ہے اور اس لئے اونکا مستقبل مایوسی بخش نہین ہے۔ کاش مسلمان ان سب حالات پر غور کرکے علیگڈہ کالج کی جانب زیادہ سرگرمی اور جوشش کیساتھ توجہ کرین اور اوسے یونیورسٹی کے درجہ تک پہونچا دین۔ ہندوستان مین مسلمانون کی حیات اور ممات علیگڈہ کالج اور علیگڈہی خیالات کی ترقی پر منحصر ہے بلکہ بقول ہز ہائنس آغا خان اسلام کی آزادی اور تجدید کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ علیگڈہ کالج کو یونیورسٹی بنایا جائے۔ اور یہ کچھہ مشکل نہین اگر مسلمان اپنے فضول مصارف کا عشر عشیر بھی قوم کے لیے وقف کرین۔ مترجم

سرگرمی اور استقلال کے ساتھہ ترقی کر رہا ہے پس ہندوستان مین اسلام کے
مستقبل پر زیادہ بیان کرنا طوالت سے خالی نہ ہوگا۔ آپس کے مذہبی تعلقات
کو آگے چلکر پھر بیان کیا جائیگا لیکن یہان صرف اس قدر کہنا ہے کہ ہندوستان
مین باوجودیکہ عیسائی حکمران ہین اور اہل ہنود آبادی کے لحاظ سے بہت زیادہ
ہین۔ اسلام ردی حالت مین نہین ہے۔ برخلاف اسکے اسلام کا مستقبل
روشن نظر آتا ہے۔ چین مین اسوقت پیغمبر عربی کی تعلیم کو بیرونی مداخلت سے

چینی مسلمانونکا اقتدار

کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا اور نہ تعداد مین کمی ہوتی نظر آتی ہے۔ شہنشاہ چین کی
چالیس کرور رعایا کے درمیان دو کرور مسلمان عجیب وغریب مرتبہ رکھتے ہین
یہ ہوئی ہوئی (اہل چین مسلمانون کو اس لقب سے پکارتے ہین) دیگر ممالک
کے ہم مذہب مسلمانون سے بلحاظ تمول بہتر حالت مین ہین۔ جنکی مذہب کے
پیرو ہونے کی وجہ سے اونہین سپاہیانہ جوش وخروش ہمیشہ ممتاز رہا ہے
اور اسیوجہ سے اونکو سلطنت مین اعلیٰ درجہ کا فوجی امتیاز حاصل ہے۔ فی
زماننا چینی مسلمان سپاہیون کا ہمین زیادہ تجربہ ہوا ہے۔ چونکہ مغرب کے
عیسائی آئے دن بیہودہ ممالک پر حملہ آور ہوتے ہین اسلئے اونہین اپنے مغربی
بھائیون کے جانی دشمن یعنی عیسائی دنیا سے بدلہ لینے کا خوب موقع ملتا ہے
جہانتک میرا تجربہ ہے چینی مسلمان اپنے قومی اور سرگرم مغربی دشمن (روس)
سے زیادہ ترسان رہتے ہین بہ نسبت چینی بودہون کے جو مذہبی معاملات مین

روادار ہونے کی وجہ سے خطرناک نہین ہین *

چینی ترکستان کے باشندے بیسے اکثر ہم سفر رہے ہین۔ اونکا بیان ہے کہ سلطنت چین مین بہ نسبت روسی ممالک کے مسلمانون کو بہت کم شکایت کا موقع ہے صرف ایک خرابی ضرور ہے، وہ یہ کہ اونہین بوجہ رواج ملک بغدوخان یعنی شہنشاہ کی شبیہ کے سامنے سرجھکانا پڑتا ہے۔ دنگان اور چینی مسلمانون سے بھی یہی سنا۔ یہ لوگ بودھ مذہب حکمرانون کے اسقدر خلاف نہین ہین جس قدر کہ ایران اور ٹرکی کی عیسای رعایا اپنے مسلمان حکمرانون کی ہے۔ اس سے ایک حد تک یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہوی ہوی (مسلمان) چین مین خاصہ اثر رکھتے ہین لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ وہ یورپی اور چینی معاشرت مین ثالث کا کام دینگے

چینی مسلمان کا درجہ بہ حیثیت ثالث کے

جیسا کہ پروفیسر مارٹن ہارٹ مین نے اپنے دلچسپ رسالہ موسومہ "چین و اسلام" مین ثابت کیا ہے۔ کیونکہ مغربی اور جنوبی چین کے مسلمانون پر مغربی تمدن کا اثر سب سے کم پڑا ہے۔ وہ ابھی تک تعصب کی زنجیر مین گرفتار ہین، اور اس لئے ثالثی کے مرتبہ کے لئے وہ ایسے ہی نا قابل ہین جیسے کہ بخارا کے مسلمان۔ جب ہم شمالی اور شمال مغربی چین مین عنقریب آنے والی پولیٹکل تبدیلیون کا خیال کرتے ہین تو اون حصص مین اسلام کا پولیٹکل مستقبل چندان روشن نظر نہین آتا

روسی خطرہ

کیونکہ روس نے تمام سرحد پر خوفناک اقتدار اور مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور مشرقی ترکستان جہان اسلامی جزو غالب ہے عنقریب روس کے قبضہ مین آنے والا ہے *

روس مین مسلمانونکو حریت حاصل نہین ہوسکتی

مین سمجھتا ہون کہ ان اوراق مین مین نے کافی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ روس کے زیر سایہ رہکر اسلام کو حریت کامل کبھی حاصل نہین ہوسکتی اور آخر مین ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ چین مین جاپان کی روزافزون ترقی کے ساتھہ ساتھہ اسلام کا رہا سہا اثر بھی بتدریج کم ہوتا جائیگا - یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ ایشیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بقا سے اسلام کسی خاص خطرہ مین نہین ہے اور یہ کہ اسلام کی پولٹیکل قوت کے زوال کو اوسکی روحانی سرگرمی کی تباہی کا پیش خیمہ نہ سمجھنا چاہیے اون سوالات کا جواب دینا مناسب ہوگا جو اس باب کے آغاز مین قائم کئے گئے تہے - مین نے کہا تھا کہ کیا مسلمان مثل یہودیون کے بے خانمان ہوکر غیر اقوام کی ماتحتی مین ذلت وخواری کے ساتھہ زندگی کے دن پورے کرینگے - سب سے اول مسلمانان روس کیحالت نے یہودیون سے مقابلہ کرنے کا خیال پیدا کیا کیونکہ سب جانتے ہین کہ سلطنت روس مین پیروان محمدؐ نہایت حقیر درجہ رکھتے ہین، گاڑی ہانکنے والے، خدمتگار، خوانچہ فروش

مسلمانونکی ردی حالت -

وغیرہ سب اسی قوم کے لوگ ہین - اور ہر جگہہ وہ محنت، اعتدال، دیانتداری، اور بردباری کے لئے مشہور ہین - اور جبتک فرائض مذہبی کی تعمیل مین رکاوٹ نہ ہو وہ اپنی پولٹیکل آزادی واپس لینے کا کبھی خیال بہی نہین کرتے - قضا وقدر کے سامنے سرتسلیم خم کرنا اون تمام مسلمانون کا شیوہ ہے جو روس کے زیر نگین رہتے ہین - اس کلیہ سے کوہ قاف کے وحشی اور جنگجو لزغین جو حد درجہ کے آزادی

پسند ہین اور ترکمان اور کرغیز بھی مستثنی نہین ہین - ان فرقون مین سے کسی نے کبھی باضابطہ بغاوت کے ذریعہ سے روسیون کے پنجے سے آزاد ہونے کی کوشش نہین کی - وہ خاموشی کے ساتھ قسمت کے لکھے پر راضی ہوجاتے ہین اور قضا و قدر کے احکام پر قانع رہتے ہین - ایسے ممالک مین البتہ جہان مسلمان دوسرے مذہب والون کے ساتھ ملے جلے رہتے ہین مثلاً جاوا یا

ہندوستانی مسلمانونکی ترقی

ہندوستان مین، اجنبیونکی اطاعت سے سرتابی کی کوشش کی گئی ہے لیکن کبھی کامیابی نہین ہوئی کیونکہ دول مغرب سے مقابلہ کرنا ان لوگون کے لئے محض بیکار اور بے سود بات ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عیسای حکمرانونکی مسلسل سختی نے آزادی اور خودمختاری کے خیالات کو زائل کردیا ہے - اور جہان کہین سختی ضرورت سے زیادہ نہین ہے یا آزادانہ اصول سلطنت نے آزادی خیالات کا دروازہ کھول دیا ہے مثلاً ہندوستان، مصر، اور الجیریا مین اور اکی تبدیلی آہستگی کے ساتھ اس درجہ پاگجاتی ہے جسکی کبھی امید نہ تھی ، اور دماغی ترقی کی نئی دنیا اس شان کے ساتھ ترقی کر رہی ہے کہ شکست بیت المقدس کے بعد ایسی ترقی آل اسرائیل کی تاریخ مین کہین نہین پائی جاتی ؛

یہودی اور مسلمانونکا مقابلہ

اولاً یہودی بوجہ قلت تعداد اپنے دشمنون کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور اس لئے اپنی پولٹیکل قوت کا پھر حاصل کرنا اونکے لئے محال تھا

یہ مثال مسلمانون پر صادق نہین آتی (کیونکہ اونکی تعداد بیشمار ہے) ثانیاً اہل اسلام
اپنے سپاہیانہ جوش کی وجہ سے ہمیشہ سے ممتاز ہین اور یہ بات کسی دوسرے
قدیم مذہب کے ماننے والون مین نہین پائی جاتی - اگرچہ لفظ اسلام کے معنی
وہ خدا کی مرضی پر شاکر رہنا" ہین لیکن قرآن مجید مین یہ بھی مذکور ہے "وہ کہ جو لوگ
خدا کی راہ مین شہید ہون اونکے لیئے بڑا انعام ہے" اس آیت نے لڑائی کو خدا
کی خوشنودی کا باعث قرار دیا ہے - تقوی اور شجاعت ایسی نیکیان ہین
جو ایک دوسرے کو مکمل کرتی ہین، یا یہ کہئے کہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہین
اس لیئے مسلمان اوسوقت تک تمام کفار کے ساتھ مخاصمانہ برتاؤ رکھینگے جب تک
کہ وہ آخرکار غیر اقوام کے ماتحتی سے سبکدوش نہ ہون، یہ بات بنی اسرائیل کے
نہ کبھی وہم و گمان مین تھی اور نہ اب ہے کیونکہ اونکے اتحاد کی موجودہ تحریک[۱۵] کا یہ منشا ہے

۱۵ روشن خیال یہودی قومی اتحاد اور زندگی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہین کچھ عرصہ سے یورپ مین ایک انجمن قایم ہوئی ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ یہودی نوآبادیون کے لیئے اراضی خریدی جائے - دولت کے لحاظ سے یہودی آج بھی دنیا بھر مین ممتاز ہین، یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے کروڑپتی یہودی ہین، اول اونکی تجویز بیت المقدس اور اوسکے ملحقہ اضلاع کے خریدنے کی تھی لیکن ترکون نے صاف انکار کر دیا کیونکہ بیت المقدس اونکا سرمایہ ناز ہے جسے مسلمانون نے سو برس کی متواتر لڑائیون کے بعد یورپ کے عیسائیون سے فتح کیا اور لاکھون مسلمان اس شہر مقدس کی خاطر شہید ہوئے - تمام یورپ نے متحد ہو کر بیت المقدس کے واپس لینے کی کوشش کی لیکن شیر تہدا سلطان صلاح الدین نے اونہین پسپا کیا اور آج تک بیت المقدس مسلمانونکے قبضہ مین ہے - پس دنیا کی کوئی دولت اوس خون کا معاوضہ نہین کر سکتی جو مسلمانون نے اسکی فتح مین پانی کیطرح بہایا ہے اور کوئی اسلامی گورنمنٹ بیت المقدس کو مالدار یہودیون کے ہاتھ کسی قیمت پر فروخت نہ کریگی - اب یہودی امریکہ مین نوآبادی قایم کرنا چاہتے ہین - مترجم

کہ ممالک دنیا مین نو آبادیان قایم کیجائین جہان مصیبت زدہ یہودی جو منتشر پڑے پھرتے ہین امن حاصل کرین +

مسلمان کس طرح ترقی کرسکتے ہین

اب یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کیحالت مین ایسی تبدیلی اور ترقی تمدن یورپ کے اختیار کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے یا نہین اور اگر ہوسکتی ہے تو کب اور کس صورت مین پچھلے اوراق مین ایک حد تک ان سوالات کا جواب دیا جاچکا ہے یعنی اسلامی دنیا کے بعض حصے نمایان طور پر مغرب کے قریب پہنچتے چلے آرہے ہین - دوم یہ کہ یہ تحریک اسیوقت سرعت کے ساتھ کامیابی حاصل کرسکتی ہے جب آزادانہ طریقہ حکومت اور تعلیم کے بہتر ذرائع مہیا کئے جائین - سوم یہ کہ تمام اسلامی دنیا مین صرف سلطنت عثمانیہ ہی ایسی جگہ ہے جہان پولیٹکل زندگی از سر نو پیدا ہونے کی[۹۱] امید کیجاسکتی ہے بشرطیکہ ترکی گورنمنٹ اور ترکی سوسائٹی اپنی ہمتون کو بلند رکھے اور یورپ اونکو کافی وقت اور موقع دے - حالات موجودہ پر نظر کرنے سے معلوم

[۹۱] میری کا یہ خیال بالکل صحیح نکلا سب سے اول تجدید کی صورت ٹرکی مین نظر آئی اور ترکی سوسائٹی نے اپنی ہمت کے جوہر سنہ ۱۹۰۸ء اور سنہ ۱۹۰۹ء مین دکھلائے لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ یورپ جسکی حریص آنکھون مین نوزائیدہ ٹرکی کانٹے کیطرح کھٹکتی ہے - ترکون کو ترقی کرنے کے لیئے کافی وقت اور موقع دیگا یا نہین - ہم دیکھتے ہین کہ بلگیریا اور یونان یورپ کے اشارے سے آئے دن دشمنی کا اظہار کرتے رہتے ہین اور کچھ نہین معلوم کہ کس وقت جنگ چھڑ جاے - آجکل کی جنگون مین دولت کی جو بربادی ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہین کاش یہ دولت، جو سامان جنگ درست کرنے مین ترکونکو مجبوراً صرف کرنا پڑتی ہے، اشاعت تعلیم و تجارت مین صرف کیجاتی - ہمین امید رکھنا چاہیئے کہ انگریزون اور ترکونکی دوستی ٹرکی کو قبل از وقت کسی تباہ کن جنگ مین نہ پڑنے دیگی - مترجم -

ہوتا ہے کہ اسلامی خود مختار ممالک مین نیز اون ملکون مین جہان مسلمان اقوام یورپی سلطنتون کے سایہ عاطفت مین رہتی ہین تجدید اور ترقی کی تحریک استقلال کے ساتھ جاری ہے - ٹرکی مین جہان بدنظمی خود مختاری اور آئے دن کی بیرونی مخاصمت

ٹرکی کی ضروریات

رفتار ترقی مین سدراہ ہین، اس تحریک کا آخری نتیجہ مشتبہ حالت مین ضرور ہے - اسمین کچھہ شک نہین کہ وہان ترقی اوس حالت مین ضرور ہو سکتی ہے جب کوئی روشن خیال اور عقلمند بادشاہ خود اس تحریک کا سرگروہ بنے اور اپنی پوری قوت اور سرگرمی سے کام لے اور اپنے فولادی ارادے کی مدد سے اصلاحی تحریک کو آگے بڑہائے - یہ کام کسی ہمدرد قوم ترکی بادشاہ کے لیے چندان دشوار نہین ہے کیونکہ ترکی قوم کی وفاداری اور اطاعت کی کوئی انتہا نہین ہے ۰

ہندوستان ومصر کی ترقی -

ہندوستان، مصر اور الجیریا مین بھی اسنے والی ترقی کے آثار ابھی سے بین طور پر نظر آرہے ہین، ہندوستان اور مصر مین اسلامی سوسائٹی بیداری کا صاف اظہار کر رہی ہے اور ضروریات زمانہ کو صحیح طور پر سمجھتی ہے - اسوقت اونکی کوشش یہ ہے کہ جدید علوم وفنون اور آزادانہ تحقیقات کو اصول اسلام سے مطابقت دیکر قومی زندگی کا احساس مسلمانون مین پیدا کیا جاے، اور یہ کچھہ دشوار نہین ہے کیونکہ اسلام مین بہ نسبت عیسائیت کے اس تحریک کو زیادہ آسانی کے ساتھ ترقی ہو سکتی ہے، علیگڈہ اور دوسرے مقامات مین ایسے مدارس قایم کئے گئے ہین جہان یورپی اور اسلامی علوم وفنون کے مختلف شعبے پہلو بہ پہلو پڑہائے

جاتے ہین۔ کوشش یہ ہے کہ قرآن مجید کے پاک اصول کا ٹیکا لگا کر جملہ خرابیون کو جو مسلمانون مین افراط تفریط پیدا کر رہی ہین دور کیا جائے اور برطانیہ عظمیٰ کی آزادانہ سلطنت کے سایہ عاطفت مین مسلمانون کا ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے جو احکام قرآن مجید پر مضبوطی اور پختگی سے قائم رہنے کے ساتھ تجدید اور بعض اصولون کی اصلاح کو ضروری سمجھتا ہے اور اسطرح یہ گروہ مشرق اور مغرب مین بطور ثالث[۹۵] کے کام کرتا ہے یہ گروہ جسکے مقاصد اور اصول کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین روز بروز زور پکڑتا جاتا ہے۔ اور چونکہ محکمہ تعلیمات پر ہندوستان مین انگریزونکی خاص توجہ ہے اس لئے اسکو اور بہی ترقی اور سرسبزی حاصل ہوگی۔ مین اس بات کے امکان سے انکار نہین کرتا کہ ہندوستان کے مختلف کالجون اور یونیورسٹیون سے مسلمان طلبہ کی تعداد مین ہر سال اضافہ اور اون مین خودشناسی کا احساس ہونے کی وجہ سے آخر کار اونکو قدیم مسئلہ تقلید کو خیرباد کہنا پڑیگا اور وہ بیرونی دنیا سے سختی کے ساتھ علیحدگی کو روا نہ رکھینگے۔ نوجوان ہندوستانی مسلمان جو سرگرمی اور تحصیل علم کی خواہش سے بھرے ہوئے ہین اور یورپی قدیم اور جدید علم

انگریزی سلطنت کی برکتین

[۹۵] اہل یورپ کا خیال ہے کہ مشرق و مغرب کبھی ایک رشتۂ تمدنی مین منسلک نہین ہو سکتے۔ لیکن علی گڈہ کی تعلیم نے ان خیالات کو متنزلزل کر دیا ہے مسٹر سڈنی لو جسنے ہندوستان کی سیاحت کے بعد اپنی مشہور کتاب اے وژن آف انڈیا لکھی۔ کہتے ہین کہ جو لوگ یورپ کے متذکرہ بالا خیال کی غلطی معلوم کرنا چاہتے ہین انہین علیگڈہ جا کر مشرق و مغرب کے توافق کی زندہ مثال دیکھنا چاہیئے۔ مترجم

علوم قدیم وجدید

علم ادب، فلسفہ، تاریخ اور علوم جدیدہ کے خوان کرم سے سیر ہو رہے ہین ہرگز
آسانی کے ساتھ اسلامی علوم کے روکھے سوکھے ٹکڑون پر قناعت نہ کرینگے
ایک نئی سوشل قوت، نیا طرز زندگی اور خیالات کی نئی دنیا رفتہ رفتہ پیدا
ہوجائیگی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ پیدا ہو چلی ہے اور چونکہ تمام مذاہب لچکدار ہوتے
ہین اسلام بھی نیا قالب اختیار کریگا یا یہ کہنا چاہیئے کہ پھر اپنی اصلی پاکیزگی حاصل
کریگا اور اس لئے تمدن جدید کی تعلیم اور اثر کو زیادہ آسانی کے ساتھ قبول کرسکیگا

اہل مصر کی دماغی ترقی

ہم جو کچھ ہندوستان مین دیکھتے ہین اوسکا خاکہ مصر مین اور بھی بین تر نظر
آتا ہے۔ اصلاح کا آغاز محمد علیؒ کے وقت سے ہوا اور انگریزی قبضہ کے زمانہ مین
اوسے سرعت کے ساتھ ترقی ہوئی کیونکہ جن امور کو خدیوان مصر نے تن تنہا
ڈرتے ڈرتے اختیار کیا اوسے انگریزون کے حوصلے اور اونکے بے اندازہ
ذرائع اور سرگرمی نے خوب تقویت بخشی۔ انگلستان کی زبردست مگر عادلانہ گورنمنٹ
کی وجہ سے معاشری اور دماغی حالت مین جو ترقی ہوئی ہے وہ نہایت حیرت انگیز
ہے۔ بکثرت مصری نوجوان، بالکل یورپی طریقہ پر تعلیم پاکر، اپنے ملک کی آیندہ
سیاسی، تمدنی، اور معاشری حالت کو بخوبی محسوس کرتے ہین۔ اور شاید کسیقدر
قبل از وقت آگے قدم بڑہاکر "مصر مصریون کے لئے ہے" کا نعرہ بلند کرتے
ہین اور ابھی سے افریقہ مین آنے والی عظیم الشان اسلامی سلطنت کا خواب
پریشان دیکھتے ہین۔ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ حریت انسان کو اسیطرح

اوج رفعت پر پہونچاتی ہے جس طرح غلامی قعر ذلت مین گراتی ہے۔ ہندوستان
مین یورپی وضع کے مولوی اور مصر کے روشن خیال عرب، اس بات کی
دلیل ہین کہ خوش نظمی اور آزادانہ طریقہ گورنمنٹ سے کیسے عمدہ نتایج حاصل
ہوتے ہین اور ہندوستان و مصر مین جو کچھ نتیجہ اس قلیل عرصہ مین پیدا ہوا ہے
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک مین اوسیوقت ترقی اور اصلاح ہوسکتی
(مسلمانون کی کاہلی) ہے جبکہ وہ براہ راست اہل یورپ کے زیر نگین ہوجائین۔ اگر اپنی حالت پر
چھوڑ دی جائین تو اسلامی اقوام اپنی موجودہ کاہلی اور دون ہمتی کے غار ہی مین
پڑی رہین گی۔ کسی نئی بنیاد پر اپنی سوشل زندگی کی عمارت قایم کرنے کی سکت
اونمین باقی نہین رہی ہے۔ جب تک دُنیوی قوت اور سلطنت کی باگ ایک
شخص واحد کے ہاتھ مین رہیگی اور یہ بادشاہ "خلیفۃ اللہ فے الارض"
اصلاحات کی ضرورت کو دل سے نہ مان لے اور یہ سمجھکر کہ اسکی مطلق العنانی اور خود
مختاری رفتار زمانہ کے سراسر خلاف ہے بہ طیب خاطر اوس سے دست بردار نہ ہوجائے
آزادانہ اصول کی حکومت کا رواج اسلامی دنیا مین نہین ہوسکتا +

(مشرقی و مغربی سلاطین) مغرب کے عیسائی بادشاہ بھی اِن باتون سے بہ طیب خاطر دست بردار
نہین ہوئے۔ اور اب بھی بعض توصیفی جملے جنسے بادشاہون کی خدائی اوصاف
ظاہر ہوتے ہین، گذشتہ عظمت کی نشانی کے طور پر قائم رکھے گئے ہین۔ لیکن
یورپ کے بادشاہون کا خطاب "بائی دی گریس آف گاڈ" "خلیفۃ اللہ فی الارض"

کا مرادف نہین ہے۔ اور نہ ایسی معصومیت مراد ہے جسکا مسلمان بادشاہ یا پاپاے روما دعوی کرتے ہین۔ ہم سمجھتے ہین روشن خیالی اور آزادی نے بادشاہون کے ان خدائی حقوق کو گھٹاتے گھٹاتے اونکے جائز درجہ پر پہونچا دیا ہے لیکن مشرق کے مسلمان ابھی تک سلف رسپیکٹ (خودداری) کے اس رتبہ پر نہین پہونچے ہین۔ اور چونکہ اونکے پاس خودداری حاصل کرنے کے ذرائع ابھی تک موجود نہین ہین، وہ اہل یورپ کی امداد اور سہارے کے محتاج ہین جسطرح ہم زمانہ گذشتہ مین دماغی تحریک کے لیے قدما کے سرمایۂ تحقیق و تدقیق کے دست نگر تھے اور یہ مثال اس ناقابل استرداد واقعہ کا نہایت زبردست ثبوت ہے کہ صرف یورپ کی بلا واسطہ اثر یعنی یورپی سلطنتون کی ماتحتی اور براہ راست حکومت مین رہکر اسلامی مشرق کی تجدید اور اصلاح ممکن ہے۔ صرف اسی حالت مین مسلمانون کو روشن مستقبل کی امید ہو سکتی ہے۔

یہ امر کہ اسلامی ایشیا کو غیر سلطنتونکی اتالیقی مین کبتک رہنا پڑے گا اور سب سے اول اسلامی دنیا کا کونسا حصہ اصلاح کا جامہ پہن کر اس قدر طاقتور ہو جائیگا کہ دنیا کے اسٹیج پر اپنے پیرون کے بل کھڑا ہو سکے، در اصل مسلمان لیڈرون (رہنماؤن) کے ارادون اور قابلیتون پر منحصر ہے۔ اور نیز اس امر پر کہ مسلمان تمدن جدید کے زیر اثر قلیل عرصہ تک رہتے ہین یا دیر تک۔ اسوقت ہمین صرف معدودے چند مسلمان رہنما

چند اشخاص اصلاح کی راہ مین ممتاز نظر آتے ہین اور یہ لوگ تمدنی ترقی کی منتشر مثالین ہین۔ لیکن کیا کوئی اسمین شک کرسکتا ہے کہ انکی تعداد مین اضافہ ہوگا؟ اور کیا تمدن مغرب کے نونہال اپنی ہم قومون اور ہم مذہبون کی دماغی حالت مین ترقی و اصلاح نکرینگے؟ ہر بے لوث مبصر جسے واقعات کا صحیح علم ہو ہمارے اس بیان کی تصدیق کریگا +

روس مین مسلمان رہنما

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ کہہ چکے ہین کہ اہل روس کی اتالیقی مین مسلمانون کا مستقبل چندان روشن نظر نہین آتا۔ لیکن باوجود اسکے بھی روس کا قہار بادشاہ دماغی ترقی کو روکنے سے قاصر ہے، اور چند آدمی اسمعیل بے غسپرنسکی تاتاری اور محمد فاتح غلمانی جیسے اپنے بھائیون کی نیابت کے لئے کھڑے ہوگئے ہین۔ اور عام رفارمیشن (اصلاح) کا راستہ تیار کرنے مین شب و روز سرگرمی کے ساتھ مصروف ہین +

اسلامی ترقی کی رفتار دو کنا ممکنات سے ہے

مغربی یورپ کی ماتحتی مین مسلمان بلاشبہ زیادہ فارغ البال رہینگے کیونکہ وہ وہان آزادی اور تہذیب و تمدن کا سبق سیکھ رہے ہین اور باوجود اسکے کہ انکے اتالیقون کی خواہشات یا ارادے مختلف ہین، آخرکار انکو پولیٹیکل آزادی حاصل ہوکر رہے گی ٹرکی، مصر۔ اور ہندوستان مین اسلامی سوسائٹی کے سرگروہ طریقہ جدید کے جوش مین اسقدر سرشار ہین اور قومی آزادی کے خیالات ان مین اسدرجہ سرایت کرگئے ہین کہ ان کا بیخ و بن سے مٹا دینا قطعی ناممکن ہے۔ ہمارے یورپی

حکمران شاید یہ توقع رکھتے ہون کہ اونکی حکومت اسلامی ممالک مین قایم رہیگی لیکن جلد یا دیر ایسا وقت ضرور آنے والا ہے جبکہ ہماری تمدنی کوشش ہماری خواہشات کے خلاف نتیجہ پیدا کریگی - یعنی ایشیا مین ہمارے پولٹیکل اقتدار کا خاتمہ ہو جائیگا - جسطرح معلم اپنے شاگرد کی دماغی ترقی اور پختگی کو روکنے کی قدرت نہین رکھتا اسیطرح جب کوئی اعلی سوسائٹی کسی ادنی سوسائٹی پر اپنا اثر ڈالتی ہے تو نتیجہ پر اوسکا قادر ہونا ناممکنات سے ہے - جب کسی تناور درخت سے کوئی بیج زرخیز زمین پر گرتا ہے، اول نازک پودا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے مضبوط درخت ہو جاتا ہے - جو بیج ایکمرتبہ بویا گیا وہ بارور ضرور ہوگا ✤

مسلمانونکی ترقی یقینی ہے

جو تماشا جاپان کے اسٹیج پر ہوا، جہان مشرقی شاگرد اپنے مغربی استاد کا نہ صرف ہمسر ہوا بلکہ داؤ پیچ مین اُستاد سے بازی لے گیا، ممکن ہے کہ اسلامی مشرق مین بھی کسیدن اُس کا ظہور ہو، جاپان کو موجودہ رتبہ اپنے بادشاہ کی روشن خیالی اور خوش نیتی کیوجہ سے حاصل ہوا اگر اسلام اُن بیڑیونکے بارگران سے آزاد ہو جو ظالمانہ حکومت نے مذہبی احکام کی شکل مین اوسکے پیرونمین ڈال رکھی ہین تو ہمارے نزدیک کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ مغربی اور وسطی ایشیا کی مخلوق اپنے مشرق بعید کے رہنے والے (جاپانی) بھائیون کے حقوق مین کیون شریک نہ ہون - ہمنے ان اوراق مین یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ اسلام اصلاح کی صلاحیت رکھتا ہے، اوسکے معتقدین مین رفارم (اصلاح) کی ضرورت کا احساس ہو گیا ہے - اور کہین کہین روشنی کی شعاعین اندھیری رات مین نظر آنے لگی ہین - ترقی کی رفتار اسلام مین بوده مذہب جاپانیونکی بہ نسبت سست ضرور رہیگی لیکن آخرکار تبدیل و تجدید کا دور دورہ ہو کر رہے گا خواہ ہم (اہل یورپ) چاہین یا نہ چاہین ✤

باب نہم

یورپی قوتین اسلامی ایشیا مین

پولیٹیکل بحث کی ضرورت

اوراق ماسبق مین یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ناہان یورپ اُستاد اور مغربی تمدن کے علَم بردار ہونے کی حیثیت سے ایشیا مین کس قدر اہم درجہ حاصل کیے ہوئے ہین۔ اور اب صرف اوس پولیٹیکل حکومت کا ذکر کرنا باقی رہگیا ہی جو کوئی نہ کوئی یورپی قوم کسی دن اسلامی ایشیا مین ضرور حاصل کریگی۔ اس لئے مجھے یہان طوعاً و کرہاً سیاسی دنگل مین کودنا پڑتا ہے اگرچہ یہ بحث میرے مرغوب طبع نہین مگر اس سے مفر بھی نہین ہے کیونکہ مختلف اقوام یورپ کی نیتین، ارادے، اور کارروائیان مختلف ہین، اور ہر ایک کے دائرۂ اثر پر بحث کرتے وقت ان سب اختلافات کا پیش نظر ہونا لازمی ہے۔ نیز یہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ہر ایک قوم کتنی مدت سے اصلاح کی راہ مین محنت کر رہی ہے کیونکہ تمدن کے نتائج زیادہ تر مدت کمی یا زیادتی پر منحصر ہوتے ہین۔

اس مسئلہ پر بحث کرنا کہ اسلامی ایشیا مین مغربی قوتون کا موجودہ اثر کبتک قایم رہے گا، اور کیا کیا تبدیلیان ظہور مین آئین گی بادی النظر مین اگر جسارت طلب نہین تو جرءت آزما ضرور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دراصل ایسا نہین ہے کہ مغربی

اور وسطی ایشیا مین دول عظام یورپ کے موجودہ سیاسی اور اقتصادی حدود و اغراض پر غور کامل کرنے کے بعد (اور ہم آسانی کے ساتھ تسلیم کر سکتے ہین کہ ان تعلقات مین فی الحال کوی اہم اور حیرت انگیز تبدیلی ہونے والی نہین ہے) ہم یہ بات کہنے کے مجاز ہین کہ موجودہ تعیین حدود مین کوی واقعی کمی بیشی اور منظر عام مین کوئی غیر معمولی تبدیلی پیدا ہونا سر دست خارج از بحث ہے ❊

یورپ اور تسخیر ممالک

مادی فوائد کے لئے کشمکش بدستور زور شور کے ساتھ جاری ہے - اپنے ممالک کی زائد آبادی بسانے اور تجارت کے لئے نت نئے بازار پیدا کرنے کی غرض سے نوآبادیان قایم کرنے کی خواہش جملہ یورپی سلطنتون کے رگ و ریشہ مین پیوست ہو گئی ہے - لیکن تسخیر ممالک کا جوش جنگی پیچیدگیون کی وجہ سے کسیقدر سرد پڑ گیا ہے - اور اب محتاط یورپ فصل خصومات کی منطق مین توپ کے کبری اور تفنگ کے صغری کا استعمال نکریگا - جن ممالک کے یورپی اقوام حصے بخرے کر چکی ہین ممکن ہے کہ اُن مین جزوی اور معمولی قسم کی تبدیلیان اور مصنوعی حدبندیان ہو جائین ، یہ بھی ہو سکتا ہی کہ جن ممالک مین ابتک ان تہذیب پاش اقوام کے قدم نہین گئے ہین وہان اب پہونچ جائین ، لیکن جو سلطنتین اسوقت تہذیب پھیلانے کا بیڑہ اوٹھائے ہوئے ہین اونکی ہیئت کزائی مین کسی اہم انقلاب کا ہونا ہمین سر دست ناممکن نظر آتا ہے ❊

روس کی حدود اسوقت باطوم سے ولاڈی واسٹک تک اور بحر شمالی سے

پہرے پوسس تک پہیلے ہوئے ہین اور ہمین امید نہین کہ جنوب کیطرف روس
اپنے حدود زیادہ وسیع کر سکیگا - ممکن ہے کہ روس رفتہ رفتہ شمالی فرات کے صوبجات
ہین اور ترکی آرمینا مین اپنے اقتدار کو زیادہ مستحکم کرلے ، لیکن اگر عراق عرب
تک بڑہنے کی کوئی تجویز ہوی تو جرمنی خاموش نہ بیٹہا رہیگا بشرطیکہ کوئی زبردست
ترکی گورنمنٹ اپنے حقوق جتانے کے لئے نہ کہڑی ہوجائے[۵۱] - لیکن یہ بالکل
یقینی ہے کہ روس اریکسز سے بحیرہ یورومیا کی جانب ایران کی شمالی سرحد پر
ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہان اب بہی اوسکا اقتدار ایک حد
تک پایا جاتا ہے بڑہتا آئیگا - اور یہان سے کوئی حریف سلطنت روسیو نکو
باسانی نہ ہٹا سکیگی - جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہین اگر کوئی اٹل ہونی بات ہو جائے
تو ایران ، روس اور انگلستان کے درمیان تقسیم ہو جائیگا - شمالی حصہ پر
روسی قابض ہو جائینگے ، اور جنوبی حصہ انگریزون کے زیر نگین ہو جائیگا - اس
تقسیم مین تہوڑی بہت جو دقت ہے وہ سرحد کے متعلق ہو سکتی ہے ، یہ سوال
کہ روس مشرق کی جانب افغانستان کے راستہ سے دریاے اکسس کے کنارے

اسلامی ممالک کے حصے بخرے

۵۱ ہم دیکہتے ہین کہ کچہہ عرصہ سے اہل جرمنی ریلون اور کالونی کے اجارون کی بدولت ایشیاے کوچک اور
عراق عرب مین اپنا اقتدار روسیون کے خلاف جماتے چلے آرہے ہین چنانچہ بغداد ریلوے کا اجارہ بہی اہل
جرمنی نے حاصل کیا ہے - لیکن اب نوجوان ترکونکی مضبوط گورنمنٹ قایم ہو گئی ہے جو ان منصوبون کو تہ و بالا
کر دیگی - نو زائدہ گورنمنٹ کی قوت ابہی سے محسوس ہو رہی ہے - مترجم -

روس کا منصوبہ

ہندوکش تک پہونچ جائیگا اور اسطرح حدی کمیشن باسورہ ۱۸۹۵ء کے قائم کردہ حدود سے متجاوز ہوجائیگا تمدنی اثر کے مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہین رکھتا بلکہ پولیٹکل بحث سے وابستہ ہے۔ یہان صرف اسقدر رکھنا مقصود ہے کہ جنوب کیطرف مقبوضات بڑہانے کی ہوس مین روس ایک عظیم الشان اور عالمگیر جنگ کا خطرہ برداشت نکریگا اسوجہ سے کہ ایشیا مین روسی اقتدار صرف اندس (ہندوستان) کی جانب زیادہ بڑہنے پر منحصر نہین ہے۔ دوم یہ کہ ہندوستان کا ایک حصہ قبضہ مین آجانے سے خزانہ کو چندان نفع نہ پہونچے گا۔ سوم یہ کہ ایسی تجویز کے یہ معنی ہونگے کہ انگریزون کا ہندوستان سے اخراج ہوجائے اور اس وجہ سے ایسی مشکلات اور پیچیدگیان حائل ہین کہ اسکی کامیابی تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک روس چین کے ساتھ ایسی روک تھام اور احتیاط کو مد نظر نہ رکھیگا۔ یا اگر موقع ملے تو مشرقی ترکستان کا الحاق کرنے مین پس وپیش نہ کریگا جہان کہین محض ایشیائی اقوام سے سابقہ ہے، وہان یورپی سلطنتون کے حوصلے اور جوع الارض کی کوئی حد نہین ہے۔ لیکن جہان دو یورپی قوتین یکسان حقوق کے ساتھ ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتی ہین تو حد درجہ کی احتیاط اور دور اندیشی سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور چونکہ بزور شمشیر کسی مسئلہ کو طے کرنے کی جانب سے اہل یورپ متنفر ہوتے جاتے ہین اس لئے امید ہے کہ روس اور انگلستان کے باہم جنگ کی مصیبت پیش نہ آئیگی۔

انگریزی اقتدار کے حدود

انگلستان تو کسی طرح نہین چاہتا کہ اپنے حریف روس کے مقابلہ مین تلوار کے فیصلہ پر رضامند ہو۔ اور نہ انگریز خواہشمند ہین کہ سلطنت ہند کے حدود، ہندوکش تو بہت دور ہے، کوہ سلیمان سے بھی متجاوز ہون، برخلاف اسکے وہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے افغانستان کے پہاڑون مین قلعے اور مورچے قایم کرنیکے خیال سے لرزتے ہین۔ حال مین انگریزون نے جو فوجی دستے جنوبی، اور جنوب مشرقی ایران مین بھیجے اُنہین کسی خونخوار جنگ کا پیش خیمہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ کارروائی معائنہ کی غرض سے کی گئی ہے تاکہ ایک سرحدی خط قایم ہوجائے جو ہندوستان کی حفاظت کے لئے ازبس ضروری ہے۔ حفظ ماتقدم کی اس کارروائی سے انگلستان بخوشی دست بردار ہوجاتا مگر آیندہ واقعات کے متعلق ایسے امور پیش آئے کہ انگلستان کو مجبوراً یہ طرز عمل اختیار کرنا پڑا۔ اگر ایران مین اپنا کاروبار سنبھالنے کی صلاحیت ہوتی اور سلطنت ایران کے زوال کی وجہ سے انگلستان کو جنوب مین خطرون کا سامنا نہ ہوتا تو لندن اور کلکتہ کے مدبر ہرگز ایران کے معاملات مین مداخلت روا نہ رکھتے لیکن جب کسیکے پڑوسی کا گھر جلنے لگتا ہے تو اوسے بھی اپنے اساس البیت کی دیکھہ بھال کرنا لازم آتی ہے۔ اور اسی قسم کی ضرورت نے اکثر امن پسند یورپی اقوام کو اپنے ایشیائی پڑوسیون کے معاملات مین دخل اندازی پر مجبور کیا ہے۔

انگلستان کے ارادونکے متعلق غلط فہمی

پہلے انگلستان کی نیت اور قسم کی تہی مگر اب وہ مطمئن ہوگیا ہے اُسے

اب جدید فتوحات حاصل کرنے کی خواہش نہین ہی انگلستان اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھے گا، اگر وہ سب ممالک جو ابتک اُسکے تمدنی اثر مین آئے ہین بامن وعافیت اوسکے قبضہ مین رہین۔ اور جنھین اپنی کوشش اور محنت سے مادی اور دماغی ترقی دینا ممکن ہے۔ اسلامی ایشیا مین جہان کہین انگریز اضافہ ملک کا خیال کرتے ہین دراصل اونکا مقصد سرحد کو مستحکم کرنا ہوتا ہے تاکہ اونکی سلطنت مین امن و امان قایم رہے [ف۵] ۔ کم از کم خلیج عدن اور عرب مین انگلستان کی یہی حکمت عملی ہے۔ کیونکہ وہان جنوبی یمن کی ردی حالت انگریزون کے لئے خطرہ کا باعث ہے اور بدقسمتی سے ترکی گورمنٹ کو از سر نو امن قایم کرنے کی کافی قوت حاصل نہین ہے بعض لوگ انگلستان کی ہر ایک کارروائی کو شبہ کی نظر سے دیکھنے پر ہمیشہ آمادہ رہتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ انگلستان تمام عربستان کے فتح کرنے کی پوشیدہ تیاریان کر رہا ہے اور یہ کہ شاہ انگلستان جنکی رعایا مین مسلمان دوسرے سلاطین کی بہ نسبت بہت زیادہ ہین زمانہ آیندہ مین محافظ وحامی حرمین شریفین ہوجائینگے۔ وہ یہ بھی کہتے ہین

[ف۵] سرحد شمال مغربی پر جو لڑائیان ہوتی رہتی ہین اون کا یہ مقصد نہین کہ افغانستان پر رفتہ رفتہ قبضہ کیا جائے بلکہ سرحدی شورہ پشت باشندون کی روک تھام مقصود ہوتی ہے تاکہ ہندوستان خصوصاً پنجاب مین بدامنی نہ پہیل جائے۔ اسیطرح ایران مین جو کمیشن انگلستان نے بہیجے اون سے یہی مقصود تھا کہ روس کا اقتدار ہندوستان کی جانب ترقی نہ کرنے پائے۔ مترجم۔

کہ ظاہری طور پر عرب خدیو مصر کے قبضہ مین دیدیا جائیگا کیونکہ سلطان سلیم ثانی نے مصر ہی سے خلافت ابتداءً حاصل کی تہی مگر اصل انتظام اور حکومت انگریزون کے ہاتھ مین رہیگی - یہ خیال شیخ چلی کا منصوبہ کیون نہ ہو لیکن اگر ایسے واقعات پیش آئین تو اسلام کا کوئی نقصان متصور نہین ہے - کیونکہ جب ہم ترکی اخبارون مین مکہ اور مدینہ کی پولیٹکل حالت کی خرابی کے حالات پڑہتے ہین کہ شریف

شریف مکہ کی زیادتیاں

عون الرفیق جو آل پیمبر سے ہے عمال سلطنت سے ملکر بیکس حاجیونکو کس بری طرح لوٹتا کہسوٹتا ہے اور تنگ کرتا ہے اور اونکے پریشان کرنے اور مال چہیننے مین کوئی زیادتی اوٹہا نہین رکہتا تو ایسی ستم رسیدہ سوسائٹی کا کسی انصاف پسند انسان دوست اور منضبط گورمنٹ کی ماتحتی مین آنے کو ہم چندان تکلیف دہ نہین خیال کرسکتے اگرچہ وہ گورمنٹ عیسائی ہی کیون نہو لیکن ہم ان بیکار مباحث مین پڑنا نہین چاہتے اور صرف اسقدر کہتے ہین، بشرطیکہ ظاہرا باتین دہوکے مین نہ ڈالین، کہ انگلستان اور روس نے اسلامی ایشیا مین اپنے فتوحات مکمل کرلیے ہین، اور دونون قوتین اپنے اپنے دائرہ اقتدار اور اثر مین صرف اپنی طاقت مستحکم کرنے اور رعایا مین تعلیم پہیلانے سے سروکار رکہین گی *

جرمنی کے ارادے

اب صرف ایک تیسری یورپی قوت کا ذکر کرنا باقی رہگیا ہے جو حال مین بحیثیت مروج تمدن اسلامی مشرقی ممالک مین نمودار ہوئی ہے اور جو بوجہ اپنی قوت، وسعت اور اعلی قابلیتون کے ہماری توجہ کی مستحق ہے - ہمارا اشارہ سلطنت

جرمنی کی طرف ہے - اسلامی ممالک مین ابھی تک جرمنی کا تمدنی اثر ابتدائی حالت
مین ہے - لیکن باوجود ہر قسم کی مشکلات کے جو اوسے ہر چہار طرف سے گھیرے
ہوئے ہین، اوسکے مستقبل کی اہمیت کے اندازہ مین کمی نکرنا چاہیئے - اگر ایشیا
مین تمدن پھیلانے والی اقوام کی جماعت مین جرمنی اس قدر دیر مین شامل نہ ہوتا
اور اگر اہل جرمنی مشرقی دنگل سے قریب تر ہوتے تو یہ قوم اپنی صنعت،، ریاضت
اور جامعیت کا اثر زیادہ جلد اور زیادہ بہتر شکل مین ظاہر کر سکتی تھی - جرمنی اور
ایشیا کے مابین اسقدر ممالک حائل ہین کہ باوجود قسطنطنیہ و بغداد ریلوے کی
تکمیل کے بھی جرمنی تمدن کو نہ صرف اپنے حریفون ہی سے سخت مقابلہ پیش آئیگا
بلکہ باشندگانِ ایشیا کی تنگ خیالی اور تعصب کے ساتھ بھی سخت جنگ و جدل
کرنی پڑیگی - کیونکہ فرانسیسی، انگریز نیمس[۱۵] اور روس کے نام سے ترک، کرد اور عرب
عرصہ سے بخوبی آشنا ہوگئے ہین، مگر ،، الیمان ،، (جرمنی) ابھی تک بہت کم مروج
ہوا ہے، اور اس سے آشنا ہوتے ہوئے اہل ایشیا کو مدت درکار ہے - مشرقیون
کے لئے کسی مشہور مگر قدیم لفظ کا ترک کرنا اور جدید لفظ کو اختیار کرنا نہایت مشکل ہے
اسکی مثال لفظ ،، جنونیز ،، سے پائی جاتی ہے - ترک قدیم آثار اور عمارات کو
،، جنونیز ،، کہتے ہین کیونکہ ازمنہ متوسطہ مین اہل ایطالیہ صناعی اور فن تعمیر وغیرہ
مین استاد مانے جاتے تھے - انگریزون کا مقولہ ہے ،، تجارت جھنڈے کے

اہل ایشیا کی تنگ خیالی

[۱۵] ترکی مین نیمس اوس ملک کا نام ہے جہان اب موجودہ آسٹریا ہے -

ساتھہ ساتھہ بڑھتی ہے ،، اور چونکہ جرمنی کے قبضے مین ابھی تک کوئی ملک نہین
آیا ہے اور صرف تجارتی اغراض اوسکے مدنظر ہین، اور نہ وہ اپنی قوت کا اظہار
موجودہ حالت مین کرسکتی ہے اور نہ کرنا چاہتی ہے ، اس لیے اوسکے تمدنی
اثر کی رفتار مغربی ایشیا مین لامحالہ نہایت سست رہیگی - اور خلق اللہ کے
نفع کے خیال سے یہ امر قابل افسوس ضرور ہے ⁂

جرمنی اقتدار
اناطولیہ مین

اسکے برخلاف یہ بیان کیاجاتا ہے کہ جرمنی اناطولیہ پر قبضہ کرنے کی فکر مین
ہے - اور ریلوے اسٹیشنون کے متصل اہل جرمنی کی بستیان ترقی کرتے
کرتے نوآبادیان ہوجائنگی - اور یہ نوآبادیان بالآخر تمام اناطولیہ کو جرمنی قبضہ مین
لے آئینگی - لیکن جو لوگ ایشیا سے کچھہ بھی واقفیت رکھتے ہین ، اونکو اس خیال
کی لغویت پر غور کرنا چاہیے ، اس سے صرف اُن لوگونکی ناواقفیت اور معاملات
سے بےخبری ثابت ہوتی ہے - سب سے اول جرمنی نوآبادیون کے باشندون
کے لیے ایشیائی باشندون پر غلبہ پانے اور اپنے مجارتی پیدا کرنے کے لئے سالہا
سال کی مدت درکار ہے - یہ سچ ہے کہ اہل رُوس نے جنوبی والگا - اور کریمیا مین
ایسا انقلاب قومیت پیدا کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے - لیکن یہ سب
اس وجہ سے ممکن العمل ہوا کہ اِن صوبجات مین خانہ بدوش قومین آباد تھین
جنکی نہ کوئی خاص معاشری عادات و مراسم نہ تمدنی خواہشات راہ مین حائل تھین
ایشیائے کوچک کی حالت اس سے مختلف ہے جہان مستقل آبادیان صدیون سے

قایم ہین - اور اسلئے اہل جرمنی کا غلبہ پانا یا اناطولیہ کے بوقلمون باشندون پر جرمنی رنگ چڑہانا خارج از بحث ہے *

یورپی اقوام کے تعلقات

یورپی تمدن کے نامبین کا مستقبل اسلامی ایشیا مین خواہ کچھہ ہی ہو - اور چاہیے عرصہ دراز تک اونکا اقتدار دنیا سے قدیم کے مختلف حصص مین وسعت پائے ، اور اونکے زیرسایہ ، تہذیب ، امن و عدل کو ترقی ہو ، ہر شخص کو یہی امید رکھنا چاہیئے کہ اونکے باہمی تعلقات مین کسی قسم کی خرابی واقع نہو گی تاکہ ہر ایک قوم اپنے خیال کے موافق پرانی دنیا کو نفع پہونچاے جو مدتون کی بدنظمی ، جہالت اور ظلم کی وجہ سے برباد ہورہی ہے ، اور ایشیا مین خلق اللہ کی خستہ حالی کا خاتمہ ہوجاے - آجکل پولیٹیکل امور پر جو تیز مباحثہ ہو رہا ہے اوسکے خیال سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے توقعات کا پورا ہونا ممکن نہین ہے لیکن جو لوگ ایشیا کے بعض حصون کی حالت زار سے واقف ہین ، اور جنہون نے وہان کے حالات کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور اصلاح کو ترتیب کے ساتھہ رواج دینے کی ضرورت اور امکان پر یقین رکھتے ہین ، وہ سمجھتے ہین کہ یورپی تمدن پہیلانے والون کی کوشش سے نہ صرف اہل ایشیا کو فائدہ پہونچے گا بلکہ یورپ کا نفع بھی سراسر متصور ہے ، جسقدر جلد پرانی دنیا کے تباہ شدہ ممالک مین ازسرنو جان پڑجاے اوسی نسبت سے یورپ کی تجارت اور صنعت کا میدان زیادہ وسیع ہوجائیگا - زمین کی جو دولت اسوقت پوشیدہ ہے زیادہ کثرت سے حاصل ہو گی -

یورپی اقتدار اور افلاس

جب متعصبین جوش مین آکر بیان کرتے ہین کہ اہل یورپ کے تمدن کی بدولت
ایشیا مین افلاس اور خستہ حالی کو ترقی ہو گئی ہے اور مغربیون کا مشرق مین
آنا خلق اللہ کے لئے لعنت کا باعث ہوا ہے، تو ایسے خیالات کو مجذوب کی بڑ یا
اصلی حالات سے ناواقفیت پر مبنی سمجھنا چاہیئے جس کسی ملک مین اور جس صورت
سے دنیاے جدید کے تمدن نے اپنا اثر ڈالا ہے ممکن ہے کہ تبدیلی کے زمانہ مین
وہان کی معاشری اور اقتصادی زندگی مین عارضی ہلچل پیدا کی ہو۔ لیکن جس وقت
امتحان کا زمانہ گذر گیا امن مرفع الحالی اور قناعت نے دخل پا لیا۔ اور اگر افلاس
کی مثالین باوجود خوش انتظامی کے بھی کہین خال خال نظر آتی ہین تو بہ نسبت
اُس زمانہ کے بہت کم تکلیف دہ ہین جبکہ خود اہل ملک کے ہاتھ مین نظم و نسق تھا
اگر کوی شخص تعصب کی وجہ سے آنکھون پر جان بوجہ کر پٹی باندہ لے تو البتہ ممکن ہے
کہ ایشیای دنیا کے مقابلہ مین اہل مغرب نے جو سرگرمی اظہار کی ہے اوسکی
خرابیان نظر آئین۔ کیونکہ یہ تسلیم کرنے کے بعد بھی کہ یورپ کے بعض نا ئبین
اصلاح کی خدمات بجالانے کیلئے کافی طور پر تیار نہین ہین یا یہ کہ صرف بادی
اغراض پیش نظر رکھتے ہین، ہم دیکھتے ہین کہ اہل ایشیا کو بہت کم قیمت اون برکتون
کے معاوضہ مین دینا پڑی ہے جو عدل و انصاف کے قایم ہونے سے اہل ملک کو
حاصل ہوی ہین۔ یہ اعتراض کہ تمدن یورپ کے علم بردار اون ممالک کو جو اونکے
ظل عاطفت مین آتے ہین بجاے حریت عطا کرنے کے اونہین اپنے ذاتی مفاد

کے لئے استعمال کرتے ہین اور جو فوائد مفتوحہ ملک سے حاصل کرتے ہین اونکا مناسب معاوضہ ادا نہین کرتے، غیر متعصب نکتہ چینون کے نزدیک قابل وقعت نہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے بیجا اعتراضات سے خود یورپ کے اغراض ومقاصد کو نقصان عظیم پہونچتا ہے۔ رڈیرڈ کپلنگ [۹۶] نے "گورے آدمیونکے بوجھ" کی بابت جو کچھ کہا ہے لفظ بلفظ صحیح ہے۔ کیونکہ اہل مغرب کو منطقہ حارہ کے جھلسنے والی تپش اور گرمی مین جو محنت شاقہ کورانہ تعصب اور قدامت پسندی سے لڑنے مین کرنی پڑتی ہے کسیطرح خوشگوار کام نہین +

اہل ایشیا یورپ کی اتالیقی کے محتاج ہین

حالات موجودہ کی جو تصویران اوراق مین کھینچی گئی ہے اوس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوی شخص ہمارے تمدنی اثرات کو اسلامی ایشیا مین چندروزہ اور غیر مستقل قرار دے تو اس سے بڑھ کر کوی ناانصافی نہین ہوسکتی۔ برعکس

---

۹۶ رڈیرڈ کپلنگ زندہ مصنفین مین سے ہے اور اوسکی عمر کا زیادہ حصہ ہندوستان مین بسر ہوا، ہندوستانی اور ایشائی مسائل پر اوسکی بکثرت تالیفات ہین، اور یورپ مین بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین۔ ایک انگریزی نظم مین اوس نے یورپ کی ہمت ہیا کو ششون اور کارنامون کا ذکر کرکے کہا ہے کہ ایشیا مین جو کام اہل یورپ کر رہے ہین وہ ایک بارگران ہے جسے وہ خلق اللہ کے فائدے کی غرض سے اوٹھا رہے ہین۔ واہبری نے اس نظم کی جانب اشارہ کیا ہے۔ کپلنگ کی ظرافت خاص لطف رکھتی ہے۔ اوسکی مشہور کتاب "جنگل بک" کے طرز پر اردو مین نہایت قابل لوگون نے کتابین لکھی ہین پہلی کہانی "دوبن باسی رستم" مولفہ مرزا محمد اشرف گورگانی۔ اور دوسری "زلفی کی کہانی" مولفہ مسٹر عنایت اللہ، دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین۔ بچونکے لیے اردو مین ان سے بہتر کہانیان موجود نہین ہین علیگڈہ کالج بک ڈپو سے ارزان قیمت پر ملتی ہین۔

مترجم

اسکے ہمنے بحیثیت مصلح اور اتالیق کے اپنے کام کی ابھی صرف ابتدا کی ہے ہمارے شاگردون نے اپنی فطرتی ذہانت اور قابلیت کی بدولت کہین کہین ترقی کے آثار ظاہر کئے ہین لیکن اونہین بلا ہمارے سہارے چلنے کی قوت ابھی مدت دراز تک حاصل نہو گی - اور منزل مقصود پر اپنے پاؤن کے بل پہونچنے مین بہت وقت صرف ہوگا - رفتہ رفتہ وہ وقت بھی ضرور آئیگا کہ اہل ایشیا کو ہماری اتالیقی کی ضرورت نہ رہے گی - اگر اہل یورپ چاہتے ہین کہ ایشیا ترقی یافتہ ہونے کے بعد اپنی چھوٹی بہن یورپ کو حقارت اور غصہ کی نظر سے نہ دیکھے، تمدن یورپ کے علم برداروں کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو اُس اعلی مشن کا اہل بناوین اور یورپ کی موجودہ تہذیب و تمدن کے علم کے پرچم کو محض مادی اغراض کی وجہ سے خراب نہ کرین +

یورپ کا فرض

بعض اوقات زمانہ گذشتہ پر نظر کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے، اور جسطرح سلطنت روما کو اُن وحشی اقوام نے جنہین اہل روما نے اپنے تہذیب و تمدن کے راز سے آشنا کرنے کی کوشش کی تھی بالکل نیست و نابود کر دیا، اسیطرح ہمارا موجودہ یورپ باین قوت و اقتدار کسیدن اپنی شاگردونکی تعداد کثیر کے زیر قدم پائمال اور خوار ہوکر رہے گا - اس خیال کی تائید مین جاپان کی مثال پیش کیجاتی ہے جو معجزہ کیطرح یکایک میدان مین آموجود ہوا [۱۵۱] اور دیلوپ [illegible] دل

یورپ کا اقتدار کبتک رہے گا

[۱۵۱] بعض مبصر جاپان کی ترقی کو دیکھکر خیال کرتے ہین کہ زرد رنگ کے جاپانی اور چینی ترقی کرنے کے بعد یورپ کے مدمقابل بینگے - مترجم

(نزد خطرہ) کا ہوتا ہوا اٹھا نے کے لئے ہمارے سامنے کیا جاتا ہے ہین
اس مسئلہ پر پہلے ہی اپنی راے ظاہر کر چکا ہون[۱] اور اس لیے یہان صرف
اسقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ اسلام کے لیے جاپان جیسے نتیجہ پر پہونچنا ابھی
بہت دور ہے ایمان والے مسلمانون کے نزدیک قرآن پاک کے الفاظ
"جلدی کرنا شیطان کا کام ہے ٹھہر کر چلنا خدا کو مقبول ہے" اتمام حجت کے
لیے کافی ہین - اونکے یہان ہر چیز کی رفتار نہایت سست اور خاموش ہے -
اگرچہ جابجا ترقی کے کچھ آثار نظر آنے لگے ہین تاہم انقلاب کلّی ابھی بہت دور ہے
اور اسلامی ایشیا مین ہمارے اثر کی ابھی کوی حدود معین نہین ہو سکتین ❊

تمت بالخیر

[۱] دیکھو کتاب پروفیسر وامبری موسومہ (ویسٹرن) کلچر اسٹڈی مطبوعہ بدالسنہ ۱۹۰۴ء -

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

۲۹۶۵۰۹

۵۸۴۳۳۹

۱۹۱۵

Date	No.	Date	No.